نہج البلاغہ
(موضوعاتی)
ترجمہ
الدلیل
مترجم
حضرت علامہ مفتی جعفر حسینؒ
امامیہ پبلیکیشنز پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	:	نہج البلاغہ موضوعاتی (الدلیل)
مؤلف	:	آقائے علی انصاریان
ترجمہ	:	علامہ مفتی جعفر حسینؒ
ترتیب وتدوین	:	آغا محمد عباس ہاشمی (جامعہ امام صادق، راولپنڈی)
کمپوزنگ	:	محمد عباس ہاشمی
ناشر	:	امامیہ پبلی کیشنز
مطبع	:	معراج پرنٹرز، لاہور
اشاعت باراوّل	:	جون 2003
تعداد	:	500
ہدیہ	:	----

ملنے کا پتہ

العصر اسلامک بک سنٹر

35۔حیدر روڈ، اسلام پورہ لاہور، فون: 7119027

ای۔میل: ippakistan@hotmail.com

فہرست

مقدمہ السید شریف رضیؒ

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

حمد و ستائش اس اللہ کے لئے ہے، جس نے حمد کو اپنی نعمتوں کی قیمت، ابتلاؤں سے بچنے کا ذریعہ جنت کا وسیلہ اور اپنے احسانات کے بڑھانے کا سبب قرار دیا ہے درود ہو اس کے رسولؐ پر جو نبیؐ رحمت، پیشواؤں کا پیشوا، امت کا چراغ، دودمانِ شرافت کا انتخاب، قدیم ترین بزرگیوں کا نچوڑ، رگ و پے میں سمائے ہوئے فخر کی کھیتی، رفعت و بلندی کی برگ پوش و ثمر دار شاخ ہے اور آپ کے اہل بیتؑ پر رحمت ہو جو تاریکیوں کے چراغ، امت کے لئے سامانِ حفاظت، دین کے روشن مینار اور فضل و کمال کا بلند معیار ہیں اللہ ان سب پر رحمت نازل کرے ایسی رحمت جو ان کے فضل و کمال کے شایان، ان کے عمل و کردار کی جزا اور ان کی ذاتی و خاندانی پاکیزگی کے ہم پلہ ہو جب تک صبح درخشاں لو دیتی رہے اور جگمگاتے ستارے ابھر کر ڈوبتے رہیں میں نے عوائل عمر اور شاخ جوانی کی شادابی میں آئمہؑ کے حالات و خصائص میں ایک کتاب کی تالیف شروع کی تھی، جو ان کے نفیس واقعات اور ان کے کلام کے جواہر ریزوں پر مشتمل تھی جس کا غرض تالیف میں نے اسی کتاب کے دیباچہ میں ذکر کیا ہے اور اس میں وہ حصہ جو امیر المومنین علی صلوٰت اللہ علیہ کے خصائص سے متعلق تھا پایہ تکمیل کو پہنچا، لیکن زمانہ کی مزاحمتوں اور شب و روز کی رکاوٹوں نے بقیہ کتاب پایۂ تکمیل تک نہ پہنچنے دی۔

جتنا حصہ لکھا گیا تھا اسے میں نے چند ابواب و فصول پر تقسیم کیا چنانچہ اس کی آخری فصل حضرتؑ سے منقول شدہ پند و نصائح، حکم و امثلہ اور اخلاقیات کے حسین و مختصر جملوں پر مشتمل تھی، مگر طویل خطبات اور بسیط خطوط درج نہ تھے احباب اور برادران دینی کی ایک جماعت نے اس کے لطیف و شگفتہ کلمات پر اظہار تعجب و حیرت کرتے ہوئے فصل مذکور کے مندرجات پسند کئے اور مجھ سے خواہشمند ہوئے کہ میں ایک ایسی کتاب ترتیب دوں، جو امیر المومنین کے تمام اسالیب کلام اور اس کے متفرق شعبوں پر حاوی ہو از قبیل خطبات و خطوط نصائح و آداب وغیرہ، اس یقین کے ساتھ کہ وہ فصاحت و بلاغت کے عجائب و نوادر، عربیت کے گہر ہائے تابدار اور دین و دنیا کے متعلق درخشندہ کلمات پر مشتمل ہوگی جو نہ کسی کلام میں جمع اور نہ کسی کتاب میں یکجا ہیں چونکہ امیر المومنین علیہ السلام فصاحت کا سرچشمہ اور بلاغت کا مخرج و منبع تھے فصاحت و بلاغت کی چھپی ہوئی باریکیاں آپ ہی سے ظاہر ہوئیں اور آپ ہی سے اس کے اصول و قواعد سیکھے گئے اور ہر خطیب و متکلم کو آپ کی مثالوں پر چلنا پڑا اور ہر واعظ بلیغ نے آپ کے کلام سے خوشہ چینی کی پھر بھی وہ آپ کے برابر کبھی نہیں آسکے اور سبقت و تقدم کا سہرا آپ کے

سر رہا اس لئے کہ آپ کا کلام وہ ہے، جس میں علم الٰہی کا پرتو اور کلام نبوی کی بو باس ہے چنانچہ اس فرمائش کو میں نے منظور کیا یہ جانتے ہوئے کہ اس میں نفع عظیم، نیک نامی اور ذخیرۂ اجر ہے اس تالیف سے مقصود یہ ہے کہ میں امیر المومنین کی فن بلاغت میں رفعت و برتری کو ظاہر کروں جو آپ کی بے شمار خوبیوں اور ان گنت فضیلتوں کے علاوہ ہے اور یہ کہ آپ اس فضیلت کے مقام منتہا تک پہنچنے میں ان تمام سلف اولین مین یکتا ہیں جن کا کلام تھوڑا بہت پاشان و پریشان نقل کیا جاتا ہے لیکن آپ کا کلام ایک ایسا امنڈتا ہوا دریا ہے، جس کے بہاؤ سے ٹکر نہیں لی جاسکتی اور اتنی خوبیوں کا مجموعہ ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔

میرے لئے جائز و خوشگوار ہوگا کہ میں حضرت کی طرف اپنے نسبی استناد کی بناء پر فخر و ناز کرتے ہوئے فرزدق کا شعر بطور مثل پیش کروں:

"یہ ہیں میرے آباؤ اجداد اے جریر! جب مجلسیں ہمیں ایک جا اکٹھا کریں تو ذرا ان کی مثال تو لاؤ"۔

میری نظر میں حضرت کا کلام تین بنیادی قسموں میں دائر ہے اول خطبات و احکام، دوسرے مکتوبات و رسائل تیسرے حکم و نصائح میں نے بتوفیق ایزدی پہلے خطبات پھر حکم و آداب کے انتخاب کا ارادہ کیا ہے اور ہر صنف کے لئے الگ الگ باب تجویز کیا ہے اور ہر باب کے بعد درمیان میں چند اوراق سادہ چھوڑ دیئے ہیں تا کہ جو کلام مجھ سے چھوٹ جائے اور بعد میں ہاتھ آئے اس کا اندراج ان میں ہو جائے اور ایسا کلام جو روزمرہ کی گفتگو یا کسی سوال کے جواب میں یا کسی دوسرے مقصد کے لئے ہو، جو اقسام مذکورہ اور میرے قرارداده قاعدے سے خارج ہوا سے اس باب میں درج کر دیا جائے جو اس کے لئے مناسب اور اس کے مقاصد سے اشبہ ہو میرے اس انتخاب میں کچھ فصلیں اور کلمے ایسے بھی آگئے ہیں، جن کے نظم و ترتیب میں برہمی و انتشار ہے چونکہ میں رموز و دقائق اور درخشندہ کلمات کو صرف سمیٹ رہا ہوں ربط و ترتیب نہیں ہے۔

امیر المومنینؑ کے ان عجائب و خوارق میں کہ جن میں بلا شرکت غیرے آپ منفرد و یکتا ہیں یہ ہے کہ آپ کے وہ کلمات جو زہد و پند، تذکیر و ارشاد اور زجر و توبیخ کے سلسلہ میں ہیں جب فکر و تامل کرنے والا ان میں وقت نظر اور غور و فکر سے کام لے اور دل سے یہ بات نکال ڈالے کہ یہ ارشادات اس ہستی کے ہیں جس کا مرتبہ عظیم جس کے احکام جاری و ساری جس کی حکومت ایک دنیا کی گردنوں پر محیط ہے، تو اسے قطعاً اس میں شبہ نہ ہوگا کہ ایسے شخص کا کلام ہے، جو زہد و تقویٰ کے علاوہ کسی شے سے بہرہ مند نہیں اور اظہار عبودیت کے سوا اس کا کوئی مشغلہ نہیں، وہ کسی جھونپڑے کے گوشہ میں سر بگریباں یا کسی پہاڑ کے دامن میں دنیا سے الگ تھک پڑا ہوا ہے، جس کے کانوں میں اپنی حس و حرکت کے علاوہ کوئی

آواز نہیں پہنچتی اور اپنے سوا اسے کوئی دکھائی نہیں دیتا بھلا کیونکر اسے یقین آئے گا کہ یہ اس کا کلام ہے، جو تلوار سونت کر جنگ کی گہرائیوں میں ڈوب جاتا ہے تو گردنیں کاٹ کر رکھ دیتا ہے اور شہ زوروں کو زمین پر بچھاڑ دیتا ہے اور تلوار لے کر اس طرح پلٹتا ہے کہ اس سے لہو برستا ہوتا ہے اور خون دل کی بوندیں ٹپک رہی ہوتی ہیں اس کے باوجود آپ زاہدوں میں ممتاز اور ولیوں میں فائق تھے یہ فضیلت آپ کی ان عجیب فضیلتوں اور لطیف خصوصیتوں میں شامل ہے کہ جس کی وجہ سے آپ نے متضاد صفتوں کو سمیٹ لیا اور بکھرے ہوئے کمالات کو پیوند لگا کر جوڑ دیا اکثر برادران دینی سے اس کا ذکر کر کے انہیں حیرت و استعجاب میں ڈالتا ہوں یہ عبرت کی جگہ اور تفکر و تدبر کا مقام ہے۔

اس انتخاب میں کہیں کہیں الفاظ و مطالب کا تکرار بھی ہو گیا ہے جس کے لئے یہ عذر ہے کہ آپ کے کلام کی مختلف صورتوں سے روایت کی گئی ہے تو کبھی ایسا ہوا ہے کہ ایک کلام منتخب کو ایک روایت میں جس طرح پایا اسی طرح اسے نقل کر دیا پھر وہی کلام کسی اور روایت میں دوسری وضع و صورت میں پایا گیا یوں کہ اس میں کچھ قابل انتخاب اضافہ تھا یا الفاظ کا اسلوب و نہج زیادہ حسین و دلکش تھا لہٰذا صورت حال اس کی مقتضی ہوئی کہ انتخاب کے مقصد کو زیادہ کامیاب بنانے کے لئے اور کلام نفیس و پاکیزہ کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کا پھر سے اعادہ کیا جائے ایسا بھی ہوا ہے کہ جو کلام پہلے نظر انتخاب میں آچکا تھا اس سے بعید العہد ہو جانے کی وجہ سے اس کی تکرار ہو گئی یہ بھول چوک کی وجہ سے ہے جس میں قصد و اختیار کو دخل نہیں تھا مجھے یہ دعویٰ نہیں کہ میں نے حضرتؑ کا کلام ہر طرف سے سمیٹ لیا ہے اور کوئی اکا دکا جملہ اور بھولا بھٹکا فقرہ بھی چھوٹنے نہیں پایا بلکہ میں یہ بعید نہیں سمجھتا کہ جو مجھ سے رہ گیا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہو جو مجھ تک پہنچا ہے اور جو میرے احاطۂ علم و تصرف میں ہے وہ اس سے کہیں کم ہو، جو میرے دسترس سے باہر ہے میرا کام جد و جہد اور بقدر وسعت سعی و کوشش کرنا ہے یہ اللہ سبحانہ کا کام ہے کہ وہ راہ سہل و آسان کرے اور منزل کی طرف رہنمائی فرمائے انشاء اللہ۔

اس جمع و انتخاب کے بعد میری رائے ہوئی کہ اس کتاب کا نام نہج البلاغہ رکھا جائے اس لئے کہ یہ کتاب دیکھنے والے کے لئے بلاغت کے بند دروازے کھولے گی اور اس کے لئے راہ تلاش قریب کرے گی اس سے عالم و متعلم اپنی ضرورتیں پوری کریں گے اور صاحب بلاغت و تارک علائق دنیا اپنے مقاصد پائیں گے اس کتاب میں توحید، عدل اور خداوند عالم کے جسم و جسمانیت سے منزہ و مبرا ہونے کے متعلق عجیب و غریب کلام ملے گا، جو ہر تشنگی کی سیرابی، ہر مرض کی شفا اور ہر شبہ کا دافع ہے، میں اللہ سے توفیق اور بے راہ روی سے بچاؤ کا طالب ہوں اور عمل کی درستگی اور اعانت کا خواستگار ہوں اور لغزش زبان سے پہلے لغزش دل و دماغ اور لغزش قدم سے پہلے لغزش کلام سے پناہ مانگتا ہوں، وہی میرے لئے کافی اور اچھا کارساز ہے۔

مقدمہ و تحقیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قوموں کے معیار کو ان کی ثقافت اور شہری زندگی میں پرکھا جاسکتا ہے کیونکہ معاشروں کی بنیاد کا سہرا ثقافت اور شہری بودوباش کی جڑ میں رکھا گیا ہے اور اس کی پرورش کی گئی ہے۔

ایک صحیح وسالم ثقافت اور تمدن بھی کسی قوم کو تباہ ہونے سے بچا سکتا ہے اور اس قوم کے لیے عظمت وعزت کا پرچم بلند رکھ سکتا ہے۔

اور ایک غلط اور غیر صحیح وسالم ثقافت اور طرز زندگی کسی فرد یا قوم کی عزت اور عظمت کو تباہ و برباد کر سکتی ہے۔

عالم اسلامی کے پاس اسلامی ثقافت اور طرز زندگی نہیں ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ایسے لوگوں کی زبان سے نکلتا ہے اور سنا جاتا ہے جو منحرف تھے اور منحرف ہیں اس کا اصل اسلام اور عظیم اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تاکہ ہم کہہ سکیں کہ یہ اسلام اور یہ اس کا معاشرہ ہے؟

ثقافت اور تمدن کوئی ہتھیار اور مشین نہیں ہے اور نہ ہی پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد یا یونیورسٹی اور کالجوں کی تعداد کا نام ثقافت اور تمدن ہے بلکہ اگر یہ چیزیں صحیح وسالم ہونگی تو ایک ثقافت اور تمدن کا حصہ شمار ہونگی۔

میں نہیں چاہتا کہ بات کو دوبارہ دہراؤں لیکن یہ کہنا ہمارے لیے ضروری ہے کہ اسلامی معاشرے کے بڑے بڑے اور بنیادی انحرافات اور تحریفات کے متعلق علمی اور فنی گفتگو کا آغاز ہو اور ان دردوں کی دوا کے لیے ضروری ہے کہ مفکرین اسلامی ایک مثبت قدم اصلاح معاشرہ کے نام سے اٹھائیں۔

اسلام پیغمبر اکرمؐ کے وسیلہ سے اپنے پروگرام اور عظیم خطوط کے ساتھ حضور اکرمؐ کی زندگی میں جزیرۃ العرب میں برپا ہوا اور لوگوں تک پہنچا اور حضرت محمدؐ کی اسلامی حکومت کی بنیاد اصلی اور حقیقی اسلامی ثقافت اور تمدن کے ستونوں پر رکھی گئی اور اس اسلامی حکومت کا بنیادی قانون قرآن مجید سے لیا گیا ہے اور اس کے ساتھ نبی اکرمؐ کی کلام سے لیا گیا جو آیات الٰہیہ کے ساتھ پیوستہ ہے یعنی سنت رسولؐ اور تمام تاریخی شواہد کی بناء پر اس اسلامی حکومت کی ذمہ داری اپنے بعد کے لیے حضرتؐ نے اپنی

آخری عمر میں علی ابن ابی طالبؑ کے سپرد کر دی اور یہ سپردگی خدا کی طرف سے ہوئی تھی یہ وہ عظیم حقائق ہیں جن کو گذشتہ کئی صدیوں سے علماء حق ثابت کرنے کے درپے ہیں اور ان کے اثبات کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں اور اب بھی یہ حق کہتے ہیں اور ایک عظیم طاقت کے ساتھ اسی حقیقت سے پردہ اٹھانے کے لیے کمر بستہ ہیں اور اس حقیقت سے غبار و تاریکی کو دور کر رہے ہیں اور مختلف معاشروں کو مطلع کرتے ہیں کہ حکومت اسلامی کی ذمہ داری اور مسئولیت کن مخصوص افراد کے لیے ہے یہاں تک کہ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔

"تشیع اسلام ہے اور اسلام تشیع ہے"۔(۱)

شیعہ ثقافت ایک ایسی ثقافت ہے جو تمام انسانی ثقافتوں میں غنی ترین اور کامل ترین ہے اور اس ثقافت میں بشری ضرورت کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے کے متعلق گفتگو پائی جاتی ہے۔

شیعہ ثقافت حقیقت میں قرآن کریم اور اس کی ان تفاسیر کا نام ہے جو شیعہ کے عظیم آئمہ سے ملتی ہیں اور ان علمی بحثوں کا نتیجہ ہے جو ذمہ دار اور متقی علماء سے حاصل ہوتی ہیں اور یہ ثقافت رسول اکرمؐ کی حدیثوں اور آئمہ کی اخبار کے متنوں سے اور ان کی ان شروحات اور توضیحات سے لی گئی ہے جن کو علماء حق نے قائم رکھا ہے۔

اس طرح کی غنی اور بلند ثقافت ہمارے ہاتھوں میں ذلیل و رسوا ہے ہم اور ہم جیسے کئی لوگوں کے ہاتھوں جو اس ثقافت کے مفاہیم کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور ہمیشہ دوسروں کی مصنوعات کے زرخرید ہیں۔

بیشک نہج البلاغہ ان عظیم کتابوں میں سے ایک کتاب ہے جو اسلامی ثقافت میں لوگوں کے سامنے پیش کی گئی ہے اور اس کتاب کے مختلف قسم کے موضوعات اس کتاب کے موجد اور صاحب کتاب کی عظمت روحی کی حکایت کرتے ہیں۔

اس کتاب میں سب سے زیادہ اجتماعی عدالت، ظلم و جور سے نفرت اور اہم ترین مسئلہ قیادت اسلامی کے متعلق گفتگو ہوئی ہے اور اس کتاب کے اہم ترین موضوعات میں سے اخلاقیات اور تہذیب نفوس بھی ہیں بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ علیؑ اور آئمہ اطہارؑ کے کلام کی بنیاد اور صحیح و سالم اسلام کی بنیاد دو ستونوں پر رکھی گئی ہے۔

۱۔ مسائل اور موضوعات انقلاب اخلاقی، تہذیب نفس اور اصلاح شخص۔

۲۔ مسائل اور موضوعات جن کا تعلق معاشرے کے انقلابات سے ہو اور ایک معاشرے کو نئے سرے سے تشکیل دینا

(۱)۔ اس مسئلہ اور خلافت و حکومت اسلام کو آپ ان کتابوں میں پا سکتے ہیں۔

۱۔ النص والاجتہاد۔ المراجعات۔ اجوبۃ مسائل جار اللہ۔ تالیف حضرت علامہ فقید سید شرف الدین جبل عاملی کی ان تمام کتابوں کو فارسی میں ڈھالا جا چکا ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تا کہ عدالت اجتماعی قائم ہو سکے۔

یہ دو عظیم موضوع اسلام کے قوانین اور احکام میں روز روشن کی طرح نظر آتے ہیں اور ان دو کو جدا کرنا مشکل ہے اور نقصان دہ ہوگا اور آج اسلامی معاشرہ اسی مصیبت میں مبتلا ہے۔

خدائی مدارس و مراکز جن کی ترویج خود انبیاء کرام نے کی، ان کا طریق کار بھی اسی طرح تھا اور ہے اگر تاریخ اسلام وغیر اسلام کی طرف نگاہ کی جائے تو یہ مسئلہ اور واضح ہو جاتا ہے ہم مثال کے طور پر فقط اسلام کو لیتے ہیں۔

حضرت محمدؐ کی زندگی اور چالیس سال سے لے کر عرب میں حکومت اسلامی کی تشکیل تک ان کی پیغمبری اسی فلسفہ کی حکایت کرتی ہے کہ تہذیب نفس وشخص کی جائے اور معاشرہ اور افرد معاشرہ کو مفاسد سے پاک رکھا جائے۔

رسول خدا کے زمانے میں اور بعد میں اور اسی طرح عظیم حکومت اسلامی کے آغاز میں امیر المومنینؑ کی سیرت اور زندگی بھی ہمارے لیے روشن تر اور واضح تر اس سے ہے کہ کسی بیان کی محتاج ہو۔

امام حسن مجتبیٰؑ اور حسینؑ ابن علیؑ اور بقیہ تمام آئمہ بھی اسی فلسفہ الٰہی کی پیروی فرماتے رہے اور زندگی گزارتے رہے اور حضرات آئمہ کی طرف سے جو میراث علمی ہم تک پہنچی ہے وہ بھی اسی طرز زندگی کی نشان دہی کرتی ہے اور ان کے حقیقی شیعہ بھی ایسے ہی تھے۔

خلاصہ تہذیب نفس اور بعبارت کامل تر اخلاقی قدروں کی پیروی تہذیب نفس، معاشرہ کی تبدیلی اور معاشرہ کو ظلم اور

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے)

۳۔ عبد اللہ بن سبا۔ احادیث عائشہ ام المومنین ۔خمسون ومائۃ صحابی مختلق، عبد اللہ بن سبا کے نام سے ان کتابوں کے فارسی ترجمے موجود ہیں۔ احادیث عائشہ در اسلام۔ عائشہ در دوران معاویہ، عائشہ در دوران علی تالیف آقای سید مرتضی عسکری۔

''الغدیر فی الکتاب والسنۃ والادب'' جو کہ بہت بڑی اور قیمتی کتاب ہے کہ جس کی گیارہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں اور ان میں سے ایک حصہ کا فارسی ترجمہ ہو چکا ہے مؤلف آیۃ اللہ علامہ امینی رضوان اللہ علیہ۔ اصل الشیعہ واصولھا از آیت اللہ مرحوم کاشف الغطاء آقای ناصر مکارم شیرازی۔

اعیان الشیعہ جو ۵۶ جلدوں میں ہے کہ جس کی پہلی اور دوسری جلد میں ان مباحث کی اہمیت بیان کی گئی ہے جو کہ علامہ مرحوم سید محسن امین جبل عاملی کی تالیفات میں سے ہے۔

سرود جبہا از محمد رضا حکیمی

عقائد الامامیہ و ''السقیفہ'' از علامہ مرحوم محمد رضا مظفر ان کا ترجمہ بالترتیب مجتہدی شستری اور علی حجتی کرمانی نے کیا ہے۔ عبقات الانوار فی مناقب الائمۃ الاطہار جو کہ مرحوم عالم بزرگوار میر حامد حسین ہندی کی چند بڑی جلدوں میں تالیف ہے۔

احقاق الحق جو کہ ۱۳ جلدوں میں ہے تالیف قاضی نور اللہ شوستری

ظالم افراد سے نجات دینا اور اجتماعی عدالت کو قائم کرنا یہ وہ راستہ ہے جو الٰہی مکاتب فکر اور خاص طور پر شیعہ مکتبۂ فکر کا راستہ ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دو چیزیں آپس میں ایسی جڑی ہوتی ہیں کہ شیعہ کے نزدیک ان دو کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح اگر نہج البلاغہ کی طرف نظر کی جائے تو آپ اسی طرز فکر کو موجود پائیں گے کبھی ان دو میں سے ایک اور کبھی دونوں کسی ایک خطبہ میں یا حضرتؑ کے کسی خط میں موجود ہوں گے یہ دو چیزیں کبھی جدا نہیں ہوئیں بلکہ آپس میں لازم وملزوم ہیں۔

کیونکہ اس کتاب کی بنیاد نہج البلاغہ کے موضوعی طرز پر ہے اس لیے ضروری نہیں ہے کہ جن موضوعات کے متعلق اس نہج البلاغہ کے مجموعہ میں بحث ہو چکی ہے دوبارہ بحث کریں اور آپ حضرات اس کتاب کی مختلف فہرستوں کی طرف رجوع کرنے سے نہج البلاغہ کے موضوعات اور بحثوں کو پالیں گے۔

اسلامی ثقافت کے نصوص کو موضوع قرار دینے کی ضرورت اور ان کی تحریف

خطا کار اور خیانت کار ہاتھ ہر جگہ پر انسانی حقیقتوں کو تبدیل کرنے کے در پے ہیں دین اسلام اور ثقافت اسلامی ہی اس ظلم وزیادتی سے محفوظ نہیں رہا بہت سے ایسے عوامل اور چیزوں کا نام لیا جا سکتا ہے جن کا اسلامی ثقافت کی حقیقتوں کے تبدیل کرنے میں عمل دخل ہے۔

بنوامیہ کی حکومت اور ان کے نام نہاد علماء ان بڑی طاقتوں میں سے ہیں جنہوں نے اسلامی مطالب اور مسائل کی تحریف میں کمر باندھ رکھی تھی۔ جبر واختیار اور قضاء وقدر اس زمانے کی یادگار میں سے ہیں کہ جو اپنی اصلی صورت گم کر بیٹھے ہیں اور قوموں کو ان مسائل کے اوپر تباہ وبرباد کر دیا ہے بنوامیہ کے بعد بنی عباس کی حکومت نے اسلامی ممالک میں دوسری حقیقتوں کو تبدیل کرنے کی طرف ہاتھ بڑھایا یعنی توحیدی اور کلامی مسائل کو تبدیل کر دیا انہوں نے کبھی معتزلہ عقیدہ کو اختیار کیا اور کبھی اشعری بن بیٹھے۔

خلاصہ یہ کہ جس طرف اس وقت کی سیاست چل رہی تھی ویسے ہی چل پڑے اور اس کے بعد قرون وسطیٰ میں یورپ

صلح الحسن جو کہ تالیف ہے علامہ آل یاسین کی اس کا ترجمہ آقائے خامنہ ای نے صلح امام حسنؑ کے نام سے فرمایا ہے۔
الشیعہ والحاکمون جو کہ تالیف ہے محمد جواد مغنیہ کی اس کا ترجمہ مصطفیٰ زمانی نے "شیعہ وزمامداران خودسر" کے نام سے فرمایا ہے اور اسی قبیل سے بیسیوں کتابیں اور ہیں
حماسہ غدیر محمد رضا حکیمی، حکومت اسلامی یا ولایت فقیہ از امام۔۔۔

اور دنیائے مغرب میں قسیسین اور عیسائیوں کے گرجا گھروں کے پادریوں کو بھی ان تحریف کرنے والوں میں شامل کیا جا سکتا ہے اور چند صدیوں قبل سے لے کر اب تک کچھ مستشرقین اور نام نہاد اسلام سے آگاہی رکھنے والوں نے بھی اپنے کاموں سے اسلام کے حقائق کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔

کبھی بے دینی اور لا مذہبی کی بات ہوتی ہے اور اس کے مختلف عوامل پر گفتگو ہوتی ہے اور شور ڈالا جاتا ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک بہت بڑے حادثے کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور اس حادثہ سے غفلت نہیں کرنی چاہیے اور وہ افسوسناک واقعہ یہ ہے کہ آج کے دین دار اور حق کی حمایت کرنے والے درحقیقت باطل اور تحریفات کے جال میں پھنسے ہوتے ہیں دنیائے اسلام میں قرآن کی افسوسناک تاریخ کی طرف نگاہ کریں قرآن کو آپ کہاں پائیں گے؟ آیا قانون سازی کے مراحل میں یا فقط قبرستانوں میں؟ بہت بڑے مکتب شیعہ اور اس کے رہبروں یا اس مذہب کے خاص خاص مذہبی مقامات کو آپ کس حال میں پاتے ہیں؟ کیا علیؑ کے ساتھ دوستی اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے ساتھ تماشا اور کھیل کود کریں کیا واقعہ غدیر اسی چیز کا تقاضا کرتا ہے؟ کیا روز عاشور کے انقلاب کا یہی راز تھا کہ چند دن ماتم کر لیا جائے اور کچھ امور انجام دے دیئے جائیں اور اس کے بعد جیسے پہلے تھے ویسے کے ویسے رہیں؟ کیا یہی نتیجہ ہے انقلاب حسینی اور علوی کا؟ کیا زیارت ایسی ہی ہونی چاہیئے جیسی ہم کرتے ہیں؟ کیا عبادات اسی طرح ہونی چاہئیں جس شکل میں ہم بجالاتے ہیں؟ کس وقت تک سوئے رہیں گے کس وقت تک خرگوش صفت بنے بیٹھے رہیں گے؟ اس وقت تک کہ مغرب زدہ ہو جائیں اور خیال یہ بھی ہو کہ ہم علیؑ اور حسینؑ کی طرح زندگی گزار رہے ہیں؟ یہ تمام بدبختیاں ہمارے گریبانوں کو پکڑے ہوئے ہیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم یزیدیوں کے پیرو کار بھی ہوں اور حسینؑ کے بھی؟ لیکن اگر حقیقت حال کو دیکھا جائے تو ہماری نوجوان نسل کی کوشش سوائے اس کے اور کچھ بھی نہیں ہے، اس بارے میں اتنی گفتگو کی جا سکتی ہے کہ جو لکھنے میں نہیں آسکتی ہم اس جگہ تحریف کے حقائق میں سے چند کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

جو چیزیں اب تک تحریف سے محفوظ نہیں ہیں ان کو ہم ذکر کر سکتے ہیں۔

ایمان، مومن، جہاد و اجتہاد، نص آزادی و حریت، احسان و بخشش، حکمت، حلم، خشوع، تواضع، خوف و رجاء، اخلاق، خیر و شر، عدل و ظلم، دعاء، آخرت، دین، ذکر، صلہ رحم، رزق و روزی، رضا، زہد و زاہد، سعادت، شقاوت، سلطان، سیاست و دین، شفاعت، شکر، شیعہ، شیعہ ہونا، صبر، صدقہ، صلح، سکوت، تولّی و تبرّی، راہ خدا میں دوستی اور راہ خدا میں دشمنی، فقر، غنی، قضا و قدر، جبر، اختیار، قناعت، تقوی و تقوی صفتی، نعمت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، روزہ، انفاق در راہ خدا، نیت، واجبات و مستحبات، وطن، تقیہ، اسلامی فرقوں کے درمیان ہم آہنگی، توکل، ولایت، امامت، تہذیب نفس، یتیم، یقین، دعا، انتظار فرج،

توبہ ،استغفار، ذکر، زیارت،عزاداری اور مصیبت ،شعر ومدح سرائی ، پند وموعظہ ۔۔۔۔

مذکورہ بالا چیزیں اور اس طرح کی اور چیزیں ذکر کی جاسکتی ہیں جو تحریف کی زد میں رہی ہیں اور اسی حد تک ان کی تحریف کی گئی ہے کہ ان کی حقیقت ان کی ضد محسوس ہوتی ہے۔

اکثر ان لغت اور الفاظ کو ہم نہج البلاغہ میں تلاش کر سکتے ہیں اور ان کے اصلی اور حقیقی معانی کو زبان مبارک امیر المومنینؑ سے سن سکتے ہیں اور کان کو عمل کے لیے کھلا رکھ سکتے ہیں۔

اس بارے میں روشن فکر اور روشن ضمیر علماء اسلامی اور درد مند مفکرین کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

علمی مراکز ، روحانی حضرات ، مجتہدین اسلامی اور فکری رہبر سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں اور ان سب کا فریضہ بنتا ہے کہ باقی دوسرے صاحبان علم گروہوں کے ساتھ مل کر علمی مراکز کو تشکیل دیں اور اسلامی ثقافت اور اس کی خصوصیات کے لکھنے کی طرف ہاتھ بڑھائیں اور اسلامی خصوصیات کو ان کے صحیح معانی کے ساتھ زمانے اور حال کے مطابق پیش کریں اور ان مخصوص اسلامی اصطلاحات اور دوسرے اسلامی معارف سے ظلم وجہل کے غبار کو دور کریں تا کہ حقیقی ذمہ داری کو تمام گروہوں کے لیے معین کیا جاسکے اور اسلام کے تکامل کے لیے بڑھ چڑھ کر قدم اٹھایا جاسکے اور توحید اور کلمہ لا الہٰ الا اللہ کی بنیاد پر ایک معاشرہ کی تشکیل کی جاسکے۔

مؤلف نهج البلاغة

سیّد رضیؒ ان عظیم شیعہ علماء میں سے ہیں جنہوں نے چوتھی صدی ہجری میں زندگی گزاری، وہ ۳۵۹ ہجری ۲۰ جمادی الاولیٰ کی رات کو پیدا ہوئے اور چار سو چھ ہجری قمری میں بروز اتوار چھ محرم الحرام کو وفات پائی۔

ان کا نسب چند پشتوں کے وسیلہ سے ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظمؑ تک پہنچتا ہے اسی طرح ان کی والدہ گرامی کا نسب چند واسطوں کے ساتھ علیؑ ابن ابی طالب تک پہنچتا ہے۔

ان کے دفن ہونے کا مقام ابتدا میں بغداد کے محلّہ کوفہ میں خود ان کا گھر ہے بعد میں کربلا معلّی میں سید الشہداؑ کے جوار میں منتقل کردیا گیا آپ کے علمی درجات ، زہد وتقوی ، امانت علمی اور دوسرے مسائل کے بارے میں تمام مسلمان مورخین اعم از شیعہ وسنی سب نے بہت زیادہ تعریف کی ہے۔

اس عظیم ہستی کے حالات زندگی آپ ان کتابوں میں معلوم کرسکتے ہیں۔

فہرست نجاشی ص ۳۸۳ ،یتیمۃ الدھر ثعالبی جلد سوم صفحہ ۱۱۶، تاریخ بغداد تالیف خطیب بغدادی جلد ۳ ص ۲۴۶ اور جلد ۱۱ ص ۴۰۶،

کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۹، معالم العلماء ص ۱۳۸، دمیۃ القصر ص ۳۷، تاریخ ابن خلکان جلد ۲ ص ۱۰۶، منتظم ابن جوزی جلد ۷ ص ۲۷۹، خلاصہ علامہ ص ۸۸، صحاح الاخبار ص ۶۱، تاریخ ابن کثیر جلد ۱۲ ص ۳، شذرات الذھب جلد ۳ ص ۱۸۲، مجالس المومنین ص ۲۱۰، لسان المیزان جلد ۴ ص ۲۲۳، تاسیس الشیعۃ ص ۱۰۷، اعلام زرکلی جلد ۳ ص ۲۲۳، دائرہ المعارف فرید وجدی جلد ۴ ص ۲۵۱، الغدیر جلد چہارم صفحہ ۱۸۰ تا ۲۲۱، انباۃ الرواۃ جلد ۳ ص ۱۱۴، البدایۃ والنہایۃ جلد ۱۳ ص ۳، اعیان الشیعہ تالیف آیۃ اللہ امین وطبقات اعلام الشیعۃ -----

اس کے علاوہ اور ایسی بہت ساری تاریخی اور رجالی کتابوں میں حالات زندگی موجود ہیں اور چند مستقل کتابیں بھی پائی جاتی ہیں جو فقط سید رضیؒ کے حالات زندگی کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔

عبقریۃ الشریف الرضی تالیف زکی مبارک دس جلدوں میں چاپ قاہرہ ۱۹۵۲

کاخ دلاویز فارسی میں، سید اکبر برقعی قمی طبع تہران

الشریف الرضی، تالیف ڈاکٹر محفوظ جو بیروت میں چھپی، اس کے علاوہ چند اور کتابیں

آپ کی چند کتابیں

۱۔ خصائص الآئمہ

۲۔ مجازات آثار النبویۃ

۳۔ حقائق التاویل فی متشابہ التنزیل

ان کے علاوہ چند دوسری علمی اور ادبی کتابیں جن کی تعداد ۱۹ تک ہے آپ نے تالیف اور تصنیف کی ہیں اور ایک نہج البلاغہ ہے جو سب سے بڑی ہے

احادیث کی کتابوں کے لکھنے کا طریق کار

مختلف اہداف ومقاصد اور سلیقہ وذوق کے اختلاف نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر حدیث کی کتابوں یا علمی کتابوں کو کئی رخ سے منظم کیا ہے اور ترتیب دیا ہے چند کو ہم مثال کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔

احادیث کی بعض کتابوں میں معصومینؑ کے زمانے اور دور حیات کے مطابق روایات کو نقل کرنے میں درجہ بندی کا طریقہ اپنایا گیا ہے جیسے کہ تحف العقول جیسی عظیم کتاب جو حسن بن شعبۃ الحرانی کی تالیف ہے جو چوتھی صدی کے علماء میں سے تھے اس کتاب کو ہم اس طرح پاتے ہیں کہ اس کتاب کا پہلا باب حضرت محمدؐ سے جو روایات نقل ہوئی ہیں ان کے ساتھ خاص ہے اس کے بعد دوسری فصل ان روایات اور خطبوں میں ہے جو حضرت امیر المومنینؑ سے نقل ہوتی ہیں اس کے بعد امام حسنؑ،

اس کے بعد امام حسینؑ اسی طرح گیارہویں امام حسن عسکریؑ تک اور ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی مناجات کا اضافہ بھی ہے اس طریقہ کے علاوہ ایک اور طریقہ جو روایات کے درج کرنے میں اختیار کیا گیا ہے وہ عدد کے حساب سے ہے یعنی مئولف بزرگوار نے روایات کو مسائل کی تعداد کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے جیسے کہ خصال شیخ صدوقؒ ہے کہ 'باب الواحد' سے یعنی پہلے باب میں ایسی روایات کا ذکر فرماتے ہیں جن میں ایک مسئلہ کا ذکر جدا ہے اس کے بعد اسی طرح ترتیب کے ساتھ آگے چلتے ہیں حتی کہ ایک ہزار باب تک جاتے ہیں۔

یا پھر روایات کی ترتیب موضوع اور عنوان کے لحاظ سے دی گئی ہے جیسے کہ اصول کافی اور فروع کافی کہ علم اور عقل کے باب سے شروع ہوتی ہیں اور پھر دوسرے موردکو ذکر کرتے ہیں اور مسائل فقہیہ پر کتاب کی روایات کا خاتمہ کرتے ہیں اسی طرح بحارالانوار کہ موضوع کے لحاظ سے ترتیب روایات موجود ہے اور کبھی خط اور خطوط کو جمع کرنے کی خواہش تالیف کتاب کا موجب بنی ہے جیسے کہ رسولؐ خدا کے خطوط یا معادن الحکمۃ فی مکاتیب الآئمۃ یعنی حکمت کے معادن آئمہ کے خطوط میں جو علم الہدیٰ فرزند مرحوم فیض کاشانیؒ کی تالیف ہے جو دو جلدوں میں چھپی ہے اور اس کتاب میں امیر المومنینؑ سے لے کر ولی عصرؑ کے خطوط کو جمع کیا گیا ہے۔

نهج البلاغه کی ترتیب کا طریق کار اور انداز

سب سے پہلا مقصد سید رضیؒ کا امیر المومنینؑ کے کلمات کی فصاحت و بلاغت تھی لیکن انہوں نے صرف اس مسئلہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے اصل مقصد کو بھی علیؑ کی زبان سے نقل کیا ہے کہ جو ترقی کے شخصی اور اجتماعی راستوں کی نشان دہی کرنا ہے اور آپ اس مقدمہ کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

کتاب کے موضوعات کی ترتیب تین فصلوں میں ہے

۱۔ خطبے اور کلام جن کی تعداد ۲۴۱ ہے۔

۲۔ فصل دوم خطوط اور وصیتیں ۷۹ خطوط۔

۳۔ تیسری فصل کلمات قصار اور کلمات حکمت جن کی تعداد ۴۸۰ ہے۔

سید رضیؒ نے کچھ خطبوں، خطوط اور کلمات قصار کی عبارتوں کے معانی اور تفسیر کی ہے۔

نهج البلاغه کی تاریخ کی مختصر سی سیر

اس تاریخ کی بنیاد پر جو سید رضیؒ نے نہج البلاغہ کے آخر میں لکھی ہے ۴۰۰ ہجری میں اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے اس طرح اس کتاب کو ایک ہزار سال کے قریب عرصہ گزر چکا ہے اور اس ہزار سال میں سینکڑوں شرحیں اور ترجمے اور دوسرے علمی وفنی کام اس کتاب کے متعلق انجام پا چکے ہیں اور وہ تمام چیزیں نہج البلاغہ کی باقی احادیث کی کتابوں کے درمیان خصوصیات کی نشاندہی کرتی ہیں بلکہ یہ کہنا برحق ہوگا کہ قرآن کے بعد نہج البلاغہ ایک ایسی کتاب ہے جو علماء کے نزدیک سب سے زیادہ علمی توجہ کا مرکز رہی ہے اب

تک ۲۵۰ کتابیں اور ترجمے اس کتاب مبارک کے متعلق ہو چکے ہیں اور اس دور میں بھی نہج البلاغہ کے متعلق بہت زیادہ توجہ کی جارہی ہے امید ہے کہ نہج البلاغہ اور اس کے موضوعات کے بارے میں معرفت کی خاطر زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے۔

نہج البلاغہ کی اسناد اور مدارک کے متعلق تھوڑی سی گفتگو

اب ان کتابوں کا ذکر کیا جائے گا جو نہج البلاغہ کے سند اور مدرک کو ذکر کرتے ہیں۔

کیونکہ زندہ دل لوگوں نے اس بارے بڑا کام کیا ہے اس لیے فقط اس کتاب کا نام ذکر کیا جائے گا۔

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جو تھوڑا سا متن کے مدرک کو ذکر کرتی ہے۔

۲۔ شرح نہج البلاغہ ابن میثم یہ کتاب بھی کبھی کبھی کچھ متون کے مدرک کا ذکر کرتی ہے۔

۳۔ نہج البلاغہ کے دوسرے شارحین

کچھ ایسی تالیفات جو اس مستقل طور پر اس بارے میں ہیں۔

۱۔ مدارک نہج البلاغہ و رفع الشبہات عنہ یعنی نہج البلاغہ کے مدارک اور ان چیزوں کا جواب جو نہج البلاغہ کے بارے میں شبہات پائے جاتے ہیں تالیف کاشف الغطا ایک عراقی عالم جو اک ضمیمہ مستدرک نہج البلاغہ کے طور پر عراق اور بیروت میں چھپ چکی ہے اس کتاب میں ۸۰ خطبوں، ۲۷ خطوط اور کچھ کلمات قصار کی اسناد اور مدارک آپ کو ملیں گی۔

۲۔ اسناد نہج البلاغہ تالیف استاد امتیاز علی خان عرشی رامپوری ہندوستانی جو انگریزی میں لکھی گئی ہے اور عربی میں ترجمہ ہوا ہے اس کتاب میں ۱۵۰ اسناد اور مدارک خطبوں کے اور ۳۷ خطوط کے اور ۷۹ کلمات قصار کے نقل ہوئے ہیں۔

۳۔ نہج البلاغہ کی مدارک اور الفاظ کے متعلق مختصر بحث یہ کتاب رضا استادی کی فارسی میں تالیف ہے اس کتاب میں ۷۰ خطبوں ۴۰ خطوط اور ۱۲۰ کلمات قصار کی سند کا ذکر ہے۔

۴۔ مصادر نہج البلاغہ شیخ عبداللہ نعمہ کی جو لبنانی عالم ہیں اس کتاب میں خطبوں، خطوط اور کلمات قصار کی سند اور مدرک کا ذکر ہے۔

۵۔ مصادر نہج البلاغہ فی مدارک نہج البلاغہ تالیف سید ہبۃ الدین شہرستانی

۶۔ نہج البلاغہ تالیف سید ہبۃ الدین شہرستانی جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ نہج البلاغہ اور خطبہ شقشقیہ کے دفاع اور مدارک کے بیان میں ہے۔

۷۔ مصادر نہج البلاغہ و اسانیدہ تالیف عبدالزہراء الحسینی نہج البلاغہ کی تاریخ کے متعلق یہ ایک بڑی عظیم کتاب ہے۔

حق سے ناآشنا افراد ہمیشہ اس بارے میں سروصدا کرتے رہے ہیں کہ نہج البلاغہ کے خطبے اور حدیثوں کے متن علی امیر المومنین کی طرف سے نہیں ہیں لیکن شیعہ علماء اور اہل سنت کے علماء نے نہج البلاغہ کے مدارک کو تلاش کرنا شروع کیا اور ابن ابی الحدید جیسے لوگوں

نے بعض مدارک کو پیش کیا اور اسی طرح امتیاز علی خان عرشی ہندی نے ایک مستقل کتاب اس عنوان پر لکھ ڈالی جس کے متعلق ذکر گذر چکا ہے۔

اور آخر کار یہ آشنائی اور معرفت ایک عظیم شیعہ عالم کو نصیب ہوئی کہ جنہوں نے کمر ہمت باندھی اور تقریباً پندرہ سال کی انتھک کوشش کے بعد نہج البلاغہ کے مدارک و مصادر کے بارے میں ایک عظیم کتاب لکھی اور حقیقت میں یہ ایک بے نظیر مشکل کام تھا اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کی قدر نہیں کی گئی یہ ایک ایسا کام تھا جو نہج البلاغہ کی معرفت کے متعلق ضروری محسوس ہوتا تھا اور خدا کا شکر ہے کہ ایک شیعہ عالم نے اس کام کو مکمل کیا اگر ہم اسی طرح مستی میں رہتے تو یا تو اس کام کو ہمارے سنی بھائی کر جاتے یا آخر کار غیر مسلم خدا سے بے خبر لوگ کر جاتے۔

خلاصہ جلد اول اور دوم اس کتاب کی ان چیزوں کے متعلق ہے۔

نہج البلاغہ کی تاریخ کی سیر، حضرت امیرؑ کے خطبے اور کلام، اس کے بعد مختصر ساذکر نہج البلاغہ کی شرحوں، ترجموں اور دوسرے علمی کاموں کا ہے جو نہج البلاغہ کے متعلق انجام پاتے ہیں اس کے بعد پہلے خطبہ کو پیش کیا ہے پھر اس خطبہ کے مدارک کو ذکر کیا ہے جو سید رضیؒ سے پہلے تھا اور اگر کوئی اہم کتاب جو سید رضیؒ کے زمانے میں یا بعد میں تھی اسے ذکر کیا ہے تا کہ معلوم ہو کہ نہج البلاغہ کے علاوہ کوئی دوسرا مدرک بھی تھا کیونکہ نہج البلاغہ کے متن کا اختلاف بھی ہمارے سامنے ہے اس کے بعد خطبوں کی سندوں کو ذکر کرتے ہیں۔

اس کتاب کی تیسری جلد تمام خطوط کی اسناد اور مدارک کے ساتھ مختص ہے۔

اس کتاب کی چوتھی جلد کلمات قصار کے مدارک اور اسناد کے متعلق ہے اور دوسرے مدارک اور کتابوں کے ذکر میں ہے جو اس کام میں معاون ثابت ہوئی ہیں۔

نہج البلاغہ کے لغوی اور موضوعی راھنما

اس بارے میں ہم دو کتابوں کا نام لیتے ہیں۔

۱۔ الکاشف عن الفاظ نہج البلاغہ فی شروحہ جو اختصاراً کاشف کے نام سے مشہور ہے محترم عالم سید جواد مصطفوی کی تالیف ہے اس کتاب میں نہج البلاغہ کے کلمات کو تلاش کرنے میں راہنمائی پائی جاتی ہے۔

مثلاً تقویٰ کے موضوع کو معلوم کرنے کے لیے اس کے مادہ جو "وقی" سے ہے کی طرف رجوع کیا جائے گا اور تمام نہج البلاغہ میں اس سے نکلنے والے دوسرے صیغے معلوم ہونگے اور کچھ ترجمہ اور شرح بھی کی گئی ہے یا خیر وعدل کی طرح کلمات اور ان کے علاوہ سینکڑوں دوسرے کلمات کے بارے معلومات۔

حقیقت میں یہ کام نہج البلاغہ کے متعلق ایک اہم کام ہے اور مئولف نے اس کام میں حد سے زیادہ محنت فرمائی ہے اور پھر کہیں جا کر اسی کتاب کو مکمل کرنے میں کامیاب ہوا ہے یہ کتاب ایران میں دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۲۔ نہج البلاغہ تحقیق ڈاکٹر صبحی صالحی ہے جوکہ بیروت میں چھپی ہے۔

انہوں نے پہلے اس کتاب میں ۵۰۳۱ کلمات کا معنی کیا ہے، اس کے بعد ۱۲۰ اور فہرستوں کو ترتیب دیا ہے اور ساتھ ملایا ہے اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ فہرست الفاظ غریبہ اور ان کے معانی

۲۔ فہرست موضوعات نہج البلاغہ الفبائی طریقہ کے مطابق

۳۔ خطبوں کی فہرست اور ان کے مطالب کی ترتیب جیسے اجتماعی، انتقادی، سیاسی، زہد یا دنیا یا۔۔۔۔

۴۔ خطوط کے مطالب کی ترتیب کی فہرست خطبوں کی ترتیب کے مطابق

۵۔ نہج البلاغہ میں ذکر شدہ آیات قرآن کی فہرست

۶۔ نہج البلاغہ میں ذکر شدہ احادیث نبوی کی فہرست

فہرست عقائد دینی

۸۔ فہرست احکام شرعی

۹۔ فہرست ان احکام کی جو فلسفہ اور کلام کے ساتھ مشابہہ ہیں

۱۰۔ فہرست تعالیم اجتماعی

۱۱۔ دعاؤں کی فہرست

۱۲۔ فہرست ابیات شعر

۱۳۔ فہرست اعلام وقبائل

۱۴۔ فہرست حیوانات

۱۵۔ بوٹیوں کی فہرست

۱۶۔ ستاروں کی فہرست

۱۷ فہرست معادن وجواہر

۱۸۔ فہرست مقامات اور ممالک

۱۹۔ تاریخی اوقات کی فہرست

۲۰۔ فہرست تفصیلی مطالب کتاب

بہر حال یہ تمام کام باجود اس کے کہ بڑی محنت سے ہوا ہے لیکن پھر بھی نامکمل ہے اور بطور کامل نہیں ہوا مثال کے طور پر اگر نماز کے باب میں لفظ ''صلوۃ'' دس مرتبہ آیا ہے تو انہوں نے ایک دفعہ ذکر کیا ہے اس کے علاوہ دوسرے موارد میں بھی اسی طرح ہے لیکن پھر بھی ان کی زحمات قابل توجہ اور قابل قدر ہیں یہ دو کتابیں جن کا ذکر ہو چکا ہے اپنے مقام پر نہج البلاغہ کی تحقیق میں ایک اہم مقام رکھتی ہیں اور دونوں کی دونوں نہج البلاغہ کی آشنائی میں ایک عظیم قدم ہے۔

نہج البلاغہ کی موضوعی ترتیب

بہر حال یہ کام حد تکامل تک پہنچنا چاہیے ہم نے اپنے لحاظ سے اور اپنی علمی وفنی کمی کے باوجود اپنے اندر محسوس کیا کہ معاشرہ کو نہج البلاغہ کے موضوعات کی ترتیب کی ضرورت ہے اور غور وخوض کے بعد ہم نے علمی تحقیقات میں اس کام کو موجود نہ پایا اس لیے ہم نے اس کتاب کو مرتب کرنے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہے اور اس کام کی تکمیل کا ہم نے خدائے تعالیٰ سے سوال کیا یہاں تک کہ یہ کتاب اس شکل میں سامنے آئی اس کام میں ہم مختلف اہداف ومقاصد کا ذکر کر سکتے ہیں۔

۱۔نہج البلاغہ میں ذکر شد مختلف موضوعات کی معرفت

۲۔اسلامی مطالب وموضوعات کے صحیح معنوں کی معرفت

۳۔اسلام کے زندہ پروگراموں کی تعریف اور دوسرے مسائل کہ جن کے متعلق پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

ترتیب کا طریقہ کار

مختلف طریقوں سے کتاب کو موضوعی طریقہ پر لکھا جا سکتا ہے مثال کے طور پر ادبی اور فصاحتی یا فقہی اور شرعی لحاظ سے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقہ پر کتب یا علوم کو موضوعی شکل دینا۔

علوم یا کتب کو موضوعی شکل دینے کا طریقہ بڑا پرانا ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس بحث کو ہم علوم اسلامی کے متعلق خاص طور پر احادیث کے متعلق بہت کم عنوان کریں۔

بزرگ علماء نے فرصت سے فائدہ اٹھانے کے لیے یا مطالب واحادیث کو آسان کرنے کے لیے علوم کو موضوعی کرنے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہے مثلاً کتب اربعہ جو تمام کی تمام احادیث ہیں لیکن ان کا طریقہ ان احادیث کو موضوعی کرنا ہے جو رسولؐ خدا اور آئمہ اطہارؑ سے نقل ہوئی ہیں۔

مثال کے طور پر اگر کتاب ''مجموعہ ورّام'' تالیف ابوالحسین ورّام بن ابی فراس المالکی اشتری کو دیکھیں تو اس میں آپ احادیث کے ایک مجموعہ کو پائیں گے لیکن نہ وہاں ابواب کا خیال رکھا گیا ہے اور نہ موضوعات کا۔

لیکن اصول کافی اور فروع کافی اپنی ایک خاص موضوعی ترتیب پر ہیں جو باب موضوع عقل وعلم، جہل وعلم، اس کے بعد توحید پھر امامت، اس کے بعد ایمان وکفر اور مختلف موضوعات کے مطابق ہے یہاں تک کہ فروع تک پہنچ جاتے ہیں کہ جو فقہی کتابوں کے

مطابق مرتب کئے گئے ہیں۔

دوسری کتب اربعہ بھی اسی طرح ہیں۔

اور کبھی ایک علم کو موضوعی کرنا مقصود ہوتا ہے یا یہ کہ وہ احادیث مؤلف اور مفکر کے مورد نظر ہوتی ہیں جو اس علم کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جیسے کہ عظیم کتاب وسائل الشیعہ تالیف شیخ حر عاملی یہ کتاب اب ۲۰ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

شیخ حر عاملی کا طریق کار یہ ہے کہ احادیث رسولؐ خدا اور آئمہ کو فقط مختلف فقہی ابوب کے مطابق ترتیب دیا ہے اور کبھی مطالب اخلاقی کو بھی لاتے ہیں انہوں نے کتاب طہارت سے شروع کیا ہے اور کتاب قصاص و دیات پر ختم کیا ہے اور ہر بات اور موضوع میں مختلف موضوعات کو عنوان بنایا ہے یا ہم نمونہ کے طور پر ایک اور عظیم کتاب یا کام کو پیش کر سکتے ہیں جیسے کہ صد در صد کتاب علمی اور فنی بحار الانوار مرحوم علامہ مجلسیؒ کی کہ اکثر طور پر رسولؐ خدا اور آئمہ اطہار سے جو احادیث مختلف موارد مثلاً عقائد و فقہ، رجال و تاریخ تفسیر و اخلاق، مواعظ میں نقل ہوئی ہیں ایک بڑے مجموعہ میں ان سب کو موضوعی کیا ہے اور ہم تمام موضوعات اسلامی کو اس مجموعہ میں پا سکتے ہیں یہاں تک کہ معارف اسلامی کا ایک وسیع مرکز ہے مثلاً جلد اول و دوم اس کتاب کی عقل و جہل کے موضوع پر ہے اس موضوع میں اور مختلف موضوعات کو دیکھا جا سکتا ہے کہ کبھی کبھی ایک موضوع سے بھی ۳۰ سے زیادہ موضوع عنوان کیے گئے ہیں حق یہ ہے کہ یہ ایک بڑا عظیم و سخت کام ہے یہ کتاب اب ۱۱۰ جلدوں میں چھپ چکی ہے اور مرحوم علامہ مجلسی نے اس کتاب کو ۲۶ بڑی جلدوں میں مرتب کیا تھا۔

خلاصہ کتابوں اور علوم کو موضوعی کرنا اکثر علماء اطریقہ رہا ہے۔

اور یہ جو کہا گیا ہے یہ فقط روایات کو موضوعی کرنے کے بارے میں تھا جو ایک مشکل کام ہے۔

بہر حال کسی حدیث کی کتاب کے مطالب کو موضوعی کرنا ایک مشکل اور مشقت طلب کام ہے۔

بندہ حقیر کی نظر میں حدیث کی ایک کتاب کو مستقل صورت میں دو قسموں پر موضوعی کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ محدود و خام یعنی غیر پختہ

۲۔ نامحدود و متنوع یا اعمال سلیقہ

۱. محدود و خام

یہ وہ طریقہ ہے جس کو آپ اس میں ملاحظہ کر سکتے ہیں جس کو پڑھ رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مطالب کا نتیجہ نکالنا اور مطالب کو بصورت محدود موضوعی قرار دینا یعنی ہم لغت، تاریخ، موضوع فقہی، اجتماعی احکام، اعتقادات، ذکر مسائل اخلاقی، تفسیر شدہ آیات اور ان افراد کو یاد کرنا جن کی اس کتاب میں تعریف یا مذمت ہوئی ہے کے تابع ہیں۔

اس نتیجہ خیزی اور مطالب کی موضوعی طبقہ بندی میں کسی بھی شخصی طریقہ، تفسیر یا استدلال کی طرف ہم نے رجوع نہیں کیا بلکہ وہ چیز جو خطبوں، خطوط اور احادیث کے متن میں درج ہے علیحدہ علیحدہ ان سب کا نتیجہ نکالا گیا ہے اور ایک مخصوص موضوع میں درج کر دیا

ہے۔

مثلاً تقویٰ کے متعلق زیادہ تر تقویٰ کے کلمہ اس سے نکلنے والے صیغے یعنی باقی کلمات جیسے کہ ''وقی'' سے متقین، تقوی، تقی اور ان کے علاوہ دوسرے کلمات کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔

یا معاویہ کے متعلق وہ مقامات کہ جن کا واضح طور پر یا کنایۃً شارحین کی اتفاق رائے کے مطابق معاویہ کے لحاظ سے اشارہ ہوا ہے معاویہ کے باب میں آپ موجود پائیں گے اور وہ خطوط بھی موجود ہونگے جو علی امیر المومنینؑ نے معاویہ کو لکھے تھے۔

یا ایک تاریخی بحث جیسے کہ صفین اور جمل کی طرف بھی اسی طرح جیسے کہ معاویہ کے باب میں کہا گیا ہے اشارہ ہوا ہے اپنی طرف سے کوئی نیا طریقہ یا استدلال عمل میں نہیں لایا گیا ورہم نے اس قسم کے موضوعی قرار دینے کو زیادہ علمی اور زیادہ قابل استفادہ پایا ہے اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا ہے۔

۲. نا محدود و متنوع یا اعمال ذوق

اس طرح کی موضوعی قسم پہلے طریقہ کو ہی اپنے اندر لیے ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ ایک جدید طریقہ اور استدلال کو بھی مختلف قسم کے نئے نئے موضوعات کو اپنے اندر پائے ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر ہم اقتصاد اسلامی کے نام پر تمام علوم اسلامی میں کوئی موضوع نہیں پاتے یا کم از کم نہج البلاغہ میں لیکن اگر ہم چاہیں تو سو سے زیادہ مقامات پر نہج البلاغہ میں اور اس سے زیادہ تعداد میں باقی احادیث اسلامی میں ایسے کلمات جمع کر سکتے ہیں کہ جن کو اقتصاد اسلامی کا عنوان دیا جا سکتا ہے یا آج کل محافل و مجالس کو گرما دینے والی بحثیں مثال کے طور پر بحث رسالت و روشنفکر (ماڈرن) فقط ان الفاظ کے ساتھ یا خاص علمی الفاظ کے ساتھ جیسے کہ ''**میکرب**'' اور ان کے علاوہ دوسرے الفاظ۔

یا مثال کے طور پر خود آگاہی کا علم جیسے کہ ''میں'' یا شعور اور لاشعور اور ان کے علاوہ اور بہت سی ایسی اصطلاحات کہ جن کو آپ نصوص اسلامی میں نہیں پاؤ گے لیکن اگر آپ چاہیں تو ان عنوانات کو بھی کامل طور پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

خلاصہ مفکر آدمی جتنا زیادہ مختلف علوم پر مسلط ہوگا یا کسی ایک علم میں مکمل طور پر ماہر ہوگا تو ساتھ ساتھ اسلامی نصوص اور متنوں کی مہارت کے کئی طرح کے نئے نئے موضوع نکال سکتا ہے البتہ اس چیز کو نظر میں رکھنا ضروری ہے کہ اس قسم کا طریقہ موضوعی شرح، تفسیر، اور تحلیل و تجزیہ کی طرف احتیاج رکھتا ہے وگرنہ ان کے بغیر سارا کام ناقص اور غیر علمی ہو جائے گا۔

نهج البلاغہ کو موضوعی کرنا اور موضوعات کو حاصل کرنے کا طریقہ

اس کتاب میں پہلے سات فصلیں ہیں اور ہر فصل میں اس کے ساتھ مربوط موضوعات کو رکھا گیا ہے۔

اور وہ سات فصلیں یہ ہیں

ا۔ الھیات الکائنات۔ معرفت خدا

۲۔النبوۃ۔نبوت وانبیاء

۳۔العقائد والاحکام۔عقائد واحکام

۴۔الامامۃ والخلافۃ۔امامت وخلافت

۵۔التاریخ۔تاریخ

۶۔الاجتماع والسیاسۃ والاقتصاد۔معاشرہ، سیاست اور اقتصاد

۷۔الاخلاق۔اخلاق

اس کتاب کے محترم قاری کو چاہیے کہ کسی بھی مطلب کو جو نہج البلاغہ سے لینا چاہتا ہے اس بات کا خیال رکھے کہ جس موضوع کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے کونسی قسم میں ہیں تا کہ اس قسم کی طرف رجوع کیا جائے اور اپنے مطلب کو حل کیا جائے۔

مثال کے طور پر ہم چاہتے ہیں کہ عدالت خدا، صفین، جہاد، صفات امام علی ابن ابی طالبؑ، سقیفہ، بیت المال تقوی کے بارے میں تحقیق کریں اور دیکھنا چاہیں کہ ان موضوعات کے متعلق علی امیر المومنینؑ نے نہج البلاغہ میں کیا فرمایا ہے تو اس ترتیب کے ساتھ رجوع کرنا ہوگا۔

عدل الہی کو الہیات میں، صفین کو تاریخ میں، جہاد کو عقائد اور احکام کی فصل میں، صفات امام کو امامت میں، سقیفہ کو تاریخ میں، بیت المال کو اجتماع و اقتصاد میں اور تقوی کو اخلاق میں۔ البتہ آخر کتاب میں کئی طرح سے راہنمائی کی گئی ہے کہ آپ دوسرے طریقوں سے بھی اپنے پسندیدہ مطالب کو تلاش کر سکتے ہیں۔

آخر میں خداوند متعال سے ان تمام افراد کے لیے توفیقات کا خواہشمند ہوں جو اسلامی مطالب کو اپنی کلام وقلم اور عمل سے پوری دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور امید ہے شیعہ ثقافت جو ایک عظیم اور گراں قدر ثقافت ہے جلد از جلد شیعوں کے لیے واضح اور روشن ہو تا کہ حیرت و پریشانی اور دوسروں کی غلامی کا دور ختم ہو۔

علی انصاریان

ایران، تہران

رمضان ۱۳۹۵ ہجری

ترجمہ: استاد محترم مولانا ناظم رضا عترتی

رموز

اس کتاب کا متن اور ترجمہ امامیہ پبلیکیشنز پاکستان کی شائع کردہ نہج البلاغہ مترجمہ علامہ مفتی جعفر حسینؒ سے لیا گیا ہے۔
اس کے حروف رمزی کے اشارات مندرجہ ذیل ہیں۔

خ :- خطبہ

ک : - کلام جناب امیرؑ

ح :- کلمات قصار

دعا :- دعائے جناب امیرؑ

حدیثہ :- جن کی تشریح وتفسیر سید رضیؒ نے فرمائی ہے۔

ر :- وہ خطوط جو ''کتب ورسائل'' کے عنوان سے درج ہیں۔

وص :- وصایا کہ جو ''من وصیہ'' کے عنوان سے درج ہیں۔

زیرنظر کتاب میں دیئے گئے حوالہ جات کی توضیح یوں ہے۔
بطور مثال ہم اس حوالہ نمبر کو لیتے ہیں (ر775, 53/753,759,771)
اس میں ''ر'' سے مراد ''کتب ورسائل'' جناب امیرؑ ہے۔ خط کا نمبر 53 ہے اور صفحہ نمبر پیراگراف کی ترتیب کے ساتھ درج ہیں یعنی اس متن کو خط نمبر 53 میں سے چار مختلف جگہوں سے لیا گیا ہے درج شدہ پہلا پیراگراف صفحہ نمبر 753 ہے اور اس کے آخری پیراگراف کا صفحہ نمبر 775 ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس

موٹی چھپائی میں باترجمہ

مترجم

حجۃ الاسلام مولانا آغا محسن نجفی صاحب

رنگین حواشی، سادہ عام فہم زبان کے ساتھ
موجودہ دور کے تقاضوں کے عین مطابق

ناشر

امامیہ پبلی کیشنز

ملنے کا پتہ

العصر اسلامک بک سنٹر

35- حیدر روڈ، اسلام پورہ، لاہور۔ فون: 7119027
ای۔میل: ippakistan@hotmail.com

پہلی فصل

الہیات وکائنات

توحید

دین کی ابتدا اس کی معرفت ہے کمال معرفت اس کی تصدیق ہے کمال تصدیق توحید ہے، کمال توحید تنزیہ و اخلاص ہے اور کمال تنزیہ و اخلاص یہ ہے کہ اس سے صفتوں کی نفی کی جائے کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کوئی چیز ہے۔ لہٰذا جس نے ذات الٰہی کے علاوہ صفات مانے اس نے ذات کا ایک دوسرا ساتھی مان لیا اور جس نے اسکی ذات کا کوئی اور ساتھی مانا اس نے دوئی پیدا کی، جس نے دوئی پیدا کی اس نے جز بناڈالا اور جو اس کے لیے اجزا کا قائل ہوا وہ اس سے بے خبر رہا اور جو اس سے بے خبر رہا اس نے اسے قابل اشارہ سمجھ لیا اور جس نے اسے قابل اشارہ سمجھ لیا اس نے اس کی حد بندی کر دی اور جس نے اسے محدود سمجھا وہ اسے دوسری چیزوں ہی کی قطار میں لے آیا، جس نے یہ کہا کہ وہ کسی چیز میں ہے اس نے اسے کسی شئی کے ضمن میں فرض کر لیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کسی چیز پر ہے اس نے اور جگہیں اس سے خالی سمجھ لیں، وہ ہے ہوا نہیں موجود ہے مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا۔

وہ یگانہ ہے اس لیے کہ اس کا کوئی ساتھی ہی نہیں ہے جس سے مانوس ہو اور اسے کھو کر پریشان ہو جائے۔

جبکہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا تھا چنانچہ وہ اس کے حق سے بے خبر ہو گئے اوروں کو اس کا شریک بناڈالا شیاطین نے اس کی معرفت سے انہیں روگردان اور اس کی عبادت سے الگ کر دیا، اللہ نے ان میں اپنے رسولؑ مبعوث کیے اور لگاتار انبیاءؑ بھیجے۔ (خ 1/83,84,89)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یکتا و لاشریک ہے اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا نہیں۔ (خ 35/188)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو یکتا و لاشریک ہے ایسی گواہی جس کا خلوص پرکھا جا چکا ہے اور جس کا نچوڑ بغیر کسی شائبے کے دل کا عقیدہ بن چکا ہے زندگی بھر ہم اسی سے وابستہ رہیں گے اور اسی کو پیش آنے والے خطرات کے لیے ذخیرہ بن کر رہیں گے۔ یہی گواہی ایمان کی مضبوط بنیاد اور حسن عمل کا پہلا قدم اور اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ اور شیطان کی دوری کا سبب ہے۔ (خ 2/98)

اللہ کے علاوہ جسے بھی ایک کہا جائے گا وہ قلت و کمی میں ہوگا۔

اس نے اپنی کسی مخلوق کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ اپنے اقتدار کی بنیادوں کو مستحکم کرے یا زمانے کے عواقب و نتائج سے اسے کوئی خطرہ تھا یا کسی برابر والے کے حملہ آور ہونے یا کثرت پر اترانے والے شریک یا بلندی میں ٹکرانے والے مد مقابل کے خلاف اسے مدد حاصل کرنا تھی بلکہ یہ ساری مخلوق اسی کے قبضے میں ہے اور سب اس کے عاجز و ناتواں بندے ہیں۔

وہ دوسری چیزوں میں سمایا ہوا نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان کے اندر ہے اور نہ ان چیزوں سے دور ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان چیزوں سے الگ ہے۔ (خ 63/220.221)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو یکتا و لاشریک ہے وہ اول ہے اس طرح کہ اس سے پہلے کوئی شئی نہیں وہ آخر ہے یوں کہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ (خ 83/254)

ایسا اول ہے کہ جس کے لیے کوئی قبل ہے ہی نہیں کہ کوئی شے اس سے پہلے ہو سکے اور ایسا آخر ہے کہ جس کے لیے کوئی اور ہے ہی نہیں تا کہ کوئی چیز اس کے بعد فرض کی جا سکے۔

وہ وہی ہے کہ جس نے مخلوقات کو ایجاد کیا بغیر اس کے کہ کوئی مثال اپنے سامنے رکھتا اور بغیر اس کہ اپنے سے پہلے کسی اور خالق و معبود کی بنائی ہوئی چیزوں کا چربہ اتارتا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری مخلوق میں سے کسی کے برابر جانا اس نے تیرا ہمسر بناڈالا اور تیرا ہمسر بنانے والا تیری کتاب کی محکم آیتوں کے مضامین اور ان حقائق کا جنہیں تیری طرف کے روشن دلائل واضح کر رہے ہیں، منکر ہے۔

اور بغیر کسی شرف کے کہ جو ان عجیب و غریب چیزوں کی ایجاد میں اس کا معین و مددگار ہو۔

اور تسبیح و تقدیس کی سہولتوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیے ہیں اور اپنی توحید کے نشانوں پر ان کے لیے روشن مینار نصب کیے ہیں۔

خدایا! یہ تیرے سامنے وہ شخص کھڑا ہے جس نے تیری توحید و یکتائی میں تجھے منفرد مانا۔ (خ 89/268.270,271,272,275,285)

وہ ایسا اول ہے جس کے لیے نہ کوئی نقطۂ ابتدا ہے کہ وہ محدود ہو جائے اور نہ کوئی اس کا آخر ہے کہ وہاں پہنچ کر ختم ہو جائے۔ (خ 92/296)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو اول ہے اور کوئی شے اس سے پہلے نہیں اور آخر ہے اور کوئی چیز اس کے بعد نہیں۔ (خ 94/298)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جو ہر اول سے پہلے اول ہے اور ہر آخر کے بعد آخر ہے اس کی اوّلیت کے سبب سے

واجب ہے کہ اس سے پہلے کوئی نہ ہو اور اس کے آخر ہونے کی وجہ سے ضروری ہے کہ اس کے بعد کوئی نہ ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ،ایسی گواہی جس میں ظاہر اور باطن یکساں اور دل و زبان ہمنوا ہیں۔(خ 99/307)

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جو خلق کائنات سے اپنے وجود کا اور پیدا شدہ مخلوقات سے اپنے قدیم و ازلی ہونے کا،

اور ان کی باہمی شباہت سے اپنے بے نظیر ہونے کا پتہ دینے والا ہے نہ حواس اسے چھو سکتے ہیں اور نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں چونکہ بنانے والے بننے والے ،گھیرنے والے گھرنے والے ،پالنے والے پرورش پانے والے میں فرق ہوتا ہے۔وہ ایک ہے لیکن نہ ایسا کہ جو شمار میں آئے۔

جس نے (ذات کے علاوہ) اس کے لیے صفات تجویز کی اس نے حد بندی کی اور جس نے اسے محدود خیال کیا وہ اسے شمار میں آنے والی چیزوں کی قطار میں لے آیا اور جس نے اسے شمار کے قابل سمجھ لیا اس نے اس کی قدامت ہی سے انکار کردیا۔(خ 150/409)

ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔(خ 130/377)

نہ اس کی اولیت کی کوئی ابتدا اور نہ اس کی ازلیت کی کوئی انتہاء ہے وہ ایسا اول ہے جو ہمیشہ سے ہے اور بغیر کسی مدت کی حد بندی کے ہمیشہ رہنے والا ہے پیشانیاں اس کے آگے (سجدہ میں) گری ہوئی ہیں اور لب اس کی توحید کے معترف ہیں۔(خ 161/438)

اور اس کی یکتائی پر یہی عقل کی تسلیم کی ہوئی اور (اس کے خالق بے مثال ہونے پر) مختلف شکل و صورت کے پرندوں کی آفرینش سے ابھری ہوئی۔(خ 163/446)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے نہ اس کی ہستی میں کوئی شبہ، نہ اس کے دین سے سرتابی ہو سکتی ہے نہ اسکی آفرینش سے انکار، اس شخص کی سی گواہی جس کی نیت سچی باطن پاکیزہ یقین (شبہوں سے) پاک اور (اس کے نیک اعمال کا) پلہ بھاری ہو۔(خ 176/479)

اس کا کوئی باپ نہیں کہ وہ عزت و بزرگی میں اس کا شریک ہو نہ اس کے کوئی اولاد ہے کہ اسے چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو جائے اور وہ اس کی وارث ہو جائے نہ اس کے پہلے وقت اور زمانہ تھا نہ اس پر یکے بعد دیگرے کمی اور زیادتی طاری ہوتی ہے۔(خ 180/485)

نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں وہ مخلوقات کے نیست کے بعد ہست ہونے سے اپنے ہمیشہ سے ہونے کا اور ان کے

باہم مشابہ ہونے سے اپنے بے نظیر و بے مثل ہونے کا پتہ دیتی ہے۔

وہ چیزوں کے وجود پذیر ہونے سے اپنی قدامت پر (عقل سے) گواہی حاصل کرتا ہے۔

وہ گنتی اور شمار میں آئے بغیر ایک (یگانہ) ہے۔

اس کے بنانے میں کوئی بنانے والا شریک نہیں ہوا اور نہ اس کے پیدا کرنے میں کسی قادر و توانا نے اس کا ہاتھ بٹایا۔(خ183/500)

جس نے اسے مختلف کیفیتوں سے متصف کیا اس نے اسے یکتا نہیں سمجھا، جس نے اس کا مثل ٹھرایا اس نے اس کی حقیقت کو نہیں پایا اور جس نے اسے کسی چیز سے تشبیہ دی اس نے اس کا قصد نہیں کیا جس نے اسے قابل اشارہ سمجھا اور اپنے تصور کا پابند بنایا اس نے اس کا رخ نہیں کیا۔

اور چیزوں میں ضدیت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ اس کی ضد نہیں ہو سکتی۔

وہ کسی حد میں محدود نہیں اور نہ گننے سے شمار میں آتا ہے۔

اور اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے ورنہ محدود ہو کر رہ جائے گا وہ آل اولاد رکھنے سے بالاتر اور عورتوں کو چھونے سے پاک ہے۔

بلاشبہ اللہ سبحانہ دنیا کے مٹ جانے کے بعد اکیلا ہوگا، کوئی چیز اس کے ساتھ نہیں ہوگی۔

سوائے اس خدائے واحد و قہار کے جس کی طرف تمام چیزوں کی بازگشت ہے کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔

اور کسی جمع جتھے والے حریف کے خلاف مدد حاصل کرنے اور کسی حملہ آور غنیم سے محفوظ رہنے اور ملک و سلطنت کا دائرہ بڑھانے اور کسی شریک کے مقابلہ میں اپنی کثرت پر اترانے کے لیے ان چیزوں کو پیدا نہیں کیا اور نہ اس نے تنہائی کی وحشت سے (گھبرا کر) یہ چاہا کہ ان چیزوں سے جی لگائے۔(خ184/506,507,508,511)

میں نے (یہ دیکھ کر) کہا کہ لا الہ الا اللہ، اے اللہ کے رسولؐ! میں آپؐ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔(خ190/547)

اے فرزند! یقین کرو کہ اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسولؐ آتے اور اس کی سلطنت و فرمانروائی کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال بھی کچھ معلوم ہوتے مگر وہ اکیلا خدا ہے جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے کہ اس کے ملک میں کوئی اس سے ٹکر نہیں لے سکتا وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ بغیر کسی نقطۂ آغاز کے تمام چیزوں سے پہلے ہے اور بغیر کسی انتہائی حد کے سب چیزوں کے بعد ہے۔(ر31/709)

اس ذات کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں بلا شبہ میں جادۂ حق پر ہوں اور وہ (اہل شام) باطل کی ایسی گھاٹی پر ہیں کہ جہاں سے پھسلے کہ پھسلے۔ (خ195/564)

تم لوگوں سے میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔ (ک23/681)

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی ظالم سے قسم لینا ہے تو اس طرح اٹھواؤ کہ وہ اللہ کی قوت و توانائی سے بری ہے کیونکہ جب وہ اس طرح جھوٹی قسم کھائے گا تو جلد اس کی سزا پائے گا اور جب یوں قسم کھائے کہ قسم اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو جلد اس کی گرفت نہ ہوگی، کیونکہ اس نے اللہ کو وحدت و یکتائی کے ساتھ یاد کیا ہے۔ (ح253/886)

یہ چیز ہے کہ کسی بندے کو چاہے وہ جو کچھ جتن کر ڈالے دنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ میں جانا ذرا فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب کہ وہ ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت سے توبہ کیے بغیر مر جائے ایک فرائض عبادت میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا ہو۔

دیکھو ظلم تین طرح کا ہوتا ہے ایک ظلم جو بخشا نہیں جائے گا دوسرا ظلم وہ جس کا (مواخذہ) چھوڑا نہیں جائے گا تیسرا وہ جو بخش دیا جائے گا اور اس کی باز پرس نہیں ہوگی۔

لیکن وہ ظلم جو بخشا نہیں جائے گا وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ خدا اس (گناہ) کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ (خ151/413)

تو ہاں میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔ (ح147/402)

اس شخص کے مانند اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جس نے غیب کی چیزوں کو (اس آنکھوں سے) دیکھ لیا ہو اور وعدہ کی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہو چکا ہو۔ ایسا ایمان کہ جس کے خلوص نے شرک اور یقین نے شک کو دور پھینک دیا ہو اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ (خ112/337)

خداوند عالم نے ایمان کا فریضہ عائد کیا شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کے لیے۔ (ح252/883)

مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں نہ مومن سے کھٹکا ہے اور نہ مشرک سے کیونکہ مومن کی اللہ اس کے ایمان کی وجہ سے (گمراہ کرنے سے) حفاظت کرے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی وجہ سے ذلیل و خوار کرے گا۔ (ر27/691)

اللہ وحدہ لاشریک کا خوف دل میں لیے ہوئے چل کھڑے ہوئے۔ (ر25/685)

اس نے اپنے چھپے ہوئے ضمیر کو تیری معرفت سے وابستہ نہیں کیا اور اس کے دل کو یہ یقین چھو بھی نہیں گیا کہ تیرا کوئی

شریک نہیں گویا اس نے پیروکاروں کا یہ قول نہیں سنا جو اپنے مقتداؤں سے بیزاری چاہتے ہوئے یہ کہیں گے کہ خدا کی قسم! ہم تو قطعاایک کھلی گمراہی میں تھے کہ جب ہم سارے جہان کے پالنے والے کے برابر تمہیں ٹھہرایا کرتے تھے۔

وہ لوگ جھوٹے ہیں جو تجھے دوسروں کے برابر سمجھ کر اپنے بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں اور اپنے وہم میں تجھ پر مخلوقات کی صفتیں جڑ دیتے ہیں اور اپنے خیال میں اس طرح تیرے حصے بخرے کرتے ہیں جس طرح مجسم چیزوں کے جوڑ و بند الگ الگ کیے جاتے ہیں اور اپنی عقلوں کی سوجھ بوجھ کے مطابق تجھے مختلف قوتوں والی مخلوقات پر قیاس کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری مخلوق میں سے کسی کے برابر جانا اس نے تیرا ہمسر بنا ڈالا اور تیرا ہمسر بنانے والا تیری کتاب کی محکم آیتوں کے مضامین اور ان حقائق کا جنہیں تیری طرف کے روشن دلائل واضح کر رہے ہیں منکر ہے۔ (خ 89/271)

تمہارے درمیان بت گڑے ہوئے تھے اور گناہ تم سے چمٹے ہوئے تھے۔ (خ 26/165)

گھر گھر مورتی کی پوجا ہوتی تھی۔ (خ 190/541)

خداوند عالم کا علم وحکمت

اس نے پہلے پہل خلق کو ایجاد کیا بغیر کسی فکر کی جولانی کے اور بغیر کسی تجربہ کے جس سے فائدہ اٹھانے کی اسے ضرورت پڑی ہو اور بغیر کسی حرکت کے جسے اس نے پیدا کیا ہو اور بغیر کسی ولولہ اور جوش کے جس سے وہ بے تاب ہوا ہو ہر چیز کو اس کے وقت کے حوالے کیا، بے جوڑ چیزوں میں توازن وہم آہنگی پیدا کی، ہر چیز کو جداگانہ طبیعت ومزاج کا حامل بنایا اور ان طبیعتوں کے لیے مناسب صورتیں ضروری قرار کیں وہ ان چیزوں کو ان کے وجود میں آنے سے پہلے جانتا تھا ان کے حدونہایت پر احاطہ کیے ہوئے تھا اور ان کے نفوس واعضاء کو پہچانتا تھا۔ (خ 1/84)

اور اس کے سوا ہر جاننے والا سیکھنے والے کی منزل میں ہے۔ (خ 63/220)

وہ دل کی نیتوں اور اندر کے بھیدوں کو جانتا پہچانتا ہے وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور ہر شی پر چھایا ہوا ہے اور ہر چیز پر اس کا زور چلتا ہے۔ (خ 84/255)

اس نے جو چیزیں پیدا کیں ان کا ایک اندازہ رکھا مضبوط ومستحکم اور ان کا انتظام کیا عمدہ وپاکیزہ اور انہیں ان کی سمت پر اس طرح لگایا کہ نہ وہ اپنی آخری منزل کی حدوں سے آگے بڑھیں۔

وہ بھید چھپانے والے کی نیتوں، کھسر پھسر کرنے والوں کی سرگوشیوں، مظنوں اور بے بنیاد خیالوں، دل میں جمے ہوئے یقینی ارادوں، پلکوں (کے نیچے) کنکھیوں کے اشاروں، دل کی تہوں اور اور غیب کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے اور (ان آوازوں کا سننے والا ہے) جن کو کان لگا کر سننے کے لیے کانوں کے سوراخوں کو جھکنا پڑتا ہے اور چیونٹیوں کے موسم گرما کے مسکنوں اور حشرات الارض کے موسم سرما میں سیر کرنے کے مقاموں سے آگاہ ہے اور پسر مردہ عورتوں کے (درد بھرے) نالوں کی گونج اور قدموں کی چاپ سننے والا ہے اور سبز پتیوں کے غلافوں کے اندرونی خولوں میں پھلوں کے نشوونما پانے کی جگہوں اور پہاڑوں کی کھوؤں اور ان کے نشیبوں میں وحشی جانوروں کی پناہ گاہوں اور درختوں کے تنوں اور ان کے چھلکوں میں مچھروں کے سر چھپانے کے سوراخوں اور شاخوں، پتیوں کے پھوٹنے کی جگہوں اور صلب کی گزرگاہوں میں

نطفوں کے ٹھکانوں اور زمین سے اٹھنے والے ابر کے ٹکڑوں اور آپس میں جڑے ہوئے بادلوں اور تہ بہ تہ ہوئے ابروں سے ٹپکنے والے بارش کے قطروں سے باخبر ہے اور ریگ (بیابان) کے ذرے جنہیں بادبگولوں نے اپنے دامنوں سے اڑایا ہے اور وہ نشانات جنہیں بارشوں کے سیلابوں نے مٹاڈالا ہے اس کے علم میں ہیں اور ریت کے ٹیلوں پر زمین کے کیڑوں کے چلنے پھرنے اور سر بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر بال و پر رکھنے والے طائروں کے نشیموں اور گھونسلوں کی اندھاریوں میں چہچہانے والے پرندوں کے نغموں کو جانتا ہے اور جن چیزوں کو سیپیوں نے سمیٹ رکھا ہے اور جن چیزوں کو دریا کی موجیں اپنے پہلو کے نیچے اگائے ہوئے ہیں اور جن کو رات کی تاریک چادروں نے ڈھانپ رکھا ہے اور جن پر دن کے سورج نے اپنی کرنوں سے نور بکھیرا ہے اور جن پر کبھی ظلمت کی تہیں جم جاتی ہیں اور کبھی نور کے دھارے باہر نکلتے ہیں وہ پہچانتا ہے، وہ ہر قدم کا نشان، ہر چیز کی حس و حرکت، ہر لفظ کی گونج، ہر ہونٹ کی جنبش، ہر جاندار کا ٹھکانہ، ہر ذرے کا وزن اور ہر جی دار کی سسکیوں کی آواز اور جو کچھ اس زمین پر ہے وہ سب اس کے علم میں ہے وہ درختوں کا پھل ہو یا ٹوٹ کر گرنے والا پتہ یا نطفے یا منجمد خون کا ٹھکانا یا لوتھڑا یا (اس کے بعد) بننے والی مخلوق اور پیدا ہونے والا بچہ (ان چیزوں کے جاننے میں) اسے کلفت و تعب اٹھانا نہیں پڑی اور نہ ہی اسے اپنی مخلوق کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ درپیش ہوئی اور نہ اسے اپنے احکام کے چلانے اور مخلوقات کا انتظام کرنے سے سستی اور تھکن لاحق ہوئی بلکہ اس کا علم تو ان چیزوں کے اندر تک اترا ہوا ہے اور ایک ایک چیز اس کے شمار میں ہے اسکا عدل ہمہ گیر اور اس کا فضل سب کے شامل حال ہے اور اس کے ساتھ وہ اس کے شایان شان حق کی ادائیگی سے قاصر ہیں۔ (خ89/272,283,284)

اس نے بغیر سوچ و بچار میں پڑے مخلوق کو پیدا کیا اس لیے کہ غور و فکر اس کے لیے مناسب ہوا کرتا ہے جو دل و دماغ جیسے اعضاء رکھتا ہو اور وہ دل و دماغ کی احتیاج سے بری ہے۔ اس کا علم غیب کے پردوں میں سرایت کیے ہوئے ہے اور عقیدوں کی گہرائیوں کی تہہ تک اترا ہوا ہے۔ (خ106/318)

اور جو چپ رہے اس کے بھید سے بھی وہ آگاہ ہے اور جو زندہ ہے اس کے رزق کا بھی ذمہ اس پر ہے اور جو مر جائے اس کا پلٹنا اسی کی طرف ہے۔

ہر چھپی ہوئی چیز تیرے لیے ظاہر اور غیب تیرے سامنے بے نقاب ہے۔ (خ107/321,322)

اور (ان گناہوں سے) مغفرت چاہتے ہیں کہ جن پر اس کا علم محیط اور نامۂ اعمال حاوی ہے نہ علم کوئی کمی کرنے والا ہے۔ (خ112/337)

(اس موقع پر) آپؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے جو قبیلہ بنی کلب سے تھا عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ! آپ کو تو

علم غیب حاصل ہے تو اس پر آپ ہنسے اور فرمایا:

اے برادر کلبی! یہ علم غیب نہیں بلکہ ایک صاحب علم (رسولؐ) سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں علم غیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے کہ جنہیں اللہ سبحانہ نے ''ان اللہ عندہ علم الساعہ'' والی آیت میں شمار کیا چنانچہ اللہ ہی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے نر ہے یا مادہ، بدصورت ہے یا خوب صورت، سخی ہے یا بخیل، بد بخت ہے یا خوش نصیب، کون جہنم کا ایندھن ہوگا اور کون جنت میں نبیوںؑ کا رفیق ہوگا۔ یہ وہ علم غیب ہے جسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا رہا دوسری چیزوں کا تو وہ علم اللہ نے اپنے نبیؐ کو دیا اور نبیؐ نے مجھے بتایا اور میرے لیے دعا فرمائی کہ میرا سینہ انہیں محفوظ رکھے اور میری پسلیاں انہیں سمیٹے رہیں۔(خ 126/367)

ایجاد و خلق اور تدبیر عالم نے اسے خستہ و درماندہ نہیں کیا اور نہ (حسب منشا) چیزوں کے پیدا کرنے سے عجز اسے دامن گیر ہوا ہے نہ اسے اپنے فیصلوں اور اندازوں میں شبہ لاحق ہوا ہے بلکہ اس کے فیصلے مضبوط، علم محکم اور احکام قطعی ہیں، مصیبت کے وقت بھی اسی کی آس رہتی ہے اور نعمت کے وقت بھی اس کا ڈر لگا رہتا ہے۔(خ 63/221)

وہ ہر چھپی ہوئی چیز کی گہرائیوں سے آگاہ ہے اور ہر پوشیدہ شئی پر حاضر و ناظر ہے وہ سینوں میں چھپی ہوئی چیزوں اور آنکھوں کے چوری چھپے اشاروں کا جاننے والا ہے۔(خ 130/337)

اس وقت بھی عالم تھا جب کہ معلوم کا وجود نہ تھا۔(خ 150/409)

اس نے بغیر کسی نمونہ و مثال کے اور بغیر کسی مشیر کار کے مشورہ کے اور بغیر کسی معاون کی امداد کے مخلوقات کو پیدا کیا اس کے حکم سے مخلوق اپنے کمال کو پہنچ گئی اور اس کی اطاعت کے لیے جھک گئی اور بلا توقف لبیک کہی اور بغیر کسی نزاع و مزاحمت کے اس کی مطیع ہوگئی۔(خ 153/417)

اس کا حکم فیصلہ کن اور حکمت آمیز اور اس کی خوشنودی امان اور رحمت ہے وہ اپنے علم سے فیصلہ کرتا ہے اور اپنے حلم سے عفو کرتا ہے۔(خ 158/429)

اس سے کسی کا ٹکٹکی باندھ باندھ کر دیکھنا کسی لفظ کا دہرایا جانا کسی بلندی کا دور سے جھلکنا اور کسی قوم کا آگے بڑھنا پوشیدہ نہیں ہے۔ نہ اندھیری راتوں میں، نہ چھائی ہوئی اندھیریوں میں کہ جن پر روشن چاند کرنوں کا سایہ ڈالتا ہے اور نورانی آفتاب طلوع و غروب (کے چکروں میں) اور زمانہ کی ان گردشوں میں اندھیرے کے بعد نور پھیلاتا ہے کہ جو آنے والی رات اور جانے والے دن کی آمد و شد سے (پیدا) ہوتی ہے۔

اس نے اشیاء کو کچھ ایسے مواد سے پیدا نہیں کیا کہ جو ہمیشہ سے ہو اور نہ ہی ایسی مثالوں پر بنایا کہ جو پہلے سے موجود

ہوں بلکہ اس نے جو چیز پیدا کی اسے مستحکم کیا اور جو ڈھانچہ بنایا اسے اچھی شکل وصورت دی، کوئی شئ اس کے (حکم سے) سرتابی نہیں کر سکتی ہے نہ اس کو کسی کی اطاعت فائدہ پہنچاتی ہے، اسے پہلے مرنے والوں کا ویسا ہی علم ہے جیسا باقی رہنے والے زندہ لوگوں کا اور جس طرح بلند آسمانوں کی چیزوں کو جانتا ہے ویسے ہی پست زمینوں کی چیزوں کو پہچانتا ہے۔(خ161/439,440)

اس سے پانی کے قطروں اور آسمان کے ستاروں اور ہوا کے جھکڑوں کا شمار، چکنے پتھر پر چیونٹیوں کے قیام کرنے کی جگہ کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ پتوں کے گرنے کی جگہوں اور آنکھ کے چوری چھپے اشاروں کو جانتا ہے۔(خ176/479)

پاک ہے وہ ذات جس پر پست زمین کے قطعوں اور باہم ملے ہوئے سیاہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں اندھیری رات کی اندھیریاں اور پرسکون شب کی ظلمتیں پوشیدہ نہیں ہے اور نہ افق آسمان میں رعد کی گرج اس سے مخفی ہے اور نہ وہ چیزیں کہ جن پر بادلوں کی بجلیاں کوند کر نا پید ہو جاتی ہیں اور نہ وہ پتے جو ٹوٹ کر گرتے ہیں کہ جنہیں (بارش کے) پچھتروں کی تند ہوائیں اور موسلا دھار بارشیں ان کے گرنے کی جگہ سے ہٹا دیتی ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ بارش کے قطرے کہاں گریں گے اور کہاں ٹھہریں گے اور چھوٹی چیونٹیاں کہاں رینگیں گی اور کہاں اپنے کو کھینچ کر لے جائیں گی اور مچھروں کو کون سی روزی کفایت کرے گی اور مادہ اپنے پیٹ میں کیا لیے ہوئے ہے۔(خ180/486)

وہ مخلوق کے بارے میں عدل سے چلتا ہے اور اپنے حکم میں انصاف برتا ہے۔ وہ ان کے پروں اور سانسوں کی گنتی تک کو جانتا ہے اور (ان میں سے کچھ کے) پیر تری پر اور (کچھ کے) خشکی پر جما دیئے ہیں اور ان کی روزیاں معین کر دی ہیں اور ان کے انواع واقسام پر احاطہ رکھتا ہے کہ یہ کوا ہے اور یہ عقاب، یہ کبوتر ہے اور یہ شتر مرغ۔(خ183/500,504)

اس نے جو احساس وشعور کی قوتوں کو ایجاد کیا اسی سے معلوم ہوا کہ وہ خود حواس و آلات شعور نہیں رکھتا۔

اور یہ کہ دنیا کو پیدا کرنے کے بعد نیست و نابود کرنا اس کے شروع میں وجود میں لانے سے زیادہ تعجب خیز (دشوار) نہیں اور کیوں کر ایسا ہو سکتا ہے جب کہ تمام حیوان وہ پرندے ہوں یا چوپائے رات کو گھروں کی طرف پلٹ کر آنے والے ہوں یا چراگاہوں میں چرنے والے جس نوع کے بھی ہوں اور جس قسم کے ہوں، وہ اور تمام آدمی کودن وغبی صنف سے ہوں یا زیرک وہوشیار سب مل کر اگر ایک مچھر پیدا کرنا چاہیں تو وہ اس کے پیدا کرنے پر قادر نہ ہوں گے اور نہ یہ جان سکیں گے کہ اس کے پیدا کرنے کی کیا صورت ہے اور اس جاننے کے سلسلے میں ان کی عقلیں حیران و سرگردان اور قوتیں عاجز و درماندہ ہو جائیں گے اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ شکست خوردہ ہیں اور یہ اقرار کرتے ہوئے کہ وہ اس کی ایجاد سے درماندہ ہیں اور یہ

اعتراف کرتے ہوئے کہ وہ اس کے فنا کرنے سے بھی عاجز ہیں، خستہ و نامراد ہو کر پلٹ آئیں گے۔

بلاشبہ اللہ سبحانہ دنیا کے مٹ جانے کے بعد ایک اکیلا ہوگا کوئی چیز اس کے ساتھ نہ ہوگی جس طرح کہ دنیا کی ایجاد و آفرینش سے پہلے تھا یونہی اس کے فنا ہونے کے بعد بغیر وقت و مکان اور ہنگام و زمان کے ہوگا اس وقت مدتیں اور اوقات سال اور گھڑیاں سب نابود ہوں گی۔(خ 184/506, 510, 511)

اس کے علم کا درجہ بلند ہے چنانچہ اس نے گنہگاروں سے درگزر کیا اور اس کا ہر فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہے وہ گزری ہوئی اور گزرنے والی باتوں کو جانتا ہے اور بغیر کسی کے نقش قدم پر چلے اور بغیر کسی کے سکھائے پڑھائے اور کسی بافہم صفت گر کے نمونہ و مثال کی پیروی کیے بغیر اور بغیر لغزشوں سے دوچار ہوئے اور بغیر (مشیروں) کی حمایت کی موجودگی کے وہ اپنے علم و دانش سے مخلوقات کو ایجاد و اختراع کرنے والا ہے۔(خ 189/523)

وہ خداوند عالم بیابانوں میں چوپاؤں کے نالے (سنتا ہے) تنہائیوں میں بندوں کے گناہوں سے آگاہ ہے اور اتھاہ دریاؤں میں مچھلیوں کی آمد و شد اور تند ہواؤں کے ٹکراؤ سے پانی کے تھپیڑوں کو جانتا ہے۔(خ 196/566)

یہ بندگان خدا رات (کے پردوں) اور دن (کے اجالوں) میں جو گناہ کرتے ہیں وہ اللہ سے ڈھکے چھپے ہوئے نہیں۔ وہ تو ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز سے آگاہ اور ہر شے پر اس کا علم محیط ہے تمہارے اعضاء ہی اس کے سامنے گواہ بن کر پیش ہوں گے اور تمہارے ہی ہاتھ پاؤں اس کے لاؤ لشکر ہیں اور تمہارے ہی قلب و ضمیر اس کے جائے حس ہیں اور تمہاری تنہائیوں کے (عشرت کدے) اس کی نظروں کے سامنے ہیں۔(خ 197/574)

وہ عالم ہے بغیر اس کے کہ کسی سے کچھ سیکھے یا علم میں اضافہ اور کہیں سے استفادہ کرے اور وہ بغیر فکر و تامل کے ہر چیز کا اندازہ کرنے والا ہے نہ اسے تاریکیاں ڈھانپتی ہیں، نہ وہ روشنیوں سے کسب ضیاء کرتا ہے، نہ رات اسے گھیرتی ہے (نہ دن) کی گردشوں کا اس پر گزر رہتا ہے اور اس کا جاننا بوجھنا آنکھوں کے ذریعے سے نہیں اور نہ اس کا علم دوسروں کے بتانے پر منحصر ہے۔(خ 211/599)

میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنے پوشیدہ ارادوں اور مخفی کاموں میں اللہ سے ڈرتے رہیں جہاں نہ اللہ کے علاوہ کوئی گواہ ہوگا اور نہ اس کے ماسوا کوئی نگران ہے اور انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ ظاہر میں اللہ کا کوئی ایسا فرمان بجانہ لائیں کہ ان کے چھپے ہوئے اعمال اس سے مختلف ہوں اور جس شخص کا باطن و ظاہر اور کردار و گفتار مختلف نہ ہو اس نے امانت داری کا فرض انجام دیا اور اللہ کی عبادت میں خلوص سے کام لیا۔(ر 26/687)

لوگوں سے تواضع کے ساتھ ملنا، ان سے نرمی کا برتاؤ کرنا، کشادہ روی سے پیش آنا اور سب کو ایک نظر سے

دیکھنا۔(ر 27/689)

اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اس سے کچھ کہو وہ جان لیتا ہے۔(وص 31/712)

اور سب کو ایک نظر سے دیکھنا تا کہ بڑے لوگ تم سے اپنی ناحق طرف داری کی امید نہ رکھیں اور چھوٹے لوگ تمہارے عدل و انصاف سے ان (بڑوں) کے مقابلہ میں ناامید نہ ہو جائیں کیونکہ اے اللہ کے بندو! اللہ تمہارے چھوٹے بڑے کھلے ڈھکے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا۔(ر 27/689)

جس نے اپنے اور اللہ کے مابین معاملات کو ٹھیک رکھا تو اللہ اس کے اور لوگوں کے معاملات کو سلجھائے رکھے گا۔(ح 89/835)

اے لوگو! اس اللہ سے ڈرو اگر تم کچھ کہو تو وہ سنتا ہے اور دل میں چھپا رکھو تو وہ جان لیتا ہے۔(ح 203/871)

اور جو چھپے ڈھکے ہوں ان کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لیے جہاں تک بن پڑے، عیبوں کو چھپاؤ تا کہ اللہ بھی تمہارے ان عیوب کی پردہ پوشی کرے جنہیں تم رعیت سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔(ر 53/757)

امیرالمومنین سے دریافت کیا گیا کہ خداوند عالم اس کثیر التعداد مخلوق کا حساب کیونکر لے گا؟ فرمایا جس طرح اس کی کثرت کے باوجود انہیں روزی پہنچاتا ہے۔ پوچھا وہ کیونکر حساب لے گا جب کہ مخلوق اسے دیکھے گی نہیں؟ فرمایا جس طرح انہیں روزی دیتا ہے اور وہ اسے دیکھتے نہیں۔(ح 300/907)

اس اللہ سے ڈرو تم جس کی نظروں کے سامنے ہو اور جس کے ہاتھ میں تمہاری پیشانیوں کے بال اور جس کے قبضہ قدرت میں تمہارا اٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا ہے۔ اگر تم کوئی بات مخفی رکھو گے تو وہ اسے جان لے گا اور ظاہر کرو گے تو اسے لکھ لے گا (یوں کہ) اس نے تم پر نگہبانی کرنے والے مکرّم فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو کسی حق کو نظرانداز اور کسی غلط چیز کو درج نہیں کرتے۔(خ 181/496)

تو ان کی باطنی کیفیتوں کو دیکھتا ہے اور ان کے چھپے ہوئے بھیدوں کو جانتا اور ان کی بصیرتوں کی رسائی سے باخبر ہے ان کے راز تیرے سامنے آشکار اور ان کے دل تیرے آگے فریادی ہیں۔(دعا 224/628)

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میرا ظاہر لوگوں کی چشم ظاہر میں بہتر ہو اور جو اپنے باطن میں چھپائے ہوئے ہوں وہ تیری نظروں میں برا ہو در حالانکہ میں لوگوں کے دکھاوے کے لیے اپنے نفس کی ان چیزوں سے نگہداشت کروں کہ جن سب پر تو آگاہ ہے۔ اس طرح لوگوں کے سامنے تو ظاہر کے اچھا ہونے کی نمائش کروں اور تیرے سامنے اپنی بد اعمالیوں کو پیش کرتا رہوں جس کے نتیجہ میں تیرے بندوں سے تقرب حاصل کروں اور تیری خوشنودیوں سے دور ہی ہوتا

جاؤں۔(ح 276/901)

جس کے سامنے تمہارا کوئی بھید چھپا نہیں رہ سکتا اس کے سامنے اپنے پردے چاک نہ کرو۔ (ک 201/580)

بعد حمد وصلوٰۃ معلوم ہونا چاہیے کہ خداوند عالم نے دنیا اس کے بعد کی منزل کے لیے بنائی ہے اور اس میں لوگوں کو آزمائش میں ڈالا ہے تا کہ یہ معلوم ہو کہ ان میں سے کس کے اعمال بہتر ہیں۔(ر 55/781)

(یوں تو) اللہ مخلوقات کو اچھی طرح جانتا بوجھتا ہے اور لوگوں کے ان رازوں اور بھیدوں سے کہ جنہیں وہ چھپا کر رکھتے ہیں، بے خبر نہیں (پھر یہ حکم واحکام اس لیے دیئے ہیں) کہ وہ ان لوگوں کو آزما کر ظاہر کر دے کہ ان میں اعمال کے اعتبار سے کون اچھا ہے تا کہ ثواب ان کی جزا اور عقاب ان کی (بداعمالیوں) کی پاداش ہو۔(خ 142/393)

اس نے سب کی روزی بانٹ رکھی ہے وہ سب کے عمل و کردار اور سانسوں کے شمار تک کو جانتا ہے۔ وہ چوری چھپی نظروں اور سینے کی مخفی نیتوں اور صلب میں ان کے ٹھکانوں اور شکم میں ان کے سونپے جانے کی جگہوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔(خ 88/266)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو چھپی ہوئی چیزوں کی گہرائیوں میں اترا ہوا ہے۔(ک 49/205)

تنہائیوں مین اللہ تعالی کی مخالفت کرنے سے ڈرو کیونکہ جو گواہ ہے وہی حاکم ہے۔(ح 324/915)

اے لوگو! اس اللہ سے ڈرو کہ اگر تم کچھ کہو تو وہ سنتا ہے اور دل میں چھپا کر رکھو تو وہ جان لیتا ہے۔(ح 203/871)

صفات ذات

نہ بلند پرواز ہمتیں اسے پا سکتی ہیں نہ عقل وفہم کی گہرائیاں اس کی تہ تک پہنچ سکتی ہیں اس کے کمال ذات کی کوئی حد معین نہیں، نہ اس کے لیے توصیفی الفاظ ہیں نہ اس (کی ابتدا) کے لیے کوئی وقت ہے جسے شمار میں لایا جا سکے نہ اس کی کوئی مدت ہے جو کہیں پر ختم ہو جائے۔

دین کی ابتدا اس کی معرفت ہے، کمال معرفت اس کی تصدیق ہے، کمال تصدیق توحید ہے، کمال توحید تنزیہ واخلاص ہے اور کمال تنزیہ واخلاص یہ ہے کہ اس سے صفتوں کی نفی کی جائے کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کوئی چیز ہے لہذا جس نے ذات الٰہی کے علاوہ صفات مانے اس نے ذات کے علاوہ ایک دوسرا ساتھی مان لیا اور جس نے اس کی ذات کا کوئی اور ساتھی مانا اس نے دوئی پیدا کی، جس نے دوئی پیدا کی اس نے اس کے لیے جز بنا ڈالا اور جو اس کے لیے اجزا کا قائل ہوا وہ اس سے بے خبر رہا، اس نے اسے قابل اشارہ سمجھ لیا اور جس نے اسے قابل اشارہ سمجھ لیا اس نے اس کی حد بندی کر دی اور جس نے اسے محدود سمجھا وہ اسے دوسری چیزوں کی قطار میں لے آیا۔ جس نے یہ کہا کہ وہ کس چیز میں ہے، اس نے اسے کسی شئے کے ضمن مین فرض کر لیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کس پر ہے؟ اس نے اور جگہیں اس سے خالی سمجھ لیں۔

وہ ہے ہوا نہیں، موجود ہے عدم سے وجود میں نہیں آیا وہ ہر شئے کے ساتھ ہے نہ جسمانی اتصال کی طرح، وہ ہر چیز سے علیحدہ ہے نہ جسمانی دوری کے طور پر، وہ فاعل ہے لیکن حرکات و آلات کا محتاج نہیں وہ اس وقت بھی دیکھنے والا تھا جب مخلوقات میں کوئی چیز دکھائی دینے والی نہ تھی۔

وہ شکل وصورت کے ساتھ اپنے رب کا تصور نہیں کرنے نہ اس پر مخلوقات کی صفتیں طاری کرتے ہیں۔ نہ اسے محل و مکان میں گھرا ہوا سمجھتے ہیں نہ اشباہ ونظائر سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ (خ 1/85, 83,86,87)

اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت کے ساتھ پیدا کیا اور اپنی رحمت سے ہواؤں کو چلایا، تھرتھراتی ہوئی زمین پر

پہاڑوں کی میخیں گاڑیں۔(خ 1/83)

اس کے ظاہر و ہویدا ہونے کی نشانیاں اس کے وجود کا پتہ دیتی ہے گو کہ دیکھنے والے کی آنکھ سے وہ نظر نہیں آتا ہے پھر بھی نہ دیکھنے والی آنکھ اس کا انکار نہیں کر سکتی اور جس نے اس کا اقرار کیا اس کا دل اسکی حقیقت کو نہیں پا سکتا۔ اس نے عقلوں کو اپنی صفتوں کی حد و نہایت پر مطلع نہیں کیا اور ضروری مقدار میں معرفت حاصل کرنے کے لیے ان کے آگے پردے بھی حائل نہیں کیے وہ ذات ایسی ہے کہ جس کے وجود کے نشانات اس طرح اس کی شہادت دیتے ہیں کہ (زبان سے) انکار کرنے والے کا دل بھی اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا اللہ تعالی ان لوگوں کی باتوں سے بہت بلند و برتر ہے جو مخلوقات سے اس کی تشبیہ دیتے ہیں اور اس کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔(ک 49/205)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس کی ایک صفت سے دوسری مقدم نہیں کہ وہ آخر ہونے سے پہلے اول اور باطن ہونے سے پہلے ظاہر رہا ہو، اس کے سوا ہر باعزت ذلیل اور ہر قوی کمزور و عاجز اور ہر مالک مملوک کی منزل میں ہے، کوئی ظاہر اس کے علاوہ باطن نہیں ہو سکتا اور کوئی باطن اس کے سوا ظاہر نہیں ہو سکتا۔

وہ دوسری چیزوں میں سمایا ہوا نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان کے اندر ہے اور نہ ان چیزوں سے دور ہے کہ کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان چیزوں سے الگ ہے ایجاد خلق اور تدبیر عالم نے اسے خستہ و درماندہ نہیں کیا اور نہ (حسب منشاء) چیزوں کے پیدا کرنے سے عجز اسے دامن گیر ہوا ہے اور نہ اسے اپنے فیصلوں اور اندازوں میں شبہ لاحق ہوا ہے بلکہ اس کے فیصلے مضبوط علم محکم اور احکام قطعی ہیں۔(خ 63/220,221)

اس کی کسی صفت سے وہم وگمان باخبر نہیں ہو سکتے نہ اس کی کسی کیفیت پر دلوں کا عقیدہ جم سکتا ہے نہ اس کے اجزا ہیں کہ اسکا تجزیہ کیا جا سکے نہ قلب و چشم اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔(خ 83/254)

جو نظر آئے بغیر جانا پہچانا ہوا ہے اور سوچ و بچار میں پڑے بغیر پیدا کرنے والا ہے وہ اس وقت بھی دائم و برقرار تھا جب کہ نہ برجوں والا آسمان تھا، نہ بلند دروازوں والے حجاب تھے، نہ اندھیری راتیں، نہ ٹھہرا ہوا سمندر، نہ لمبے چوڑے راستوں والے پہاڑ، نہ آڑی ترچھی پہاڑیاں، اور نہ یہ فرشوں والی زمین، نہ کس بل رکھنے والی مخلوق تھی۔ وہی مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے اور اس کا وارث ہے اور کائنات کا معبود اور اس کا رازق ہے، سورج اور چاند اس کی منشاء کے مطابق (ایک ڈھیر پر) بڑھے جانے کی سرتوڑ کوشش میں لگے ہوئے ہیں جو ہر نئی چیز کو فرسودہ اور دور کی چیزوں کو قریب کر دیتے ہیں۔(خ 88/266)

وہ آنکھ کی پتلیوں کو (دور ہی سے) روک دینے والا ہے کہ وہ اسے پا سکیں یا اس کی حقیقت معلوم کر سکیں اس پر زمانہ

کے مختلف دور نہیں گزرتے کہ اس کے حالات میں تغیر و تبدل پیدا ہو، وہ کسی جگہ میں نہیں ہے کہ اس کے لیے نقل و حرکت صحیح ہو سکے۔ ایسا قادر ہے کہ جب اس کی قدرت کی انتہا معلوم کرنے کے لیے وہم اپنے تیر چلا رہا ہو اور فکر ہر طرح کے وسوسوں کے ادھیڑ بن سے آزاد ہو کر اس کی قلمرو مملکت کے گہرے بھیدوں پر آگاہ ہونے کے درپے ہو اور دل اس کی صفتوں کی کیفیت سمجھنے کے لیے والہانہ طور پر دوڑ پڑے ہوں اور ذات الٰہی کو جاننے کے لیے عقلوں کی جستجو اور تلاش کی راہ میں حد بیان سے زیادہ دور تک چلی گئی ہوں تو اللہ اس وقت جب وہ غیب کی تیرگیوں کے گڑھوں کو عبور کر رہی ہوتی ہیں۔ ان سب کو (ناموں کے ساتھ) پلٹا دیتا ہے چنانچہ جب اس طرح منہ کی کھا کر پلٹتی ہیں تو انہیں یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ایسی بے راہ رویوں سے اس کی معرفت کا کھوج نہیں لگایا جا سکتا اور نہ فکر پیماؤں کے دلوں میں اسکی عزت کے تمکنت وجلال کا ذرا سا شائبہ آسکتا ہے اور وہ اللہ ہے کہ عقلوں کی حدوں میں گھر نہیں سکتا کہ ان کی سوچ و بچار کی زد پر آ کر کیفیات کو قبول کر لے اور نہ ان کے غور و فکر کی جولانیوں میں تیری کمائی ہے کہ تو محدود ہو کر ان کے فکری تصرفات کا پابند بن جائے۔ (خ 89/268)

بابرکت ہے وہ ذات جس کی ذات تک بلند پرواز ہمتوں کی رسائی نہیں اور نہ عقل وفہم کی قوتیں اسے پاسکتی ہیں وہ ایسا اول ہے کہ جس کے لیے نہ کوئی نقطۂ ابتداء ہے کہ وہ محدود ہو جائے اونہ کوئی اس کا آخر ہے کہ (وہاں پہنچ کر ختم ہو جائے)۔ (خ 92/296)

اے اللہ! آنکھوں نے تجھے دیکھا نہیں کہ تیری خبر دے سکیں بلکہ تو تو اس وصف کرنے والے سے پہلے موجود تھا۔

تو ابدی ہے جس کی کوئی حد نہیں اور تو ہی سب کی منتہا منزل ہے کہ جس سے کوئی گریز کی راہ نہیں اور تو وہ وعدہ گاہ ہے کہ تجھ سے چھٹکارا پانے کی کوئی جگہ نہیں مگر تیری ہی ذات۔

سبحان اللہ تیری شان کتنی عظیم ہے! سبحان اللہ یہ تیری کائنات جو ہم دیکھ رہے ہیں کتنی عظیم الشان ہے۔

جب (ملک الموت) کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو کبھی تم اس کی آہٹ محسوس کرتے ہو؟ یا جب کسی کی روح قبض کرتا ہے، تو کیا تم اسے دیکھتے ہو (حیرت ہے) کہ وہ کس طرح ماں کے پیٹ میں بچے کی روح کو قبض کر لیتا ہے؟ کیا وہ ماں کے جسم کے کسی حصہ سے وہاں تک پہنچا ہے یا اللہ کے حکم سے روح اس کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی بڑھتی ہے یا وہ بچہ کے ساتھ شکم مادر میں ٹھہرا ہوا ہے جو اس جیسی مخلوق کے بارے میں بھی کچھ نہ بتا سکے وہ اپنے اللہ کے متعلق کیا بتا سکتا ہے۔ (خ 107/322,334)

وہ پیدا کرنے والا ہے لیکن نہ اس معنی سے کہ اسے حرکت کرنا اور تعب اٹھانا پڑے۔

وہ ظاہر بظاہر ہے مگر آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا، وہ پوشیدہ ہے نہ لطافت جسمانی کی بنا پر، وہ ان چیزوں سے اس

طرح سے علیحدہ ہے کہ وہ ان پر چھایا ہوا ہے اور ان پر اقتدار رکھتا ہے اور تمام چیزیں اس لیے اس سے جدا ہیں کہ وہ اس کے سامنے جھکی ہوئی اور اس کی طرف پلٹنے والی ہیں۔

اور جس نے یہ کہا کہ وہ کیسا ہے وہ اس کے لیے (الگ سے) صفتیں ڈھونڈھنے لگا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے اسے کسی جگہ میں محدود سمجھ لیا۔

وہ اس وقت بھی عالم تھا جب کہ معلوم کا وجود نہ تھا اور اس وقت بھی رب تھا، جب کہ پرورش پانے والے نہ تھے اور اس وقت بھی قادر تھا جب یہ زیر قدرت آنے والی مخلوق نہ تھی۔ (خ150/409)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس کی معرفت کی حقیقت ظاہر کرنے سے اوصاف عاجز ہیں اور اس کی عظمت و بلندی نے عقلوں کو روک دیا ہے جس سے وہ اس کی سرحد فرمانروائی تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں پاتیں۔

وہ اللہ اقتدار کا مالک ہے اور سراپائے حق اور حق کا ظاہر کرنے والا ہے اور وہ ان چیزوں سے بھی زیادہ اپنے مقام پر ثابت و آشکار ہے کہ جنہیں آنکھیں دیکھتی ہیں عقلیں اسکی حد بندی کر کے اس تک نہیں پہنچ سکتیں کہ وہ دوسروں سے مشابہ ہو جائے اور نہ ہم اسکا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کسی چیز کے مانند ہو جائے۔ (خ153/417)

اور نہ نگاہیں تجھے دیکھ سکتی ہیں اور تو نے نظروں کو پالیا ہے۔ (خ158/429)

اس نے تمام چیزوں کو ان کے پیدا کرنے کے وقت ہی سے جداگانہ صورتوں اور شکلوں میں محدود کر دیا تاکہ اپنی ذات کو ان کی مشابہت سے الگ رکھے۔ تصورات اسے حدود و حرکات اور اعضاء و حواس کے ساتھ متعین نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب سے ہے؟ وہ ظاہر ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس سے (ظاہر ہوا)، وہ باطن ہے مگر نہیں کہا جائے گا کہ (کس میں)، وہ نہ دور سے نظر آنے والا کوئی ڈھانچہ ہے کہ مٹ جائے اور نہ کسی حجاب میں ہے کہ حد محدود ہو جائے وہ چیزوں سے اس طرح قریب نہیں کہ ساتھ چمٹ جائے اور نہ وہ جسمانی طور پر ان سے الگ ہو کر دور ہوا ہے۔

وہ ہر مدت و انتہاء اور ہر گنتی اور شمار سے پہلے ہے، اسے محدود سمجھ لینے والے جن اندازوں اور اطراف و جوانب کی حدوں اور مکانوں میں بسنے اور جگہوں میں ٹھہرنے کو اس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں وہ ان نسبتوں سے بہت بلند ہے، حدیں تو اس کی مخلوق کے لیے قائم کی گئی ہیں اور دوسروں ہی کی طرف ان کی نسبت دی جایا کرتی ہے۔

بھلا جو شخص ایک صورت و اعضاء والی کے پہچاننے سے بھی عاجز ہو وہ اس کے پیدا کرنے والے کی صفات کہنے سے عاجز و درماندہ نہ ہوگا۔ اور کیوں کر مخلوقات کی سی حد بندیوں کے ساتھ اسے پالینے سے دور نہ ہوگا۔ (خ161/439)

(غور تو کرو کہ) ایک ایسی مخلوق کی صفتوں تک فکروں کی گہرائیاں کیوں کر پہنچ سکتی ہیں یا عقلوں کی طبع آزمائیاں کس طرح وہاں تک رسائی پا سکتی ہیں یا بیان کرنے والوں کے کلمات کیوں کر اس کے وصفوں کو ترتیب دے سکتے ہیں۔

کہ جس کے چھوٹے سے چھوٹے جز نے واہموں کو سمجھنے سے عاجز اور زبان کو بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہو، تو پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ایک ایسی مخلوق کی حالت بیان کرنے سے بھی عقلوں کو مغلوب کر رکھا ہے کہ جسے آنکھوں کے سامنے نمایاں کر دیا تھا اور ان آنکھوں نے اس کو ایک حد میں گھرا ہوا اور (اجزاء) سے مرکب اور (مختلف رنگوں سے) رنگین صورت میں دیکھ بھی لیا اور جس نے زبانوں کو اس (مخلوق) کے وصفوں کا خلاصہ کرنے سے عاجز اور اس کی صفتوں کے بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہے۔

اور پاک ہے وہ خدا کہ جس نے چیونٹی اور مچھر سے لے کر ان سے بڑی مخلوق مچھلیوں اور ہاتھیوں تک کے پیروں کو مضبوط و مستحکم کیا ہے۔ (خ163/450)

خداوند عالم کو ایک حالت سے دوسری حالت سے سدراہ نہیں ہوتی نہ زمانہ اس میں تبدیلی پیدا کرتا ہے نہ کوئی جگہ اسے گھیرتی ہے اور نہ زبان اس کا وصف کر سکتی ہے۔ (خ176/479)

آنکھیں اسے کھلم کھلا نہیں دیکھتیں بلکہ دل ایمانی حقیقتوں سے اسے پہچانتے ہیں۔ وہ ہر چیز سے قریب ہے لیکن جسمانی اتصال کے طور پر نہیں وہ ہر شے سے دور ہے مگر الگ نہیں۔

اور بغیر آمادگی کے قصد و ارادہ کرنے والا اور بغیر اعضاء (کی مدد) کے بنانے والا ہے، وہ لطیف ہے لیکن پوشیدگی سے اسے متصف نہیں کیا جا سکتا، وہ بزرگ و برتر ہے مگر تند خوئی، بدخلقی کی صفت اس میں نہیں وہ دیکھنے والا ہے مگر حواس سے اسے موصوف نہیں کیا جا سکتا، وہ رحم کرنے والا ہے مگر اس صفت کو نرم دلی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ (خ170/481)

جو عرش و کرسی، زمین و آسمان اور جن و انس سے پہلے موجود تھا نہ انسانی واہموں سے اسے جانا جا سکتا ہے اور نہ عقل و فہم سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسے کوئی سوال کرنے والا (دوسرے سائلوں سے) غافل نہیں بناتا اور نہ بخشش و عطا سے اس کے ہاں کچھ کمی آتی ہے وہ آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا اور نہ کسی جگہ میں اس کی حد بندی ہو سکتی ہے، نہ ساتھیوں کے ساتھ اسے متصف کیا جا سکتا ہے اور نہ (اعضاء و جوارح کی) حرکت سے وہ پیدا کرتا ہے اور نہ حواس سے وہ جانا پہچانا جا سکتا ہے اور نہ کسی جگہ میں اس کی حد بندی ہو سکتی ہے، نہ ساتھیوں کے ساتھ اسے متصف کیا جا سکتا ہے اور نہ انسانوں پر اس کا قیاس ہو سکتا ہے۔

اے اللہ کی توصیف میں رنج وتعب اٹھانے والے! اگر تو (اس سے عہدہ برآ ہونے میں) سچا ہے، تو پہلے جبرائیل و میکائیل اور مقرب فرشتوں کے لاؤلشکر کا وصف بیان کر کہ جو پاکیزگی وطہارت کے حجروں میں اس عالم میں سر جھکائے پڑے ہوئے ہیں کہ ان کی عقلیں ششدر و حیران ہیں کہ وہ اس بہترین خالق کی توصیف کر سکیں۔

صفتوں کے ذریعے وہ چیزیں جانی پہچانی ہیں کہ جو شکل وصورت اور اعضاء و جوارح رکھتی ہوں اور وہ کہ جو اپنی حد انتہاء کو پہنچ کر موت کے ہاتھوں ختم ہو جائیں۔ اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جس نے اپنے نور سے تمام تاریکیوں کو روشن و منور کیا اور ظلمت (عدم) سے ہر نور کو تیرہ و تار بنا دیا ہے۔ (خ 180/487)

جو بن دیکھے جانا پہچانا ہوا اور بے رنج وتعب اٹھائے (ہر چیز کا) پیدا کرنے والا ہے۔

جسے حواس پا نہیں سکتے، نہ جگہیں اسے گھیر سکتی ہیں، نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں۔ وہ مخلوقات کے نیست کے بعد ہست ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

وہ کسی (متعینہ) مدت کے بغیر ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور ستونوں (اعضاء) کے سہارے کے بغیر قائم و برقرار ہے۔ حواس ومشاہدے کے بغیر نظر آنے والی چیزیں اس کی ہستی کی گواہی دیتی ہیں۔ عقلیں اس کی حقیقت کا احاطہ نہیں کر سکتیں بلکہ وہ عقلوں کے وسیلے سے عقلوں کے لیے آشکار ہوا ہے اور عقلوں ہی کے ذریعے سے عقل وفہم میں آنے سے انکاری ہے اور ان کے معاملے میں خود انہی کو حکم ٹھہرایا ہے۔

جس نے اسے قابل اشارہ سمجھا اور اپنے تصور کا پابند بنایا اس نے اس کا رخ نہیں کیا جو اپنی ذات سے پہچانا جائے وہ مخلوق ہوگا اور جو دوسرے کے سہارے پر قائم ہو، وہ علت کا محتاج ہوگا، وہ فاعل ہے بغیر آلات کو حرکت میں لائے وہ ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے والا ہے بغیر فکر کی جولانی کے وہ تونگر وغنی ہے بغیر دوسروں سے استفادہ کیے، نہ زمانہ اس کا ہم نشین اور نہ آلات اس کے معاون و معین ہیں۔ اس کی ہستی زمانہ سے پیشتر، اس کا وجود عدم سے سابق اور اس کی ہمیشگی نقطۂ آغاز سے بھی پہلے سے ہے۔

اور چیزوں کو جو اس نے ایک دوسرے کے ساتھ رکھا ہے اسی سے معلوم ہوا کہ اس کا کوئی ساتھی نہیں۔

انہیں لفظ منذ نے قدیم ہونے سے روک دیا ہے اور لفظ قد نے ہمیشگی سے منع کر دیا اور لفظ لولا نے کمال سے ہٹا دیا ہے انہی اعضاء و جوارح اور حواس و مشاعر کے ذریعہ ان کا موجد عقلوں کے سامنے جلوہ گر ہوا ہے اور ان ہی کے تقاضوں کے سبب سے آنکھوں کے مشاہدہ سے بری ہو گیا ہے حرکت وسکون اس پر طاری نہیں ہو سکتے بھلا جو چیز اس نے مخلوقات پر طاری کی ہو وہ اس پر کیوں کر طاری ہو سکتی ہے اور جو چیز پہلے پہل اس نے پیدا کی ہے، وہ اسکی طرف عائد کیونکر ہو سکتی ہے اور جس

چیز کو اس نے پیدا کیا ہو وہ اس میں کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔

اگر ایسا ہو تو اس کی ذات تغیر پذیر قرار پائے گی اور اس کی ہستی قابل تجزیہ ٹھہرے گی اور اس کی حقیقت ہیشگی و دوام سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اگر اس کے لیے سامنے کی جہت ہوتی تو پیچھے کی سمت بھی ہوتی اور اگر اس میں کمی ہوتی تو وہ اس کی تکمیل کا محتاج ہوتا اور اس صورت میں اس کے اندر مخلوق کی علامتیں آ جاتیں اور جب کہ ساری چیزیں اس کی ہستی کی دلیل تھیں۔ اس صورت میں وہ خود کسی خالق کے وجود کی دلیل بن جاتا حالانکہ وہ امر مسلمہ کی رو سے کہ اس میں مخلوق کی صفتوں کا ہونا ممنوع ہے، اس سے بری ہے کہ اس میں وہ چیز اثر انداز ہو جو ممکنات میں اثر انداز ہوتی ہے وہ ادلتا بدلتا نہیں، نہ زوال پذیر ہوتا ہے، نہ غروب ہونا اس کے لیے روا ہے۔

تصورات اسے پا نہیں سکتے کہ اس کا اندازہ ٹھہرا لیں اور عقلیں اس کا تصور نہیں کر سکتیں کہ اس کی کوئی صورت مقرر کر لیں، حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے کہ اسے محسوس کر لیں اور ہاتھ اس سے مس نہیں ہوتے کہ اسے چھو لیں، وہ کسی حال میں بدلتا نہیں اور نہ مختلف حالتوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے نہ شب و روز اسے کہنہ کرتے ہیں، نہ روشنی و تاریکی اسے متغیر کرتی ہے۔

اسے اجزاء و جوارح صفات میں سے کسی صفت اور ذات کے علاوہ کسی بھی چیز اور حصوں سے متصف نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے لیے کسی حد اور اختتام اور زوال پذیری اور انتہا کو کہا نہیں جا سکتا اور نہ یہ کہ چیزیں اس پر حاوی ہیں کہ خواہ اسے بلند کریں اور خواہ پست، نہ یہ چیزیں اسے اٹھائے ہوئے ہیں کہ چاہے اسے ادھر ادھر موڑیں اور چاہے اسے سیدھا رکھیں، نہ وہ چیزوں کے اندر ہے نہ ان سے باہر۔

وہ ہر چیز کو یاد رکھتا ہے بغیر یاد کرنے کی زحمت کے، وہ ارادہ کرتا ہے بغیر قلب اور ضمیر کے، وہ دوست رکھتا ہے اور اور خوشنود ہوتا ہے بغیر رقت طبع کے، وہ دشمن رکھتا ہے اور غضبناک ہوتا ہے بغیر غم و غصہ کی تکلیف کے۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ عدم کے بعد وجود میں آیا ہے کہ اس پر حادث صفتیں منطبق ہونے لگیں اور اس میں اور مخلوق میں کوئی فرق نہ رہے اور نہ اسے اس پر کوئی فوقیت و برتری رہے، جس کے نتیجے میں خالق و مخلوق ایک سطح پر آ جائیں اور صانع و مصنوع برابر ہو جائیں۔

وہی ان چیزوں کو وجود کے بعد فنا کرنے والا ہے یہاں تک کہ موجود چیزیں ان چیزوں کی طرح ہو جائیں کہ جو کبھی تھیں ہی نہیں۔

بغیر وقت و مکان اور ہنگام و زمان کے ہوگا۔ (خ 181/494,506,507,508,509,510,511)

اور انسانی واہموں کو اپنی صفتوں کی تہ تک پہنچنے سے روک دیا ہے۔ (خ 193/560)

وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات قلب یا نگاہ کے گھیرے میں آجانے سے وابستہ ہو۔(وص31/710)

مجھے تعجب ہے اس پر کہ جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کائنات کو دیکھتا ہے پھر اس کے وجود میں شک کرتا ہے۔(ح126/847)

جواس جیسی مخلوق کے بارے میں بھی کچھ نہ بیان کر سکے وہ اپنے اللہ کے متعلق کیسے بتا سکتا ہے۔(خ110/334)

حضرتؑ سے ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' (قوت وتوانائی نہیں مگر اللہ کے سبب سے) کے معنی دریافت کیے گئے تو فرمایا۔ہم خدا کے ساتھ کسی چیز کے مالک نہیں اس نے جن چیزوں کا ہمیں مالک بنایا ہے بس ہم انہیں پر اختیار رکھتے ہیں تو جب اس نے ہمیں ایسی چیز کا مالک بنایا جس پر وہ ہم سے زیادہ اختیار رکھتا ہے تو ہم پر شرعی ذمہ داریاں عائد کیں اور جب اس چیز کو واپس لے گا تو ہم سے اس ذمہ داری کو بھی برطرف کرے گا۔ (ح404/935)

خداوند عالم کی عظمت وقدرت

وہ اتنا بلند و برتر ہے کہ کوئی چیز اس سے بلندتر نہیں ہو سکتی اور اتنا قریب سے قریب تر ہے کہ کوئی چیز اس سے قریب تر نہیں ہو سکتی اور نہ اس کی بلندی نے اسے مخلوقات سے دور کر دیا ہے اور نہ اس کے قرب نے اسے دوسروں کی سطح پر لا کر ان کے برابر کر دیا ہے۔ (ک 49/205)

اس کے سوا ہر باعزت ذلیل اور ہر قوی کمزور و عاجز او ہر مالک مملوک ہے۔ اس کے سوا ہر قدرت والا کبھی قادر ہوتا ہے اور کبھی عاجز۔

اس نے اپنی مخلوق کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ اپنے اقتدار کی بنیادوں کو مستحکم کرے یا زمانے کے عواقب و نتائج سے اسے کوئی خطرہ تھا۔ (خ 63/220)

جو اپنی طاقت کے اعتبار سے بلند، اپنی بخشش کے لحاظ سے قریب ہے۔ ہر نفع و زیادتی کا عطا کرنیوالا، اور ہر مصیبت و ابتلاء کا دور کرنے والا ہے۔

اور اسی سے ھدایت چاہتا ہوں چونکہ وہ قریب تر اور ھادی ہے اور اسی سے مدد چاہتا ہوں، چونکہ وہ قادر و توانا ہے۔ (خ 81/241)

وہ ہر شے پر چھایا ہوا ہے اور ہر چیز پر اس کا زور چلتا ہے۔

جو اسے دبانا چاہے اس پر قابو پالینے والا اور جو اس سے ٹکر لینا چاہے اسے تباہ و برباد کرنے والا اور جو اس کی مخالفت کرے اسے رسوا و ذلیل کرنیوالا اور جو اس سے دشمنی برتے اس پر غلبہ پانے والا ہے۔ (خ 84/255)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جو فیض و عطا کے روکنے سے مالدار نہیں ہو جاتا اور جود و سخا سے کبھی عاجز و قاصر نہیں ہوتا اس لیے کہ اس کے سوا ہر دینے والے کے یہاں داد و دہش سے کمی واقع ہوتی ہے اور ہاتھ روک لینے پر انہیں برا سمجھا جا سکتا ہے وہ فائدہ بخش نعمتوں اور عطیوں کی فراوانیوں اور روزیوں کی تقسیم سے ممنون احسان بنانے والا ہے، ساری مخلوق اسکا کنبہ ہے، اس نے سب کی روزیاں مقرر کر رکھی ہیں اس نے اپنے خواہشمندوں اور اپنی نعمت کے طلب گاروں کے لیے راہ کھول دی

ہے۔

وہ دست طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اتنا ہی کریم ہے جتنا طلب وسوال کا ہاتھ بڑھنے پر۔

اگر وہ چاندی اور سونے جیسی نفیس دھاتیں کہ جنہیں پہاڑوں کے معدن (لمبی لمبی) سانسیں بھر کر اچھال دیتے ہیں اور بکھرے ہوئے موتی اور مرجان کی کٹی ہوئی شاخیں کہ جنہیں دریاؤں کی سیپیاں کھلکھلا کر ہنستے ہوئے اگل دیتی ہیں، بخش دے تو اس سے اس کے جود وعطا پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ اس کی دولت کا ذخیرہ اس سے ختم ہو سکتا ہے اور اس کے پاس پھر بھی انعام و اکرام کے اتنے ذخیرے موجود رہیں گے جنہیں لوگوں کی مانگ ختم نہیں کر سکتی اس لیے کہ وہ ایسا فیاض ہے جسے سوالوں کا پورا کرنا مفلس نہیں بنا سکتا اور گڑگڑا کر اصرار کرنے والوں کا حد سے بڑھا ہوا اصرار بخل پر آمادہ نہیں کر سکتا۔

اور اپنے عقل کے پیمانہ کے مطابق اللہ کی عظمت کو محدود نہ بناؤ، ورنہ تمہارا شمار ہلاک ہونے والوں میں قرار پائے گا۔

وہ ایسا قادر ہے کہ جب اس کی قدرت کی انتہاء معلوم کرنے کے لیے وہم اپنا تیر چلا رہا ہو اور فکر ہر طرح کے وسوسوں کے ادیڑ بن سے آزاد ہو کر اس کے قلمرو مملکت کے گہرے بھیدوں پر آگاہ ہونے کے درپے ہو اور دل اس کی صفتوں کی کیفیت سمجھنے کے لیے والہانہ طور پر دوڑ پڑے ہوں اور ذات الٰہی کو جاننے کے لیے عقلوں کی جستجو وتلاش کی راہیں حد بیان سے زیادہ دور تک چلی گئی ہوں، تو اللہ اس وقت جب وہ غیب کی تیرگیوں کے گڑھوں کو عبور کر رہی ہوتی ہیں ان سب کو ناموں کے ساتھ پلٹا دیتا ہے۔ چنانچہ جب اس طرح منہ کی کھا کر پلٹتی ہیں تو انہیں یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ایسی بے راہ رویوں سے اس کی معرفت کا کھوج نہیں لگایا جا سکتا۔

اس نے اپنی قدرت کی بادشاہت اور ان عجیب چیزوں کے واسطہ سے کہ جن میں اسکی حکمت ودانائی کے آثار (منہ سے) بول رہے تھے اور مخلوق کے اس اعتراف سے کہ وہ اپنے رکنے، تھمنے میں اس کے سہارے کی محتاج ہے، ہمیں وہ چیزیں دکھائی ہیں کہ جنہوں نے قہرا دلیل قائم ہو جانے کے دباؤ سے اس کی معرفت کی طرف ہماری راہنمائی کی ہے اور اس کی پیدا کردہ عجیب وغریب چیزوں میں اس کی صنعت کے نقش ونگار اور حکمت کے آثار نمایاں وواضح ہیں چنانچہ ہر مخلوق اس کی ایک حجت اور ایک زبان بن گئی ہے چاہے وہ خاموش مخلوق ہو۔ مگر اللہ کی تدبیر اور کارسازی کی ایک بولتی ہوئی دلیل ہے اور ہستی صانع کی طرف اس کی رہنمائی ثابت وبرقرار رہے۔

اس نے جو چیزیں پیدا کیں ان کا ایک اندازہ رکھا مضبوط ومستحکم اور ان کا انتظام کیا عمدہ وپاکیزہ اور انہیں ان کی سمت پر اس طرح لگایا کہ نہ وہ اپنی آخری منزل کی حدوں سے آگے بڑھیں اور نہ منزل منتھٰی تک پہنچنے میں کوتاہی کی۔ جب انہیں اللہ کے ارادے پر چل پڑنے کا حکم دیا گیا، تو انہوں نے سرتابی نہیں کی اور وہ ایسا کر ہی کیوں کر سکتی تھیں، جب کہ تمام امور اسی کی

مشیت وارادہ سے صادر ہوئے ہیں وہ گونا گوں چیزوں کا موجد ہے بغیر کسی سوچ و بچار کی طرف رجوع کیے اور بغیر طبیعت کی کسی جولانی کے کہ جسے دل میں چھپائے ہو اور بغیر کسی تجربہ کے کہ جو زمانہ کے حوادث سے حاصل کیا ہو، نہ کسی دیر کرنے والے کی ست رفتاری دامن گیر ہوئی اور نہ کسی حیل و حجت کرنے والے کی سی سستی اور ڈھیل حائل ہوئی، اس نے ان چیزوں کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیا اور ان کی حدیں متعین کر دیں اور اپنی قدرت سے ان متضاد چیزوں میں ہم رنگی وہم آہنگی پیدا کی اور نفسوں کے رشتے (بدنوں سے) جوڑ دیئے اور انہیں مختلف جنسوں پر بانٹ دیا، جو اپنی حدوں، اندازوں، طبیعتوں اور صورتوں میں جدا جدا ہیں۔ یہ نو ایجاد مخلوق ہے کہ جس کی ساخت اس نے مضبوط کی ہے اور اپنے ارادے کے مطابق اسے بنایا اور ایجاد کیا۔

اور نہ حیرانی وسراسیمگی سینے کی تہوں میں جمی ہوئی عظمت خداوندی وہیبت جلال الٰہی کو چھین سکی ہے نہ کبھی وسوسوں نے ان پر دندان آز تیز کیا ہے، کہ ان کی فکروں کو زنگ وتکدر سے آلودہ کریں۔ (خ 89/267)

وہ ظاہر ہے اور کوئی شے اس سے بالاتر نہیں اور باطن ہے، اور کوئی چیز اس سے قریب تر نہیں۔ (خ 94/298)

ہر چیز اس کے سامنے عاجز و سرنگوں اور ہر شے اس کے سہارے وابستہ ہے وہ ہر فقیر کا سرمایہ ہر ذلیل کی آبرو، ہر کمزور کی توانائی اور ہر مظلوم کی پناہ گاہ ہے۔

تو نے (تنہائی کی) وحشتوں سے اکتا کر مخلوق کو پیدا نہیں کیا اور نہ اپنے کسی فائدے کے پیش نظر ان سے اعمال کرائے، جسے تو گرفت میں لانا چاہے وہ تجھ سے آگے بڑھ کر جا نہیں سکتا، اور جسے تو نے گرفت میں لے لیا پھر وہ نکل نہیں سکتا، جو تیری اطاعت کرتا ہے، وہ ملک (کی وسعتوں کو) بڑھا نہیں دیتا اور جو تیری قضا وقدر پر بگڑ اٹھے وہ تیرے امر کو رد نہیں کر سکتا اور جو تیرے حکم سے منہ موڑ لے، وہ تجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

ہر راہ چلنے والا تیرے قبضہ میں ہے اور ہر ذی روح کی بازگشت تیری طرف ہے۔ سبحان اللہ! یہ تیری کائنات جو ہم دیکھ رہے ہیں کتنی عظیم الشان ہے اور تیری قدرت کے سامنے ان کی عظمت کتنی کم ہے اور یہ تیری پادشاہت جو ہماری نظروں کے سامنے ہے، کتنی پرشکوہ ہے لیکن تیری اس سلطنت کے مقابلے میں جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے کتنی حقیر ہے، اس دنیا میں تیری یہ نعمتیں کتنی کامل وہمہ گیر ہیں مگر آخرت کی نعمتوں کے سامنے وہ کتنی مختصر ہیں۔

میں خالق ومعبود جانتے ہوئے تیری تسبیح کرتا ہوں۔

یہاں تک کہ نوشتہ (تقدیر) اپنی میعاد کو اور حکم الٰہی اپنی مقررہ حد کو پہنچ جائے گا اور پچھلوں کو اگلوں کیساتھ ملا دیا جائے

گا اور فرمان قضا پھر سرے سے پیدا کرنے کا ارادہ لے کر آیگا تو وہ آسمانوں کو جنبش میں لائے گا۔ اور انہیں پھاڑ دے گا اور زمین کو ہلا ڈالے گا اور اس کی بنیادیں کھوکھلی کر دے گا اور پہاڑوں کو جڑ، بنیاد سے اکھاڑ دے گا اور وہ اس کے جلال کی ہیبت اور قہر وغلبہ کی دہشت سے آپس میں ٹکرانے لگیں گے۔ (خ107/321)

دنیا وآخرت اپنی باگ ڈور اللہ کو سونپے ہوئے اس کے زیر فرمان ہے اور آسمان وزمین نے اپنی کنجیاں اس کے آگے ڈال دی ہیں اور تروتازہ وشاداب درخت صبح وشام اس کے آگے سربسجود ہیں اور اپنی شاخوں سے چمکتی ہوئی آگ (کے شعلے) بھڑکاتے ہیں اور اس کے حکم سے (پھل پھول کر) پکے ہوئے میوؤں (کی ڈالیاں) پیش کرتے ہیں۔ (خ131/378)

اللہ ان کے سامنے بغیر اس کے کہ اسے دیکھا ہو قدرت کی (ان نشانیوں) کی وجہ سے جلوہ طراز ہے کہ جو اس نے اپنی کتب میں دکھائی ہیں اور اپنی سطوت وشوکت کی (قہرمانیوں سے) نمایاں ہے کہ جن سے ڈرایا ہے اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جنہیں اسے مٹانا تھا۔ انہیں کس طرح اس نے اپنی عقوبتوں سے مٹا دیا اور جنہیں تہس نہس کرنا تھا انہیں کیونکر اپنے عذابوں سے تہس نہس کر دیا۔ (خ145/399)

اور اس وقت بھی قادر تھا جب کہ یہ زیر قدرت آنے والی مخلوق نہ تھی۔

اور جو اس کے ارشادات کو رہنما بنائے وہ سیدھے راستے پر ہولیتا ہے اس لیے اللہ کی ہمسائیگی میں رہنے والا امن وسلامتی میں ہے اور اس کا دشمن خوف وہراس میں، جو اللہ کی عظمت وجلالت کو پہچان لے اسے کسی طرح زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی عظمت کی نمائش کرے چونکہ وہ اس کی عظمت کو پہچان چکے ہیں، ان کی رفعت وبلندی اسی میں ہے کہ اس کے آگے جھک جائیں اور جو اس کی قدرت کو جان چکے ہیں ان کی سلامتی اسی میں ہے کہ اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ (خ150/409,400)

ہم تیری عظمت وبزرگی کی حقیقت کو نہیں جانتے مگر اتنا کہ تو زندہ وکارساز (عالم) ہے، نہ تجھے غنودگی ہوتی ہے اور نہ نیند آتی ہے نہ تار نظر تجھ تک پہنچ سکتا ہے اور نہ نگاہیں تجھے دیکھ سکتی ہیں، تو نے نظروں کو پالیا ہے۔ یہ تیری مخلوق کیا ہے؟ جس کو ہم دیکھتے ہیں اور اس میں تیری قدرت کی کارسازیوں پر تعجب کرتے ہیں اور تیری عظیم فرمانروائی (کی کارفرمائیوں) پر اس کی توصیف کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ (مخلوقات) جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں اور جس تک پہنچنے سے ہماری نظریں عاجز اور عقلیں درماندہ ہیں اور ہمارے اور جن کے درمیان غیب کے پردے حائل ہیں، اس سے کہیں زیادہ باعظمت ہے جو شخص (وسوسوں سے) اپنے دل کو خالی کر کے اور غور وفکر کی قوتوں سے کام لے کر یہ جاننا چاہے کہ تو نے کیونکر عرش کو قائم کیا ہے اور کس طرح مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور کیونکر آسمانوں کو فضا میں لٹکایا ہے اور کس طرح پانی کے تھپیڑوں پر زمین کو بچھایا ہے، تو

اس کی آنکھیں تھک کر، عقل مغلوب ہو کر اور کان حیران و سراسیمہ اور فکر گم گشتہ راہ ہو کر پلٹ آئے گی۔ (خ158/429)

وہ بزرگ و برتر ہے مگر تند خوئی اور بد خلقی کی صفت اس میں نہیں۔

اس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا اور اپنی عزت وجلالت کے پیش نظر فرمانرواؤں سے اطاعت و بندگی لی اور اپنے جود و عطا کی بدولت باعظمت لوگوں پر سرداری کی۔ اس نے ہر شے کا اندازہ اور ہر اندازے کی ایک مدت اور ہر مدت کے لیے ایک نوشتہ قرار دیا ہے۔ (ک177/481)

وہ اس معنی سے بڑا نہیں کہ اس کے حدود واطراف پھیلے ہوئے ہیں کہ جو اسے مجسم صورت میں بڑا کر کے دکھاتے ہیں اور نہ اس اعتبار سے عظیم ہے کہ وہ جسامت میں انتہائی حدوں تک پھیلا ہوا ہے بلکہ وہ شان ومنزلت کے اعتبار سے بڑا ہے اور دبدبہ واقتدار کے لحاظ سے عظیم ہے اگر لوگ اس کی عظیم الشان قدرتوں اور بلند پایہ نعمتوں میں غور و فکر کریں تو سیدھی راہ کی طرف پلٹ آئیں اور دوزخ کے عذاب سے خوف کھانے لگیں لیکن دل بیمار اور بصیرتیں کھوئی ہیں۔

پاک ہے وہ ذات کہ جس کے سامنے آسمان وزمین میں جو کوئی بھی ہے خوشی یا مجبوری سے بہرصورت سجدہ میں گرا ہوا ہے اور اس کے لیے رخسار اور چہرے کو خاک پر مل رہا ہے اور عجز وانکسار سے اس کے آگے سرنگوں ہے اور خوف و دہشت سے اپنی باگ ڈور اسے سونپے ہوئے ہے، پرندے اس کے حکم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ (خ183/500)

اس نے نور کی روشنی کو اندھیرے کی، خشکی کو تری کی اور گرمی کو سردی کی ضد قرار دیا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی دشمن چیزوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے والا، متضاد چیزوں کو باہم قریب لانے والا اور باہم پیوستہ چیزوں کو الگ الگ کرنے والا ہے، وہ کسی حد میں محدود نہیں اور نہ گننے سے شمار میں آتا ہے جسمانی قوی تو جسمانی ہی چیزوں کو گھیرا کرتے ہیں اور اپنے ہی ایسوں کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں۔

اور خلائق کو بنانے میں اس نے مخلوقات میں سے کسی ایک سے بھی مدد نہیں چاہی۔

وہ اپنی عظمت وشاہی کے ساتھ زمین پر غالب، علم و دانائی کی بدولت اس کے اندرونی رازوں سے واقف اور اپنے جلال وعزت کے سبب سے اس کی ہر چیز پر چھایا ہوا ہے وہ جس چیز کا اس سے خواہاں ہوتا ہے وہ اس کی دسترس سے باہر نہیں ہو سکتی اور نہ اس سے روگردانی کر کے اس پر غالب آ سکتی ہے اور نہ کوئی تیز رو اس کے قبضہ سے نکل سکتا ہے کہ اس سے بڑھ جائے اور نہ وہ کسی مالدار کا محتاج ہے کہ وہ اسے روزی دے، تمام چیزیں اس کے سامنے عاجز اور اس کی بزرگی وعظمت کے آگے ذلیل وخوار ہیں، اس کی سلطنت (کی وسعتوں) سے نکل کر کسی اور طرف بھاگ جانے کی ہمت نہیں رکھتیں کہ اس کے جود و عطا سے (بے نیاز) اور اس کی گرفت سے اپنے کو محفوظ سمجھیں، نہ اس کا کوئی ہمسر ہے جو اس کے برابر اتر سکے، نہ اس کا

کوئی مثل ونظیر ہے جواس سے برابری کر سکے۔ وہی ان چیزوں کو وجود کے بعد فنا کرنیوالا ہے یہاں تک کہ موجود چیزیں ان چیزوں کی طرح ہو جائیں جو کبھی تھیں ہی نہیں۔

اور یہ دنیا کو پیدا کرنے کے بعد نیست و نابود کرنا اس کے شروع شروع میں وجود میں لانے سے زیادہ تعجب خیز و (دشوار) نہیں اور کیوں کر ایسا ہو سکتا ہے جب کہ تمام حیوان وہ پرندے ہوں یا چوپائے رات کو گھروں کی طرف پلٹ کر آنے والے ہوں یا چراگاہوں میں چرنے والے جس نوع کے بھی ہوں اور جس قسم کے ہوں وہ اور تمام آدمی کودن وغبی صنف سے ہوں یا زیرک وہوشیار سب مل کر اگر ایک مچھر کو پیدا کرنا چاہیں تو وہ اس کے پیدا کرنے پر قادر نہ ہوں گے اور نہ یہ جان سکیں گے کہ اس کے پیدا کرنے کی کیا صورت اور اس جاننے کے سلسلے میں ان کی عقلیں حیران وسرگردان اور قوتیں عاجز و درماندہ ہو جائیں گی اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ شکست خوردہ ہیں اور یہ اقرار کرتے ہوئے کہ وہ اس کی ایجاد سے درماندہ ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ وہ اس کے فنا کرنے سے بھی عاجز ہیں خستہ ونامراد ہو کر پلٹ آئیں گے۔

پھر وہ ان چیزوں کو بنانے کے بعد فنا کر دے گا اس لیے نہیں کہ ان میں ردوبدل کرنے اور ان کی دیکھ بھال رکھنے سے اسے تنگئی دل لاحق ہوئی ہو اور نہ اس آسودگی وراحت کے خیال سے کہ جو (انہیں مٹا کر) اسے حاصل ہونے کی توقع ہو اور نہ اس وجہ سے کہ ان میں سے کسی چیز کا اس پر بوجھ ہو، اسے ان چیزوں کی طول وطویل بقاء آزردہ وتنگ دل نہیں بناتی کہ یہ انہیں جلدی سے فنا کر دینے کی اسے دعوت دے، بلکہ اللہ سبحانہ نے اپنے لطف وکرم سے ان کا بندوبست کیا ہے اور اپنے فرمان سے ان کی روک تھام کر رکھی ہے اور اپنی قدرت سے ان کو مضبوط بنایا ہے پھر وہ ان چیزوں کو فنا کے بعد پلٹائے گا نہ اس لیے کہ ان میں سے کسی چیز کی اسے احتیاج ہے نہ ان کی مدد کا خواہاں ہے اور نہ تنہائی کی الجھن سے منتقل ہو کر دل بستگی کی حالت پیدا کرنے کے لیے اور جہالت وبے بصیرتی کی حالت سے واقفیت وتجربات کی دنیا میں آنے کے لیے اور فقر واحتیاج سے دولت وفراوانی اور ذلت وپستی سے عزت وتوانائی کی طرف منتقل ہونے کے لیے ان کو دوبارہ پیدا کرتا ہے۔ (خ184/506)

وہ بڑے لاؤلشکر اور بڑی شان والا ہے۔ (خ188/520)

حمد وصلوۃ کے بعد اللہ سبحانہ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو ان کی اطاعت سے بے نیاز اور ان کے گناہوں سے بے خطر ہو کر کارگاہ ہستی میں انہیں جگہ دی کیونکہ اسے نہ کسی معصیت کار کی معصیت سے نقصان اور نہ کسی فرمانبردار کی اطاعت سے فائدہ پہنچتا ہے اس نے زندگی کا سروسامان ان میں بانٹ دیا ہے اور دنیا میں ہر ایک کو اس کے مناسب حال محل ومقام پر رکھا ہے۔

خالق کی عظمت ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے اس لیے کہ اس کے ماسوا ہر چیز ان کی نظروں میں ذلیل و خوار ہے۔(خ191/553)

جس نے اپنی فرمانروائی وجلال کبریائی کے آثار کو نمایاں کر کے اپنی قدرت کی عجیب وغریب نقش آرائیوں سے آنکھ کی پتلیوں کومحو حیرت کر دیا ہے۔(خ193/560)

جس شخص کے دل میں جلال الٰہی کی عظمت اور قلب میں منزلت خداوندی کی رفعت کا احساس ہوا سے سزاوار ہے کہ اس جلالت وعظمت کے پیش نظر اللہ کے ماسوا ہر چیز کو حقیر جانے اور ایسے لوگوں میں وہ شخص اور بھی اسکا زیادہ اہل ہے کہ جسے اس نے بڑی نعمتیں دی ہوں اور اچھے احسانات کیے ہوں اس لیے کہ جتنی اللہ کی نعمتیں کسی پر بڑی ہوں گی اتنا ہی اس پر اللہ کا حق زیادہ ہو گا۔(خ214/606)

اگر ہو سکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو کیونکہ تم اپنا حصہ اور اپنی قسمت کا پا کر رہو گے، وہ تھوڑا جو اللہ سے بے منتِ خلق ملے اس بہت سے کہیں بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے ملے اگر چہ حقیقتاً جو ملتا ہے اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے۔(وص31/715)

اللہ سبحانہ نے اپنے احسانات کے بدلہ میں ہم سے اور تم سے یہ چاہا ہے کہ ہم مقدور بھر اسکا لشکر اور طاقت بھر اس کی نصرت کریں اور ہماری قوت وطاقت بھی تو خدا ہی کی طرف سے ہے۔(ر51/752)

اور کبھی حکومت کیوجہ سے تم میں تمکنت یا غرور پیدا ہو تو اپنے سے بالاتر اللہ کے ملک کی عظمت کو دیکھو اور خیال کرو کہ وہ تم پر وہ قدرت رکھتا ہے کہ جو خود تم اپنے آپ پر نہیں رکھتے، یہ چیز تمہاری رعونت وسرکشی کو دبا دے گی اور تمہاری طغیانی کو روک دے گی اور تمہاری کھوئی ہوئی عقل کو پلٹا دے گی۔

خبردار! کبھی اللہ کے ساتھ اس کی عظمت میں نہ ٹکراؤ اور اس کی شان وجبروت سے ملنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ اللہ ہر جبار و سرکش کو نیچا دکھاتا ہے اور ہر مغرور کے سر کو جھکا دیتا ہے۔(ر53/755)

دیکھو! اللہ کی عظمت کے پیش نظر حق بات کے علاوہ اس کے نام کی قسم نہ کھاؤ۔(ر69/799)

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی ظالم سے قسم لینا ہو تو اس سے اس طرح حلف اٹھواؤ کہ وہ اللہ کی قوت وتوانائی سے بری ہے۔ کیونکہ جب وہ اس طرح جھوٹی قسم کھائے گا تو جلد اس کی سزا پائے گا اور جب یوں قسم کھائے کہ قسم اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو جلد اس کی گرفت نہ ہو گی کیونکہ اس نے اللہ کو وحدت ویکتائی کیساتھ یاد کیا ہے۔(ح253/886)

اللہ کی عظمت کا احساس تمہاری نظروں میں کائنات کو حقیر وپست کر دے۔(ح129/848)

وہ اس وقت بھی دیکھنے والا تھا جب کہ مخلوقات میں کوئی چیز دیکھنے والی نہ تھی۔ (ک 1/84)

اور اس کے ماسوا ہر دیکھنے والا مخفی رنگوں اور لطیف جسموں کے دیکھنے سے نابینا ہوتا ہے۔ (خ 63/220)

اور یقین رکھو کہ تم اللہ کے روبرو، اور رسولؐ کے چچازاد بھائی کے ساتھ ہو۔ (ک 64/221)

اور دیکھنے والا ہے لیکن نہ اس طرح کہ آنکھیں پھیلائے ہو، وہ حاضر ہے لیکن نہ اسطرح کہ چھوا جا سکے۔ (خ 150/409)

وہ اللہ (سراپا) حق اور حق کا ظاہر کرنے والا ہے وہ ان چیزوں سے بھی زیادہ (اپنے مقام پر) ثابت و آشکار ہے کہ جنہیں آنکھیں دیکھتی ہیں۔ (خ 153/417)

اور نہ نگاہیں تجھے دیکھ سکتی ہیں تو نے نظروں کو پالیا ہے، ان مخلوقات تک پہنچنے سے ہماری نظریں عاجز ہیں۔ (خ 158/429)

آنکھیں اسے کھلم کھلا نہیں دیکھتیں، بلکہ دل ایمانی حقیقتوں سے اسے پہچانتے ہیں۔

وہ دیکھنے والا ہے لیکن حواس سے موصوف نہیں کیا جا سکتا۔ (خ 177/481)

وہ آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا اور نہ حواس سے وہ پہچانا جا سکتا ہے۔ (خ 180/487)

اس بات سے ڈرتے رہو کہ اللہ تمہیں اپنی معصیت کے وقت موجود اور اپنی اطاعت کے وقت غیر حاضر پائے تو تمہارا شمار گھاٹا اٹھانے والوں میں ہوگا جب قوی و توانا ثابت ہونا ہو تو اللہ کی اطاعت پر اپنی قوت دکھاؤ اور کمزور بننا ہو، تو اس کی معصیت سے کمزوری دکھاؤ۔ (ح 383/931)

اے لوگو! چاہیے کہ اللہ تم کو نعمت و آسائش کے موقع پر بھی اسی طرح خائف و ترساں دیکھے جس طرح تمہیں عذاب سے ہراساں دیکھتا ہے۔ بیشک جسے فراخ دستی حاصل ہو اور وہ اسے کم کم عذاب کی طرف بڑھنے کا سبب نہ سمجھے تو اس نے خوفناک چیز سے اپنے کو مطمئن سمجھ لیا اور جو تنگدست ہو اور وہ اسے آزمائش نہ سمجھے تو اس نے اس کے ثواب کو ضائع کر دیا کہ جس کی امید و آرزو کی جاتی ہے۔ (ح 358/922)

حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے کہ اسے محسوس کر لیں۔ (خ 184/508)

اور اس کے علاوہ ہر سننے والا خفیف آوازوں کے سننے سے قاصر ہوتا ہے اور بڑی آوازیں اپنی گونج سے اسے بہرا کر دیتی ہیں اور دور کی آوازیں اس تک پہنچتی نہیں۔ (خ63/220)

جو کہے اس کی بات بھی وہ سنتا ہے اور جو چپ رہے اس کے بھید سے بھی وہ آگاہ ہے۔ (خ107/321)

وہ سننے والا ہے لیکن نہ کسی عضو کے ذریعہ سے۔ (خ150/409)

وہ سنتا ہے بغیر کانوں کے سوراخوں اور آلات سماعت کے۔ (خ189/508)

اے لوگو! اس اللہ سے ڈرو کہ اگر تم کچھ کہو تو وہ سنتا ہے۔ (ح203/871)

اللہ ہر چیز کا سننے والا اور ہر شے کی خبر رکھنے والا ہے۔ (خ139/390)

اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے جب بھی اسے پکارو وہ تمہاری سنتا ہے۔ (وص31/712)

کیونکہ اللہ مظلوموں کی پکار سنتا ہے۔ (ر53/756)

وہی خدا (اب بھی) زندہ و غیر فانی ہے۔ (خ132/380)

ایسی حمد کہ جس کی گنتی نہ کہیں پر ٹوٹے اور نہ اسکا سلسلہ ختم ہو، ہم تیری عظمت و بزرگی کی حقیقت کو نہیں جانتے مگر اتنا کہ تو زندہ و کارساز (عالم) ہے نہ تجھے غنودگی ہوتی ہے اور نہ نیند آتی ہے۔ (خ158/429)

اور نہ حواس سے وہ جانا پہچانا جاسکتا ہے اور نہ انسانوں پر اس کا قیاس ہوسکتا ہے وہ خدا کہ جس نے بغیر اعضاء و جورح اور بغیر گویائی اور بغیر حلق کے کوؤں کو ہلائے موسیٰ سے باتیں کیں اور انہیں اپنی عظیم نشانیاں دکھلائیں۔ (خ 180/487)

وہ غور وفکر کے بغیر کلام کرنے والا ہے۔ (ک 177/481)

وہ خبر دیتا ہے بغیر زبان اور تالو جبڑے کی حرکت کے، وہ سنتا ہے بغیر کانوں کے سوراخوں اور آلات سماعت کے، وہ بات کرتا ہے بغیر تلفظ کے وہ ہر چیز کو یاد رکھتا ہے بغیر یاد کرنے کی زحمت کے، وہ ارادہ کرتا ہے بغیر قلب اور ضمیر کے، جسے پیدا کرنا چاہتا ہے اسے 'ہوجا' کہتا ہے، جس سے وہ ہو جاتی ہے بغیر کسی ایسی آواز کے جو کان (کے پردوں) سے ٹکرائے اور بغیر ایسی صدا کے جو سنی جاسکے بلکہ اللہ سبحانہ کا کلام بس اسکا ایجاد کردہ فعل ہے اور اس طرح کا کلام پہلے سے موجود نہیں ہوسکتا اور اگر وہ قدیم ہوتا تو دوسرا خدا ہوتا۔ (خ 184/508)

خداوند عالم کی طاقت

اللہ ان لوگوں کی باتوں سے بہت بلند و برتر ہے جو مخلوقات سے اس کی تشبیہ دیتے ہیں اور اس کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔(خ49/206)

وہ اس معنی سے بڑا نہیں کہ اس کے حدود اطراف پھیلے ہوئے ہیں کہ جو اسے مجسم صورت میں بڑا کر کے دکھاتے ہیں اور نہ اس اعتبار سے عظیم ہے کہ وہ جسامت میں انتہائی حدوں تک پھیلا ہوا ہے بلکہ وہ شان و منزلت کے اعتبار سے بڑا ہے اور دبدبہ و اقتدار کے لحاظ سے عظیم ہے۔(خ183/500)

وہ بزرگ و برتر ہے مگر تندخوئی اور بدخلقی کی صفت اس میں نہیں۔(خ183/500)

اس کے سوا ہر باعزت ذلیل اور ہر قوی کمزور و عاجز اور ہر مالک مملوک ہے۔(خ63/220)

اللہ جل شانہ نے اس کو اپنی عظمت کے سامنے ان کی فروتنی و عاجزی اور اپنی عزت کے اعتراف کا نشان بنایا ہے۔(خ1/92)

ہر چیز اس کے سامنے عاجز و سرنگوں اور ہر شے اس کے سہارے وابستہ ہے وہ ہر فقیر کا سرمایہ، ہر ذلیل کی آبرو اور ہر کمزور کی توانائی ہے۔(خ107/321)

ہر تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو عزت و کبریائی کی ردا اوڑھے ہوئے ہے اور جس نے ان دونوں صفتوں کو بلاشرکت غیرے اپنی ذات کے لیے مخصوص کیا ہے اور دوسروں کے لیے ممنوع و ناجائز قرار دیتے ہوئے صرف اپنے لیے انہیں منتخب کیا ہے۔

اور اس کے بندوں میں سے جو ان صفتوں میں اس سے ٹکر لے اس پر لعنت کی ہے اور اسی کی رو سے اس نے اپنے مقرب فرشتوں میں چھپی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہے فرمایا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں جب میں اس کو تیار کرلوں اور اپنی خاص روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس کو اسے سجدہ

کرنے میں عار آئی اور اپنے مادہ تخلیق کی بناء پر آدمؑ کے مقابلہ میں گھمنڈ کیا اور اپنی اصل کے لحاظ سے ان کے سامنے اکڑ گیا چنانچہ یہ دشمن خدا عصبیت برتنے والوں کا سرغنہ اور سرکشوں کا پیشرو ہے کہ جس نے تعصب کی بنیاد رکھی۔ اللہ سے اس کی ردائے عظمت و کبریائی کو چھیننے کا قصد کیا۔ تکبر و سرکشی کا جامہ پہن لیا اور عجز و فروتنی کی نقاب اتار ڈالی۔

پھر تم دیکھتے نہیں کہ اللہ نے اسے بڑے بننے کیوجہ سے کس طرح چھوٹا بنا دیا اور بلندی کے زعم کیوجہ سے کس طرح پستی دی۔ دنیا میں اسے راندۂ درگاہ بنایا اور آخرت میں اسکے لیے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کی۔ (خ 190/526)

اس نے اپنی فرمانروائی وجلال کبریائی کے آثار کو نمایاں کر کے اپنی قدرت کی عجیب وغریب نقش آرائیوں سے آنکھ کی پتلیوں کو محو حیرت کر دیا ہے۔ (خ 193/560)

اللہ سبحانہ کے زور فرمانروائی اور عجیب وغریب صفت کی لطیف نقش آرائی ایک یہ ہے کہ اس نے ایک اتھاہ دریا کے پانی سے جس کی سطحیں تہ بہ تہ اور موجیں تھپیڑے مار رہی تھیں ایک خشک و بے حرکت زمین کو پیدا کیا۔ (خ 209/597)

خبردار! کبھی اللہ کے ساتھ اس کی عظمت میں نہ ٹکراؤ اور اس کی شان و جبروت سے ملنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ اللہ ہر جبار و سرکش کو نیچا دکھاتا ہے اور ہر مغرور کے سر کو جھکا دیتا ہے۔ (ر 53/756)

اس نے روزیاں مقرر کر رکھی ہیں (کسی کے لیے) زیادہ اور (کسی کے لیے) کم۔

اور اس کی تقسیم میں کہیں تنگی رکھی ہے اور کہیں فراخی اور یہ بالکل عدل کے مطابق تھا اس طرح کہ اس نے جس جس صورت سے چاہا امتحان لیا ہے، رزق کی آسانی یا دشواری کیساتھ اور مالدار اور فقیر کے شکر اور صبر کو جانچا ہے۔

اسکا عدل ہمہ گیر، اور اس کا فضل سب کے شامل حال ہے اور اس کیساتھ وہ اس کے شایان شان حق کی ادائیگی سے قاصر ہیں۔

اے لوگو! جو شخص دنیا کی آرزوئیں کرتا ہے اور اس کی جانب کھنچتا ہے وہ اسے انجام کار فریب دیتی ہے اور جو اس کا خواہشمند ہوتا ہے اس سے بخل نہیں کرتی اور جو اس پر چھا جاتا ہے وہ اس پر قابو پالے گی۔ خدا کی قسم! جن لوگوں کے پاس زندگی کی تروتازہ و شاداب نعمتیں تھیں اور پھر ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں یہ ان کے گناہوں کے مرتکب ہونے کی پاداش ہے کیونکہ اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اگر لوگ اس وقت کہ جب ان پر مصیبتیں ٹوٹ رہی ہوں اور نعمتیں ان سے زائل ہو رہی ہوں صدق نیت و رجوع قلب سے اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوں تو وہ برگشتہ ہو جانے والی نعمتوں کو پھر ان کی طرف پلٹا دے گا اور ہر خرابی کی اصلاح کر دے گا۔ (خ89/282,479)

وہ اپنے وعدہ میں سچا اور بندوں پر ظلم کرنے سے بالاتر ہے وہ مخلوق کے بارے میں عدل سے چلتا ہے اور اپنے حکم میں انصاف برتتا ہے۔ (خ183/500)

خدایا! میرا معاملہ اپنے عفو و بخشش سے طے کر، نہ اپنے عدل و انصاف کے معیار سے۔ (دعا224/629)

اس کے حلم کا درجہ بلند ہے چنانچہ اس نے گناہگاروں سے درگزر کیا، اور اس کا ہر فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ (خ189/523)

یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ نے جس چیز کیوجہ سے ایک ملک کو جنت سے نکال باہر کیا ہو، اس پر کسی بشر کو جنت میں جگہ دے، اس کا حکم تو اہل آسمان اور اہل زمین میں یکساں ہے اللہ اور مخلوقات میں سے کسی فرد خاص کے درمیان دوستی نہیں کہ اس کو ایسے امر ممنوع کی اجازت ہو کہ جسے تمام جہان والوں کے لیے اس نے حرام کیا ہو۔ (خ190/528)

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا عادل ہے کہ جس نے عدل ہی کی راہ اختیار کی ہے اور ایسا حَکم ہے جو (حق و باطل کو) الگ الگ کر دیتا ہے۔ (خ212/600)

نصرت وانتقام الٰہی

اور اس پر بھروسہ کرتا ہوں، چونکہ وہ ہر طرح کی کفالت واعانت کرنیوالا ہے۔

اور انتقام لینے اور مدد کرنے کے لیے اللہ سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے۔ (خ81/241)

وہ ایسی ذات ہے کہ رحمتوں کی وسعتوں کے باوجود اسکا عذاب دشمنوں پر سخت ہے اور عذاب کی سختیوں کے باوجود دوستوں کے لیے اس کی رحمت وسیع ہے جو اسے دبانا چاہے اس پر قابو پا لینے والا اور جو اس سے ٹکر لینا چاہے اسے تباہ و برباد کرنیوالا اور جو اس کی مخالفت کرے اسے رسوا و ذلیل کرنے والا اور جو اس سے دشمنی برتے اس پر غلبہ پانے والا ہے۔ (خ88/266)

مصیبت کے وقت بھی اس کی آس رہتی ہے اور نعمت کے وقت بھی اسکا ڈر لگا رہتا ہے۔ (خ63/221)

اے بصرہ! تیری حالت پر افسوس ہے کہ جب تجھ پر اللہ کے عذاب کے لشکر ٹوٹ پڑیں گے جس میں نہ غبار اڑے گا اور نہ شور وغوغا ہوگا۔ (خ100/309)

کیونکہ اسکا ارادہ ہے کہ ان کے چھپے ہوئے اعمال اور پوشیدہ کارگزاریوں کے متعلق پوچھ گچھ کرلے اور انہیں دو حصوں میں بانٹ دے گا۔ ایک کو وہ انعام واکرام کے جوار رحمت میں وہیں اور اپنے گھر میں انہیں ہمیشہ کے لیے ٹھہرا دے گا کہ جہاں اترنے والے پھر کوچ نہیں کیا کرتے اور نہ ان کے حالات اولتے بدلتے رہتے ہیں اور نہ انہیں گھڑی گھڑی خوف ستاتا ہے، نہ بیماریاں ان پر آتی ہیں، نہ انہیں خطرات در پیش ہوتے ہیں اور نہ انہیں سفر ایک جگہ سے دوسری جگہ لیے پھرتے ہیں اور جو نافرمان ہوں گے انہیں ایک برے گھر میں پھینکے گا اور ان کے ہاتھ گردن سے (کس کر) باندھ دے گا اور ان کی پیشانیوں پر لٹکنے والے بالوں کو قدموں سے جکڑ دے گا اور انہیں تارکول کی قمیصیں اور آگ سے قطع کیے ہوئے کپڑے پہنائے گا یعنی ان پر تیل چھڑک کر آگ میں جھونک دے گا، وہ ایسے عذاب میں ہوں گے کہ جس کی تپش بڑی سخت ہوگی اور ایسی جگہ میں ہوں گے جہاں ان پر دروازے بند کردیئے جائیں گے اور ایسی آگ میں ہوں گے کہ جس میں تیز شرارے، بھڑکنے کی آوازیں، اٹھتی ہوئی لپیٹیں اور ہولناک چیخیں ہوں گی اس میں ٹھہرنے والا نکل نہ سکے گا اور نہ ہی اس کے قیدیوں کو ہدیہ دے کر چھڑایا جاسکتا

ہے اور نہ ہی ان کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں ہیں، اس گھر کی کوئی مدت مقرر نہیں کہ اس کے بعد مٹ مٹا جائے، نہ رہنے والوں کے لیے کوئی مقررہ میعاد ہے کہ وہ پوری ہو جائے (تو پھر چھوڑ دیئے جائیں)۔ (خ107/326)

اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جنہیں اسے مٹانا تھا انہیں کس طرح اس نے اپنی عقوبتوں سے مٹا دیا اور جنہیں تہس نہس کرنا تھا انہیں کیونکر اپنے عذابوں سے تہس نہس کر دیا۔ (خ145/399)

عنقریب اللہ ظلم ڈھانے والوں سے بدلہ لے گا۔ کھانے کے بدلے میں کھانے کا اور پینے کے بدلے میں پینے کا یوں کہ انہیں کھانے کے لیے حنظل اور پینے کے لیے ایلو اور زہر ہلاہل دیا جائے گا اور ان کا اندرونی لباس خوف اور بیرونی پہناوا تلوار ہوگا۔ (خ156/428)

اللہ سبحانہ نے اپنی اطاعت پر ثواب اور اپنی معصیت پر سزا اس لیے رکھی ہے کہ اپنے بندوں کو عذاب سے دور کرے اور جنت کی طرف گھیر کر لے جائے۔ (ح368/925)

اور یقین رکھنا کہ مدد خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ (ک11/128)

میرا ایسے لوگوں سے سابقہ پڑا ہے جنہیں حکم دیتا ہوں تو مانتے نہیں، بلاتا ہوں تو آواز پر لبیک نہیں کہتے، تمہارا برا ہو اب اپنے اللہ کی نصرت کرنے میں تمہیں کس چیز کا انتظار ہے؟ (خ39/195)

اور اپنے مال کو (اس کی راہ میں) خرچ کرو۔ اپنے جسموں کو اپنے نفسوں پر نثار کر دو اور ان سے بخل نہ برتو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ اور (پھر) فرمایا کہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے، تو خدا اس کے اجر کو دوگنا کر دے گا اور اس کے لیے عمدہ جزا ہے خدا نے کسی کمزوری کی بنا پر تم سے مدد نہیں مانگی اور نہ بے مائیگی کی وجہ سے تم سے قرض کا سوال کیا ہے، اس نے تم سے مدد چاہی ہے باوجودیکہ اس کے پاس سارے آسمان و زمین کے لشکر ہیں اور وہ غلبہ اور حکمت والا ہے۔

اور تم سے قرض مانگا ہے حالانکہ آسمان و زمین کے خزانے اس کے قبضہ میں ہیں اور وہ بے نیاز اور لائق حمد و ثنا ہے۔ اس نے تو یہ چاہا ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اعمال کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ تم اپنے اعمال کو لے کر بڑھو تاکہ اللہ کے ہمسایوں کے ساتھ اس کے گھر جنت میں رہو وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ اللہ نے جنہیں پیغمبروںؑ کا رفیق بنایا ہے اور فرشتوں کو ان کی ملاقات کا حکم دیا ہے اور ان کے کانوں کو ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھا ہے کہ آگ (کی اذیتوں) کی بھنک ان میں نہ پڑے اور ان کے جسموں کو بچائے رکھا ہے کہ وہ رنج و تکان سے دوچار نہ ہوں۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خدا تو بڑے فضل و کرم والا ہے۔ (خ181/498)

خدایا! تیرے بندوں میں سے جو بندہ ہماری باتوں کو سنے کہ جو عدل کے تقاضوں سے ہمنوا اور ظلم و جور سے الگ ہیں جو دین و دنیا کی اصلاح کرنے والی اور شرانگیزی سے دور ہیں اور سننے کے بعد پھر بھی انہیں ماننے سے انکار کر دے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ تیری نصرت سے منہ موڑنے والا اور تیرے دین کو ترقی دینے سے کوتاہی کرنے والا ہے۔ اے گواہوں میں سب سے بڑے گواہ! ہم تجھے اور ان سب کو جنہیں تو نے آسمانوں اور زمینوں میں بسایا ہے اس شخص کے خلاف گواہ کرتے ہیں پھر اس کے بعد تو ہی اسے نصرت و امداد سے بے نیاز کرنے والا اور اس کے گناہ کا اس سے مواخذہ کرنے والا ہے۔ (خ 210/598)

اور اللہ کی نعمتوں کو سلب کرنے والی اس کی عقوبتوں کو جلد بلاوا دینے والی کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ ظلم پر باقی رہا جائے کیونکہ اللہ مظلوموں کی پکار سنتا ہے اور ظالموں کے لیے موقع کا منتظر رہتا ہے۔

اور یہ کہ اپنے دل اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اللہ کی نصرت میں لگے رہو کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لیا ہے کہ جو اس کی نصرت کرے گا، وہ اس کی مدد کرے گا اور جو اس کی حمایت کے لیے کھڑا ہوگا وہ اسے عزت و سرفرازی بخشے گا۔ (ر 53/754)

بے شک اللہ تعالی کے لیے ہر نعمت میں حق ہے، تو جو اس حق کو ادا کرتا ہے، اللہ اس کے لیے نعمت کو اور بڑھاتا ہے اور جو کوتاہی کرتا ہے وہ موجودہ نعمت کو بھی خطرہ میں ڈالتا ہے۔ (ح 244/881)

اے لوگو! چاہیے کہ کہ اللہ تم کو نعمت و آسائش کے موقع پر بھی اسی طرح خائف و ترساں دیکھے جس طرح تمہیں عذاب سے ہراساں دیکھتا ہے۔ (ح 358/922)

عمل بے ریا کرو اس لیے کہ جو شخص کسی اور کے لیے عمل کرتا ہے اللہ اس کو اسی کے حوالہ کر دیتا ہے۔ (خ 23/160)

میں اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں، ایسا بھروسہ کہ جس میں ہمہ تن اس کی طرف توجہ ہے اور ایسے راستے کی ہدایت چاہتا ہوں کہ جو اس کی جنت تک پہنچانے والا اور منزل مطلوب کی طرف بڑھنے والا ہے۔(خ159/435)

اور وہ ہمارے لیے کافی اور اچھا کارساز ہے۔(خ181/499)

اے اللہ! تو اپنے دوستوں کیساتھ تمام انس رکھنے والوں سے زیادہ مانوس ہے اور جو تجھ پر بھروسہ رکھنے والے ہیں ان کی حاجت روائی کے لیے ہمہ وقت پیش پیش ہے۔(دعا224/628)

میں نے تو جہاں تک بن پڑا یہی چاہا کہ اصلاح حال ہو جائے اور مجھے توفیق حاصل ہونا ہے تو صرف اللہ سے، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی سے لو لگاتا ہوں۔(ر28/696)

اور اس پر بھروسہ کرتا ہوں، چونکہ وہ ہر طرح کی کفایت و اعانت کرنے والا ہے۔(خ81/241)

خداوند عالم کی حمد وستائش

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے، جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں، جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے، نہ کوشش کرنیوالے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں جبکہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا تھا چنانچہ وہ اس کے حق سے بے خبر ہو گئے، اوروں کو اس کا شریک بنا ڈالا، شیاطین نے اس کی معرفت سے انہیں روگرداں اور اس کی عبادت سے الگ کر دیا اللہ نے ان میں اپنے رسولؐ مبعوث کیے۔ (خ 1/83)

اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں، اس کی نعمتوں کی تکمیل چاہنے اور اس کی عزت و جلال کے آگے سر جھکانے اور اس کی معصیت سے حفاظت حاصل کرنے کے لیے۔ (خ 2/98)

حمد کرنے والا صرف اپنے پروردگار کی حمد کرے۔ (ک 16/142)

ہر حالت میں اللہ کے لیے حمد وثناء ہے گو زمانہ (ہمارے لیے) جانکاہ مصیبتیں اور صبر آزما حادثے لے آیا ہے۔ (ک 35/188)

اللہ کے لیے حمد وثنا ہے جب بھی رات آئے اور اندھیرا پھیلے اور اللہ کے لیے تعریف و توصیف ہے جب بھی ستارہ نکلے اور ڈوبے اور اس اللہ کے لیے مدح وستائش ہے کہ جس کے انعامات کبھی ختم نہیں ہوتے اور جس کے احسانات کا بدلہ اتارا نہیں جا سکتا۔ (خ 48/204)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس کی رحمت سے ناامیدی نہیں اور جس کی نعمتوں سے کسی کا دامن خالی نہیں نہ اس کی مغفرت سے کوئی مایوس ہے نہ اس کی عبادت سے کسی کو عار ہو سکتا ہے، نہ اس کی رحمتوں کا سلسلہ ٹوٹتا ہے، اور نہ اس کی نعمتوں کا فیضان کبھی رکتا ہے۔ (خ 45/202)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو چھپی ہوئی چیزوں کی گہرائیوں میں اترا ہوا ہے اس کے ظاہر و ہویدا ہونے کی نشانیاں اس کے وجود کا پتہ دیتی ہیں۔ (ک 49/205)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جس کی ایک صفت سے دوسری صفت کو تقدم نہیں کہ وہ آخر ہونے سے پہلے اول اور

باطن ہونے سے پہلے ظاہر رہا ہو۔(خ 63/220)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو اپنی طاقت کے اعتبار سے بلند، اپنی بخشش کے لحاظ سے قریب ہے، ہر نفع وزیادتی کا عطا کرنے والا اور ہر مصیبت وابتلاء کا دور کرنے والا ہے۔

میں اس کے کرم کی نوازشوں اور نعمتوں کی فراوانیوں کی بناء پر اس کی حمد وثناء کرتا ہوں میں اس پر ایمان رکھتا ہوں چونکہ اول وظاہر ہے اور اس سے ہدایت چاہتا ہوں چونکہ وہ قریب تر اور ہادی ہے۔(خ 81/241)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو نظر آئے بغیر جانا پہچانا ہوا ہے اور سوچ وبچار میں پڑے بغیر پیدا کرنے والا ہے۔(خ 88/266)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جو فیض وعطا کے روکنے سے مالدار نہیں ہو جاتا اور جود وعطا سے کبھی عاجز وقاصر نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس کے سوا ہر دینے والے کے یہاں داد ودہش سے کمی واقع ہوتی ہے اور ہاتھ روک لینے پر انہیں برا سمجھا جا سکتا ہے وہ فائدہ بخش نعمتوں اور عطیوں کی فراوانیوں اور روزیوں کی تقسیم سے ممنون احسان بنانے والا ہے۔ ساری مخلوق اس کا کنبہ ہے اس نے سب کی روزیاں مقرر کر رکھی ہیں اس نے اپنے خواہشمندوں اور اپنی نعمت کے طلبگاروں کے لیے راہ کھول دی ہے، وہ دست طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اتنا ہی کریم ہے جتنا طلب وسوال کا ہاتھ بڑھنے پر۔

اے خدا! تو ہی توصیف اور انتہائی درجہ تک سراہے جانے کا مستحق ہے اگر تجھ سے آس لگائی جائے، تو دلوں کی بہترین ڈھارس ہے اور اگر تجھ سے امیدیں باندھی جائیں تو تو بہترین سرچشمۂ امید ہے تو نے مجھے ایسی قوت بیان بخشی ہے کہ جس سے تیرے علاوہ کسی کو مدح اور ستائش نہیں کرتا ہوں اور میں اپنی مدح کا رخ کبھی ان لوگوں کی طرف نہیں موڑنا چاہتا جو نا امیدیوں کا مرکز اور بدگمانیوں کے مقامات ہیں، تو نے میری زبان کو انسانوں کی مدح اور پروردہ مخلوق کی تعریف وثناء سے ہٹا لیا ہے۔

بارالہا! ہر پناہ گستر کے لیے اپنے ممدوح پر انعام واکرام اور عطاء وبخشش پانے کا حق ہوتا ہے، اور میں تجھ سے امید لگائے بیٹھا ہوں یہ کہ تو رحمت کے ذخیروں اور مغفرت کے خزانوں کا پتہ دینے والا ہے۔ خدایا! یہ تیرے سامنے وہ شخص کھڑا ہے جس نے تیری توحید ویکتائی میں تجھے منفرد مانا ہے اور ان ستائشوں اور تعریفوں کا تیرے علاوہ کسی کو اہل نہیں سمجھا۔ میری احتیاج تجھ سے وابستہ ہے۔ تیری ہی بخششوں اور کامرانیوں سے اس کی بے نوائی کا علاج ہو سکتا ہے اور اس کے فقر وفاقہ کو تیرا ہی احسان سہارا دے سکتا ہے۔(خ 89/267)

بہر حال اللہ کی حمد و ثناء کے بعد۔ (خ92/93)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو اول ہے اور کوئی شی اس سے پہلے نہیں اور آخر ہے اور کوئی چیز اس کے بعد نہیں وہ ظاہر ہے اور کوئی شئی اس سے بالاتر نہیں اور باطن ہے اور کوئی چیز اس سے قریب تر نہیں۔ (خ94/297)

اس اللہ کے لیے حمد و ثناء ہے جو مخلوقات میں اپنا (دامن) فضل پھیلائے ہوئے اور اپنا دست کرم بڑھائے ہوئے ہے، ہم تمام امور میں اس کی حمد کرتے ہیں۔ (خ98/305)

حمد اس اللہ کے لیے ہے جو ہر اول سے پہلے اول ہے اور ہر آخر کے بعد آخر ہے۔ (خ99/307)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو اپنی مخلوقات کی وجہ سے مخلوقات کے سامنے عیاں ہے اور اپنی حجت و برھان کے ذریعے سے دلوں میں نمایاں ہے۔ (خ106/318)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو حمد کا پیوند نعمتوں سے اور نعمتوں کا سلسلہ شکر سے ملانے والا ہے، ہم اس کی نعمتوں پر اس طرح حمد کرتے ہیں جس طرح اس کی آزمائشوں پر ثناء و شکر بجالاتے ہیں۔ (خ116/336)

وہ جو کچھ لے اور جو کچھ دے اور جو نعمتیں بخشے اور جن آزمائشوں میں ڈالے سب پر ہم اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ (خ130/377)

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جو خلق کائنات سے اپنے وجود کا اور پیدا شدہ مخلوقات سے اپنے قدیم و ازلی ہونے کا پتہ دینے والا ہے۔ (خ150/409)

تم اپنی ان باتوں سے یہ چاہتے ہو کہ جو تمہارے کہنے پر عمل کرے وہ اللہ کو چھوڑ کر ہمارے گن گائے۔ اس لیے کہ تم نے اپنے خیال میں اس ساعت کا پتہ دیا کہ جو اس کے لیے فائدہ کا سبب اور نقصان سے بچاؤ کا ذریعہ بنی۔ (خ77/235)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے، جس کی معرفت کی حقیقت ظاہر کرنے سے اوصاف عاجز ہیں۔ (خ153/416)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے، جس نے حمد کو اپنے ذکر کا افتتاحیہ، اپنے فضل و احسان کے بڑھانے کا ذریعہ اور اپنی نعمتوں اور عظمتوں کی دلیل راہ قرار دیا ہے۔ (خ155/425)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جس نے شریعت اسلام کو جاری کیا اور اس (کے سرچشمہ) ہدایت پر اترنے والوں کے لیے اس کے قوانین کو آسان کیا۔ (خ104/315)

تمام حمد اس اللہ کے لیے جو بندوں کا پیدا کرنے والا، فرش زمین کا بچھانے والا، ندی نالوں کا بہانے والا اور ٹیلوں کو سرسبز و شاداب بنانے والا ہے۔ (خ161/438)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس سے ایک آسمان دوسرے آسمان کو اور ایک زمین دوسری زمین کو نہیں چھپاتی۔ (خ170/460)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس کی طرف تمام مخلوق کی بازگشت اور ہر چیز کی انتہاء ہے ہم اس کے عظیم احسان روشن واضح برہان اور اس کے لطف وکرم کی افزائش پر اس کی حمد وثناء کرتے ہیں ایسی حمد کہ جس سے اس کا حق پورا ہو اور شکر ادا ہو اور اس کے ثواب کے قریب لے جانے والی اور اس کی بخششوں کو بڑھانے والی ہو۔

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو عرش وکرسی، زمین وآسمان اور جن وانس سے پہلے موجود تھا۔ (خ180/485)

میں اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں اور ان چیزوں کے لیے اس سے مدد مانگتا ہوں کہ جو شیطان کو راندہ اور دور کرنے والی ہیں اور اس کے پھندوں اور ہتھکنڈوں سے اپنی پناہ میں رکھنے والی ہیں۔ (خ149/406)

بارالہا! تو جو کچھ دے کر لیتا ہے اور جو کچھ عطا کرتا ہے اور جن (مرضوں) سے شفا دیتا ہے اور جن آزمائشوں میں ڈالتا ہے (سب پر) تیرے لیے حمد وثناء ہے ایسی حمد جو انتہائی درجے تک تجھے پسند آئے اور انتہائی درجے تک تجھے محبوب ہو اور تیرے نزدیک ہر ستائش سے بڑھ چڑھ کر ہو ایسی حمد جو کائنات کو بھر دے اور جو تو نے چاہا ہے اس کی حد تک پہنچ جائے ایسی حمد کہ جس کے آگے تیری بارگاہ تک نہ کوئی حجاب ہے نہ اس کے لیے کوئی بندش ہے۔

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے اس حالت میں رکھا کہ نہ بیمار ہوں، نہ مردہ ہوں، نہ میری رگوں پر برص کے جراثیم کا حملہ ہوا ہے، نہ برے اعمال (کے نتائج) میں گرفتار ہوں، نہ بے اولاد ہوں، نہ دین سے برگشت، نہ اپنے پروردگار کا منکر ہوں اور نہ ایمان سے متوحش نہ میری عقل میں فتور آتا ہے اور نہ پہلی امتوں کے عذاب میں مبتلا ہوں۔ (خ158/429,602)

بہرحال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ (ر9/260)

جب تک وہ پہل نہ کرے تم ان سے جنگ نہ کرنا کیونکہ تم بحمد اللہ دلیل وحجت رکھتے ہو۔ (ر14/669)

اور تم اپنے پروردگار کی عبادت پر ناز کر سکو، اب اگر اچھا کام کرو تو اللہ کا شکر بجالاؤ ایسی حمد کہ جس کی گنتی کہیں پر نہ ٹوٹے اور نہ اس کا سلسلہ ختم ہو۔ (ح94/836,429)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جو بن دیکھے پہچانا ہوا اور بے رنج وتعب اٹھائے (ہر چیز کا) پیدا کرنے والا ہے۔

میں اس کی ذات کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو کر اس کی ایسی حمد وثناء کرتا ہوں جیسی حمد اس نے اپنی مخلوقات سے چاہی ہے۔ (خ181/495)

ساری حمد وستائش اس اللہ کے لیے ہے جسے حواس پا نہیں سکتے، نہ جگہیں اسے گھیر سکتی ہیں۔(ک183/500)

میں اس کے انعامات کے شکریہ میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے حقوق سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اسی سے مدد چاہتا ہوں وہ بڑے لاؤلشکر اور بڑی شان والا ہے۔(ک188/520)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس کی حمد ہمہ گیر ہے جس کا لشکر غالب اور عظمت وشان بلند ہے میں اس کی پے در پے نعمتوں اور بلند پایہ عطیوں پر اس کی حمد وثنا کرتا ہوں۔(خ189/523)

ہر تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو عزت کبریائی کی رداء اوڑھے ہوئے ہے اور جس نے ان دونوں صفتوں کو بلا شرکت غیرے اپنی ذات کے لیے مخصوص کیا ہے۔(خ190/526)

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے اپنی فرمانروائی وجلال کبریائی کے آثار کو نمایاں کیا۔(خ193/560)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو مخلوقات کی مشابہت سے بلند تر ہے۔(خ211/599)

خداوند عالم سے مدد طلب کرنا

اللہ کی حمد وثنا کرنا اس کی نعمتوں کی تکمیل، اس کی عزت وجلال کے آگے سر جھکانے اور اس کی معصیت سے حفاظت حاصل کرنے کے لیے اور اس سے مدد مانگتا ہوں اس کی کفایت ودستگیری کا محتاج ہوں، جسے وہ ہدایت کرے وہ گمراہ نہیں ہوتا اور جسے وہ دشمن رکھے اسے کوئی ٹھکانہ نہیں ملتا جس کا وہ کفیل ہو وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا یہ (حمد اور طلب امداد) وہ ہے جس کا ہر وزن میں آنے والی چیز سے پلہ بھاری ہے اور ہر گنج گراں مایہ سے بہتر وبرتر ہے۔ (خ2/98)

اور جو ہوگا اس کے مقابلے میں اس سے مدد چاہتے ہیں اور جس طرح اس سے جسموں کی صحت کا سوال کرتے ہیں اسی طرح دین اور ایمان کی سلامتی کے طلب گار ہیں۔

اللہ کے واجب الادا حقوق ادا کرنے اور اس کی ان گنت نعمتوں اور لاتعداد احسانوں کا شکر بجالانے کے لیے اس سے مدد مانگتے رہو۔ (خ97/304,305)

اور ان نعمتوں کے خلاف اس سے مدد مانگتے ہیں کہ جو احکام کے بجالانے میں سست قدم اور ممنوع چیزوں کی طرف بڑھنے میں تیز گام ہیں۔ (خ112/237)

اور اس سے مدد چاہتا ہوں چونکہ وہ قادر وتوانا ہے۔ (خ81/240)

ہم اس کے حقوق کا پاس ولحاظ رکھنے میں اس سے مدد مانگتے ہیں۔ (خ98/306)

اللہ کے بندو! اللہ کو اپنے بندوں میں سے سب سے زیادہ وہ بندہ محبوب ہے جسے اس نے نفس کی خلاف ورزی کی قوت دی ہے۔ جس کا اندرونی لباس حزن اور بیرونی جامہ خوف ہے (یعنی اندوہ وملال اسے چمٹا رہتا ہے اور خوف اس پر چھایا رہتا ہے) اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہے۔ (خ85/258)

خدایا! میں قریش اور ان کے مددگاروں کے خلاف تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔ (خ170/461)

میں اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں اور ان چیزوں کے لیے اس سے مدد مانگتا ہوں کہ جو شیطان کو راندہ ودور کرنے والی ہے اور اس کے پھندوں اور ہتھکنڈوں سے اپنی پناہ میں رکھنے والی ہیں۔ (خ149/406)

وہ اور ہم اس سے اس طرح مدد مانگتے ہیں کہ جس طرح اس کے فضل کا امیدوار اس کے نفع کا آرزومند، دفع بلیات کا اطمینان رکھنے والا اور بخشش و عطا کا معترف اور قول و عمل سے اس کا مطیع و فرمانبردار اس سے مدد چاہتا ہو۔(ک180/485)

میں اس کے انعامات کے شکریہ میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے حقوق سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اسی سے مدد چاہتا ہوں۔(خ188/560)

اے خدا کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کہ یہ اللہ کا تم پر حق ہے اور تمہارے حق کو اللہ پر ثابت کرنے والا ہے اور یہ کہ تقویٰ کے لیے اللہ سے اعانت چاہو اور (تقرب) الٰہی کے لیے اس سے مدد مانگو اس لیے کہ تقویٰ آج (دنیا میں) پناہ و سپر ہے اور کل جنت کی راہ ہے۔(خ189/523)

ہم عقل کے خواب غفلت میں پڑ جانے اور لغزشوں کی برائیوں سے خدا کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور اسی سے مدد کے خواستگار ہیں۔(ک221/626)

اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے ہو اور اس فکر و نظر کو شروع کرنے سے پہلے اللہ سے مدد کے خواستگار ہو اور اس سے توفیق و تائید کی دعا کرو۔(وص31/712)

اور زیادہ سے زیادہ اللہ سے مدد مانگو کہ وہ تمہاری مہمات میں کفایت کرے گا اور مصیبتوں میں تمہاری مدد کرے گا۔انشاءاللہ۔(ر34/725)

اور حاکم خدا کے ان تمام ضروری حقوق سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا مگر اس صورت میں کہ پوری طرح کوشش کرے اور اللہ سے مدد مانگے اور اپنے کو حق پر ثابت و برقرار رکھے اور چاہے کہ اس کی طبیعت پر آسان ہو یا دشوار بہر حال اس کو برداشت کرے۔(ر53/761)

پیش آنے والے مہمات میں اللہ سے مدد مانگو۔(ر46/747)

تو جس نے اسے جسم سمجھا اس نے قرآن کو جھٹلایا اور مقصد کے پانے اور مصیبت کے دور کرنے میں اللہ کی مدد سے بے نیاز ہوگیا۔(خ77/225)

رازقیت ورزق

15

ہر شخص کے مقسوم میں جو کم یا زیادہ ہوتا ہے اسے لیکر فرمان قضا آسمان سے زمین پر اس طرح اترتے ہیں جس طرح بارش کے قطرات، لہذا اگر کوئی شخص اپنے بھائی کے اہل و مال و نفس میں فراوانی و وسعت پالے تو یہ چیز اس کے لیے کبیدگی خاطر کا سبب نہ بنے جب تک کوئی مرد مسلمان ایسی ذلیل حرکت کا مرتکب نہیں ہوتا کہ جو ظاہر ہو جائے تو اس کے تذکرہ سے اسے آنکھیں نیچی کرنا پڑیں اور جس سے ذلیل آدمیوں کی جرات بڑھے وہ اس کامیاب جواری کی مانند ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے مرحلے پر ہی ایسی جیت کا متوقع ہوتا ہے جس سے اسے فائدہ حاصل ہو اور پہلے نقصان بھی ہو چکا ہے تو وہ دور ہو جائے اسی طرح وہ مسلمان جو بد دیانتی سے پاک دامن ہو وہ دو اچھائیوں میں سے ایک کا منتظر رہتا ہے یا اللہ کی طرف سے بلاوا آئے تو اس شکل میں اللہ کے یہاں کی نعمتیں ہی اس کے لیے بہتر ہیں اور یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے (دنیا کی) نعمتیں حاصل ہوں تو اس صورت میں اس کے پاس مال بھی ہے اور اولاد بھی اور پھر اس کا دین اور عزت نفس بھی برقرار ہے، بیشک مال واولاد دنیا کی کھیتی ہے اور عمل صالح آخرت کی کشت زار ہے اور بعض لوگوں کے لیے اللہ ان دونوں چیزوں کو یکجا کر دیتا ہے، جتنا اللہ نے ڈرایا اس سے ڈرتے رہو اور اتنا اس سے خوف کھاؤ کہ تمہیں عذر کرنا نہ پڑے عمل بے ریا کرو اس لیے کہ جو شخص کسی اور کے لیے عمل کرتا ہے اللہ اس کو اسی کے حوالے کر دیتا ہے۔ ہم اللہ سے شہیدوں کی منزلت، نیکوں کی ہمراہی اور انبیاءؑ کی رفاقت کا سوال کرتے ہیں۔

اے لوگو! کوئی شخص بھی اگر چہ وہ مال دار ہو اپنے قبیلہ والوں اور اس امر سے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور زبان سے اس کی حمایت کریں بے نیاز نہیں ہو سکتا اور وہی لوگ سب سے زیادہ اس کے پشت پناہ اور اس کی پریشانیوں کو دور کرنے والے اور مصیبت پڑنے کی صورت میں اس پر شفیق و مہربان ہوتے ہیں۔ اللہ جس شخص کا سچا ذکر خیر لوگوں میں برقرار رکھتا ہے تو یہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دوسروں کو وارث بنا جاتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جز یہ ہے: دیکھو تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے قریبیوں کو فقر و فاقہ میں پائے تو ان کی احتیاج کو اس

انداز سے دور کرنے میں پہلوتہی نہ کرے جس کے روکنے سے یہ کچھ بڑا ہو نہ جائے گا اور صرف کرنے سے اس میں کچھ کمی نہ ہو گی جو شخص اپنے قبیلے کی اعانت سے ہاتھ روک لیتا ہے تو اس کا تو ایک ہاتھ رو کتا ہے لیکن وقت پڑنے پر بہت سے ہاتھ اس کی مدد سے رک جاتے ہیں جو شخص نرم خو ہو وہ اپنی قوم کی محبت ہمیشہ باقی رکھ سکتا ہے۔

شریف رضیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں پر غفیرۃ کے معنی کثرت وزیادتی کے ہیں اور یہ عربوں کے قول الجم الغفیر اور الجماء الغفیر (اژدہام) سے ماخوذ ہے اور بعض روایتوں میں غفیرہ کے بجائے عفوہ ہے اور عفوہ کسی شے کے عمدہ اور منتخب حصہ کو کہتے ہیں یوں کہا جاتا ہے **اکلت عفوۃ الطعام** یعنی میں نے منتخب اور عمدہ کھانا کھایا **ومن یقبض یدہ عن عشیرتہ** (تا آخر کلام) کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس جملہ کے معنی کتنے حسین ودلکش ہیں حضرتؑ کی مراد یہ ہے کہ جو شخص اپنے قبیلہ سے حسن سلوک نہیں کرتا تو اس نے ایک ہی ہاتھ کی منفعت کو روکا لیکن جب ان کی امداد کی ضرورت پڑے گی اور ان کی ہمدردی واعانت کے لئے لاچار ومضطر ہو گا تو وہ ان سے بہت سے بڑھنے والے ہاتھوں اور اٹھنے والے قدموں کی ہمدردیوں اور چارہ سازیوں سے محروم ہو جائے گا۔ (خ23/159)

یادرکھو کہ وہ تم سے کسی ایسی چیز پر رضامند نہ ہو گا کہ جس پر تمہارے اگلوں سے ناراض ہو چکا ہو اور نہ کسی ایسی چیز پر غضبناک ہو گا کہ جس پر پہلے لوگوں سے خوش رہ چکا ہو تمہیں تو بس یہی چاہیئے کہ تم واضح نشانوں پر چلتے رہو اور تم سے پہلے لوگوں نے جو کیا ہے اسے دھراتے رہو وہ تمہاری ضروریات دنیا کا ذمہ لے چکا ہے۔ اور تمہیں صرف شکرگزار رہنے کی ترغیب دی ہے اور تم پر واجب کیا ہے کہ اپنی زبان سے اس کا ذکر کرتے رہو۔ (خ181/496)

اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں اس کی نعمتوں کی تکمیل چاہنے اس کی عزت وجلال کے آگے سر جھکانے اور اس کی معصیت سے حفاظت حاصل کرنے کے لیے اور اس سے مدد مانگتا ہوں اس کی کفایت ودست گیری کا محتاج ہونے کی وجہ سے جسے وہ ہدایت کرے وہ گمراہ نہیں ہوتا جسے وہ دشمن رکھے اسے کوئی ٹھکانہ نہیں ملتا جس کا وہ کفیل ہو وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا یہ (حمد اور طلب امداد) وہ ہے جس کا ہر وزن میں آنے والی چیز سے پلہ بھاری ہے اور ہر گنج گراں مایہ سے بہتر وبرتر ہے۔ (خ2/98)

اور ایسے دلوں کے ساتھ ہیں جو اپنی غذائے روحانی کی تلاش میں لگے رہتے ہیں علاوہ دیگر بڑی نعمتوں اور احسان مند بنانے والی بخششوں اور سلامتی کے حصاروں کے۔ (خ81/245)

اس نے سب کو روزی بانٹ رکھی ہے اور وہ سب کے عمل وکردار کو جانتا ہے، کائنات کا معبود اور ان کا رازق ہے۔ (خ88/266)

وہ فائدہ بخش نعمتوں اور عطیوں کی فراوانیوں اور روزیوں (کی تقسیم) سے ممنون احسان بناتا ہے ساری مخلوق اس کا

کنبہ ہے اس نے سب کی روزیاں مقرر کر رکھی ہے اس نے اپنے خواہش مندوں اور ایسی نعمت کے طلب گاروں کے لیے راہ کھول دی ہے وہ دست سوال نہ بڑھانے پر بھی اتنا ہی کریم ہے، جتنا طلب وسوال کا ہاتھ بڑھنے پر ہے۔

جب بادلوں نے اپنا ہاتھ پیروں سمیت زمین پر ٹیک دیا اور پانی کا سارا لدالدا لایا بوجھ اس پر پھینک دیا تو اللہ نے افتادہ زمینوں سے سرسبز کھیتیاں اگائیں اور خشک پہاڑ پر ہرا بھرا سبزہ پھیلا دیا زمین بھی اپنی مرغزاروں کے بناؤ سنگار سے خوش ہو کر جھومنے لگی اور ان شگوفوں کی اوڑھنیوں سے جو اسے اوڑھا دی گئی تھیں اور ان شگفتہ وشاداب کلیوں کے زیوروں سے جو اسے پہنا دیئے گئے تھے اترانے لگی اللہ نے ان چیزوں کو لوگوں کی زندگی کا وسیلہ اور چوپایوں کا رزق قرار دیا ہے اور اس نے زمین کی سمتوں میں کشادہ راستے نکالے ہیں اور اس کی شاہراہوں پر چلنے والوں کے لیے روشنی کے مینار نصب کیے ہیں۔

اس نے روزیاں مقرر کر رکھی ہیں (کسی کے لیے) زیادہ اور (کسی کے لیے) کم اور اس کی تقسیم میں کہیں تنگی رکھی ہے اور کہیں فراخی اور یہ بالکل عدل کے مطابق تھا اس طرح کہ اس نے جس صورت چاہا امتحان لیا ہے، رزق کی آسانی یا دشواری کے ساتھ اور مال دار اور فقیر کے صبر اور شکر کو جانچا ہے۔(خ89/267,280,281,282)

اور جو زندہ ہے اس کے رزق کا ذمہ اس پر ہے۔ن(خ107/321)

اس دنیا میں زاہدوں کے دل روتے ہیں اگرچہ وہ ہنس رہے ہوں اور ان کا غم واندوہ حد سے بڑھا ہوتا ہے اگرچہ ان (کے چہروں) سے مسرت ٹپک رہی ہو اور انہیں اپنے نفسوں سے انتہائی بیر ہوتا ہے اگرچہ اس رزق کی وجہ سے جو انہیں میسر ہے ان پر رشک کیا جاتا ہو۔(خ111/334)

جن چیزوں کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے (اور تمہارے لیے جائز رکھی ہیں) ان کا دامن ان سے کہیں وسیع ہے جن سے روکا گیا ہے اور حرام کی ہوئی چیزوں سے حلال چیزیں کہیں زیادہ ہیں لہٰذا زیادہ چیزوں کی وجہ سے کم چیزوں کو چھوڑ دو اور تنگنائے حرام سے نکل کر حلال کی وسعتوں میں آ جاؤ اس نے تمہارے رزق کا ذمہ لے لیا ہے اور تمہیں اعمال بجالانے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا جس چیز کا ذمہ لیا جا چکا ہے اس کی تلاش وطلب اعمال وفرائض کے بجالانے سے تمہاری نظروں میں مقدم نہ ہونا چاہیے مگر خدا کی قسم تمہارا طرز عمل ایسا ہے کہ دیکھنے والے کو شبہ ہونے لگے اور ایسا معلوم ہو کہ رزق کا حاصل کرنا تو تم پر فرض ہے اور جو واقعی تمہارا فریضہ ہے یعنی واجبات کا بجالانا وہ تم سے ساقط ہے عمل کی طرف بڑھو اور موت کے اچانک آ جانے سے ڈرو اس لیے کہ عمر کے پلٹ کر آنے کی آس نہیں لگائی جا سکتی جب کہ رزق کے پلٹنے کی امید ہو سکتی ہے جو رزق ہاتھ نہیں لگا، کل اس کی زیادتی کی توقع ہو سکتی ہے اور امید نہیں کہ عمر کا گزرا ہوا کل آج پلٹ آئے گا امید تو آنے والے کی ہو سکتی ہے اور جو گزر

جائے اس سے تو مایوسی ہی ہے اللہ سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور جب موت آئے تو تم کو بہر صورت مسلمان ہونا چاہیے۔(خ112/339)

جس نے تم کو مال ومتاع بخشا ہے اس کی راہ میں تم اسے صرف نہیں کرتے۔(خ115/345)

اللہ سبحانہ نے توبہ واستغفار کو روزی کے اترنے کا سبب اور خلق پر رحم کھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے چنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ اپنے پروردگار سے توبہ واستغفار کرو بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے وہی تم پر موسلا دھار مینہ برساتا ہے اور مال واولاد سے تمہیں سہارا دیتا ہے۔

خداوندا! تو ہم پر باران وبرکت اور رزق ورحمت کا دامن پھیلا دے۔(خ141/392,393)

اور اس کے کھانے میں کمی اور رزق کا اضافہ نہیں ہوتا جب تک پہلا رزق ختم نہ ہو جائے۔(خ143/395)

اور تاریکی شب کو اپنا چراغ بنا کر رزق کے ڈھونڈنے میں اس سے مدد لیتی ہے۔(خ153/418)

نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ایسے دو کام ہیں جو اخلاق خداوندی میں سے ہیں نہ ان کی وجہ سے موت قبل از وقت آسکتی ہے اور نہ جو رزق مقرر ہے اس میں کوئی کمی ہو سکتی ہے۔(ک154/420)

اور اگر دشمنوں کو ہم پر غلبہ دیا تو ہمیں شہادت نصیب کرنا اور فریب حیات سے بچائے رکھنا۔(خ169/460)

اس کی روزی کا ذمہ لیا جا چکا ہے اور اس کے مناسب حال رزق اسے پہنچتا رہتا ہے۔(خ183/502)

اور نہ وہ کسی صاحب مال کا محتاج ہے کہ وہ اسے روزی دے۔(خ184/510)

خدایا! میری آبرو کو غنا وتونگری کے ساتھ محفوظ رکھ اور فقر وتنگدستی سے میری منزلت کو نظروں سے نہ گرا کہ تجھ سے رزق مانگنے والوں سے رزق مانگنے لگوں۔(ک222/626)

اسی کا دامن تھامو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور رزق دیا اور ٹھیک ٹھاک بنایا۔

اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے رہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا جیسے عمروں میں درازی، جسمانی صحت وتوانائی اور رزق میں وسعت۔

لہٰذا طلب میں نرم رفتاری اور کسب معاش میں میانہ روی سے کام لو کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال کا گنوانا ہوتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ رزق کی تلاش میں لگا رہنے والا ہی کامیاب ہو اور کدوکاوش میں اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی رہے۔

اے فرزند! یقین رکھو کہ رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ کہ جس کی تم جستجو کرتے ہو اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں لگا ہوا ہے، اگر تم اس کی طرف نہ جاؤ گے تو بھی وہ تم تک آکر رہے گا۔(ر31/709,713,716,719)

تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ وآزمائش سے پناہ چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو فتنہ کی لپیٹ میں نہ ہو بلکہ جو پناہ مانگے وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے ''اور اس بات کو جانے رہو کہ تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہے''۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ لوگوں کو مال واولاد کے ذریعے آزماتا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ کون اپنی روزی پر چین بچین ہے اور کون اپنی قسمت پر شاکر ہے۔ (ح93/836)

جس کی طرف فراخ روزی رخ کیے ہوئے ہو اس کے ساتھ شرکت کرو کیونکہ اس میں دولت حاصل کرنے کا زیادہ امکان اور خوش نصیبی کا زیادہ قرینہ ہے۔ (ح230/878)

صدقہ کے ذریعے روزی طلب کرو۔ (ح137/852)

اور زکوٰۃ کو رزق کے اضافہ کا سبب بنانے کے لیے۔ (ح252/883)

اے فرزند آدمؑ! اس دن کی فکر کا بار جو ابھی آیا نہیں آج کے اپنے دن پر نہ ڈال کہ جو آچکا ہے اس لیے کہ اگر ایک دن بھی تیری عمر کا باقی ہوگا تو اللہ تیرا رزق تجھ تک پہنچائے گا۔ (ح267/897)

امیر المومنینؑ سے دریافت کیا گیا کہ خداوند عالم اس کثیر التعداد مخلوق کا حساب کیونکر لے گا؟ فرمایا جس طرح اس کی کثرت کے باوجود انہیں روزی پہنچاتا ہے پوچھا وہ کیونکر حساب لے گا جب کہ مخلوق اسے دیکھے گی نہیں؟ فرمایا جس طرح انہیں روزی دیتا ہے اور وہ اسے دیکھتے نہیں۔ (ح300/907)

اور جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر خوش رہے گا وہ نہ ملنے والی چیز پر رنجیدہ نہیں ہوگا۔ (ح249/919)

حضرتؑ کے سامنے ایک نے دوسرے شخص کو فرزند کے پیدا ہونے پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ شہسوار مبارک ہو جس پر حضرتؑ نے فرمایا یہ نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ تم بخشنے والے (خدا) کے شکر گزار رہو، یہ بخشی ہوئی نعمت تمہیں مبارک یہ اپنے کمال کو پہنچے اور اس کی نیکی وسعادت تمہیں نصیب ہو۔ (ح354/921)

یہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے موت قبل از وقت آجائے یا رزق معین میں کمی ہو جائے۔ (ح374/928)

رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جس کی تلاش میں تم اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں ہے۔ اگر تم اس تک نہ پہنچ سکو گے تو تم تک پہنچ کر رہے گا لہٰذا اپنے ایک دن کی فکر پر سال بھر کی فکریں نہ لادو جو ہر دن کا رزق ہے وہ تمہارے لیے کافی ہے تو اللہ ہر نئے دن جو روزی اس نے تمہارے لیے مقرر کر رکھی ہے وہ تمہیں دے گا اور اگر تمہاری عمر کا کوئی سال باقی نہیں ہے تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ کوئی طلب گار تمہارے رزق کی طرف تم سے آگے بڑھ نہیں سکتا اور نہ کوئی غلبہ پانے والا اس میں تم پر غالب آسکتا

ہے اور جو تمہارے لیے مقرر ہو چکا ہے اس کے ملنے میں کبھی تاخیر نہ ہوگی۔(ح379/928)

جو گزر گیا اس کے لیے اللہ کی رحمت اور جو باقی رہ گیا اس کے لیے رزق الٰہی کے امیدوار رہو۔(ح416/938)

رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو خود ڈھونڈھا جاتا ہے چنانچہ جو دنیا کا طلبگار ہوتا ہے، موت اس کو ڈھونڈھتی ہے یہاں تک کہ دنیا سے اسے نکال کر باہر کر دیتی ہے اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہوتا ہے دنیا خود اسے تلاش کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اس سے تمام وکمال اپنی روزی حاصل کر لیتا ہے۔(ح431/943)

فرزند آدم کو فخر ومباہات سے کیسا ربط؟ جب کہ اس کی ابتدا نطفہ اور انتہاء مردار ہے، وہ نہ اپنے لیے روزی کا سامان کر سکتا ہے، نہ موت کو اپنے سے ہٹا سکتا ہے۔(ح454/947)

پورے یقین کے ساتھ اس امر کو جانے رہو کہ اللہ سبحانہ نے کسی بندے کے لیے چاہے اس کی تدبیریں بہت زبردست، اس کی جستجو شدید اور اس کی ترکیبیں طاقت ور ہوں اس سے زائد رزق نہیں قرار دیا جتنا کہ تقدیر الٰہی میں اس کے لیے مقرر ہو چکا ہے اور کسی بندے کے لیے اس کی کمزوری وبے چارگی کی وجہ سے لوح محفوظ میں اس کے مقررہ رزق تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی اس حقیقت کو سمجھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا سود ومنفعت کی راحتوں میں سب لوگوں سے بڑھ چڑھ کر ہے اور اسے نظر انداز کرنے اور اس میں شک وشبہ کرنے والا سب لوگوں سے زیادہ ریاکاری میں مبتلا ہے بہت سے وہ جنہیں نعمتیں ملی ہیں نعمتوں کی بدولت کم از کم عذاب کے نزدیک کیسے جا رہے ہیں اور بہت سوں کے ساتھ فقر وفاقہ کے پردہ میں اللہ کا لطف وکرم شامل حال ہے لہٰذا اے سننے والے! شکر زیادہ اور جلد بازی کم کرو اور جو تیری روزی کی حد ہے اس پر ٹھہرے رہو۔(ح273/900)

بندگی اور بندے

جبکہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا تھا چنانچہ وہ اسی کے حق سے بے خبر ہو گئے اوروں کو اس کا شریک بنا ڈالا شیاطین نے اس کی معرفت سے انہیں روگرداں اور اس کی عبادت سے الگ کر دیا اللہ نے ان میں اپنے رسولؐ مبعوث کیے اور لگاتار انبیاءؑ بھیجے تا کہ ان سے فطرت کے عہد و پیمان پورے ہوں، اس کی چھوڑی ہوئی نعمتیں یاد دلائیں، پیغام ربانی پہنچا کہ حجت تمام کریں عقل کے دفینوں کو ابھاریں اور انہیں قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔ (خ 1/89,87)

کچھ اس کے بندوں کے نگہبان اور جنت کے دروازوں کے پاسبان ہیں۔ (خ 1/87)

نہ اس کی عبادت سے کسی کو عار ہو سکتا ہے۔ (خ 45/202)

بلکہ یہ ساری مخلوق اسی کے قبضے میں ہے اور سب اس کے عاجز و ناتواں بندے ہیں۔ (خ 63/220)

اللہ کے بندو! اللہ کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ وہ بندہ محبوب ہے جسے اس نے نفس کی خلاف ورزی کی قوت دی ہے جس کا اندرونی لباس حزن اور بیرونی جامہ خوف ہے (یعنی اندوہ و ملال اسے چمٹا رہتا ہے اور خوف اس پر چھایا رہتا ہے) اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہے اور آنے والے دن کی مہمانی کا اس نے تہیہ کر رکھا ہے (موت کو) جو دور ہے اسے قریب سمجھا ہے اور سختیوں کو اپنے لیے آسان سمجھ لیا ہے، دیکھتا ہے تو بصیرت و معرفت حاصل کرتا ہے (اللہ کو) یاد کرتا ہے تو عمل کرنے پر تل جاتا ہے (وہ اس سرچشمہ ہدایت کا) شیریں و خوشگوار پانی پی کر سیراب ہوا ہے جس کے گھاٹ تک (اللہ کی رہنمائی سے) باآسانی پہنچ گیا ہے اس نے پہلی ہی دفعہ جھک کر پی لیا ہے اور ہموار راستے پر چل پڑا ہے۔ شہوتوں کا لباس اتار پھینکا ہے (دنیا کے) سارے اندیشوں سے بے فکر ہو کر صرف ایک ہی دھن میں لگا ہوا ہے وہ گمراہی کی حالت اور ہوس پرستوں کی ہوس رانیوں میں حصہ لینے سے دور رہتا ہے وہ ہدایت کے ابواب کھولنے اور ہلاکت و گمراہی کے دروازے بند کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے اس نے اپنا راستہ دیکھ لیا اور اس پر گامزن ہے (ہدایت کے) مینار کو پہچان لیا ہے اور دھاروں کو طے کر کے اس تک پہنچ گیا ہے محکم دلیلوں اور مضبوط سہاروں کو تھام لیا ہے وہ یقین کی وجہ سے ایک اجالے میں ہے جو سورج کی چمک دمک

کے مانند ہے وہ صرف اللہ کی خاطر سب سے اونچے مقصد کو پورا کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ ہر مشکل کو جو اس کے سامنے آئے مناسب طور سے حل کر دے ہر فرع کو اس کے اصل و ماخذ کی طرف راجع کرے تو وہ تاریکیوں میں روشنی پھیلانے والا، مشتبہ باتوں کو حل کرنے والا، الجھے ہوئے مسئلوں کو سلجھانے والا، گتھیوں کو دور کرنے والا اور لق و دق صحراؤں میں راہ دکھانے والا ہے، وہ بولتا ہے تو پوری طرح سمجھا دیتا ہے اور کبھی چپ ہو جاتا ہے اس وقت چپ رہنا ہی سلامتی کا ذریعہ ہے اس نے ہر کام اللہ کے لیے کیا ہے تو اللہ نے بھی اسے اپنا بنایا ہے وہ دین خدا کا معدن ہے اور گڑھی ہوئی زمین میں میخ کی طرح ہے اس نے اپنے لیے عدل کو لازم کر لیا ہے چنانچہ اس کے عدل کا پہلا قدم خواہشوں کو اپنے نفس سے دور رکھنا ہے، حق کو بیان کرتا ہے، تو اس پر بھی عمل کرتا ہے کوئی نیکی کی حد ایسی نہیں کہ جہاں نیکی کا امکان ہو اور اس نے قصد نہ کیا ہو، اس نے اپنی باگ ڈور قرآن کے ہاتھوں میں دے دی ہے، وہی اس کا رہبر، وہی اس کا پیشوا ہے جہاں اس کا بار گراں اترتا ہے وہیں اس کا سامان اترتا ہے جہاں اس کی منزل ہوتی ہے وہیں یہ بھی اپنا پڑاؤ ڈال دیتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک دوسرا شخص ہوتا ہے جس نے (زبردستی) اپنا نام عالم رکھ لیا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں ہے اس نے جاہلوں اور گمراہوں سے جہالتوں اور گمراہیوں کو بٹور لیا ہے اور لوگوں کے لیے غلط سلط باتوں کے جال بچھا رکھے ہیں قرآن کو اپنی رائے پر اور حق کو اپنی خواہشوں پر ڈھالتا ہے بڑے سے بڑے جرموں کا خوف لوگوں کے دلوں سے نکال لیتا ہے اور کبیرہ گناہوں کی اہمیت کو کم کرتا ہے کہتا تو یہ ہے کہ میں شبہات میں توقف کرتا ہوں حالانکہ انہیں میں پڑا ہوا ہے اس کا قول یہ ہے کہ میں بدعتوں سے الگ تھلگ رہتا ہوں حالانکہ انہی میں اس کا اٹھنا بیٹھنا ہے، صورت تو اس کی انسانوں کی سی ہے اور دل حیوانوں کا سا، نہ اسے ہدایت کا دروازہ معلوم ہے کہ وہاں تک آ سکے اور نہ گمراہی کا دروازہ پہچانتا ہے کہ اس سے اپنا رخ موڑ سکے یہ تو زندوں میں (چلتی پھرتی) لاش ہے۔ (خ 85/257)

اور نہ یہ ادعا کرتے ہیں کہ وہ کسی ایسی شی کو پیدا کر سکتے ہیں کہ جس کے پیدا کرنے میں وہ منفرد و یکتا ہے بلکہ وہ اس کے معزز بندے ہیں جو کسی بات کے کہنے میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے کہنے پر چلتے ہیں۔

وہ اس کی عبادت کی انتہاء کو نہیں پہنچ سکتے انہیں عبادت کا والہانہ شوق (کسی اور طرف لے جانے کی بجائے) ان کی قلبی امید و بیم کے ان ہی سرچشموں کی طرف لے جاتا ہے۔

چنانچہ توبہ کے بعد انہیں جنت سے نیچے اتار دیا تاکہ اپنی زمین کو ان کی اولاد سے آباد کرے اور ان کے ذریعے بندوں پر حجت پیش کرے۔ (خ 89/275,277,281,282)

لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند اللہ کو وہ بندہ ہے جسے اللہ نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا، اس طرح کہ وہ سیدھے راستے سے ہٹا ہوا اور بغیر رہنما کے چلنے والا ہو اگر اسے دنیا کی کھیتی (بونے) کے لیے بلایا جاتا ہے تو سرگرمی دیکھتا ہے اور آخرت کی کھیتی (بونے) کے لیے کہا جائے تو کاہلی کرنے لگتا ہے گویا جس چیز کے لیے اس نے سرگرمی دکھائی ہے وہ تو ضروری تھی اور جس میں سستی و کوتاہی کی ہے وہ اس سے ساقط تھی۔ (خ 101/310)

اگر تیرے رازہائے قدرت کی اس تہہ تک پہنچ جائیں کہ جو ان سے پوشیدہ ہے تو وہ اپنے ایمان کو بہت ہی حقیر سمجھیں گے اور اپنے نفسوں پر خوف گیری کریں گے اور یہ جان لیں گے کہ انہوں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا اور نہ کما حقہ تیری عبادت کی ہے، میں خالق و معبود جانتے ہوئے تیری تسبیح کرتا ہوں۔ (خ 107/323)

کیا تم انہیں سابقہ لوگوں کے گھروں میں نہیں بستے جو لمبی عمروں والے، پائیدار نشانیوں والے، بڑی بڑی امیدیں باندھنے والے، زیادہ گنتی شمار کرنے والے اور بڑے لاؤ لشکر والے تھے، وہ دنیا کی کس کس طرح پرستش کرتے رہے اور اسے آخرت پر کیسا کیسا ترجیح دیتے رہے پھر بغیر کسی زاد و رحال کے جو انہیں راستہ طے کر کے منزل تک پہنچاتا چل دیئے۔ (خ 109/331)

خدایا! ایسی سیرابی ہو کہ جو (مردہ زمینوں کو) زندہ کرنے والی، سیراب بنانے والی اور بھرپور برسنے والی اور سب جگہ پھیل جانیوالی اور پاکیزہ و بابرکت اور خوشگوار و شاداب ہو، جس سے نباتات پھلنے پھولنے لگیں شاخیں بار آور اور پتے ہرے بھرے ہو جائیں اور جس سے تو اپنے عاجز و زمین گیر بندوں کو سہارا دے کر اوپر اٹھائے اور اپنے مردہ شہروں کو زندگی بخش دے۔ (خ 113/341)

تم نے اللہ کی وجہ سے بندوں میں عزت و آبرو پائی لیکن اس کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک کر کے اس کا احترام و اکرام نہیں کرتے۔ (ک 115/345)

اگر یہ زمین و آسمان کسی بندے پر بند پڑے ہوں اور وہ اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے زمین و آسمان کی راہیں کھول دے گا۔ (ک 129/373)

اللہ سبحانہ بندوں کو ان کی بداعمالیوں کے وقت پھلوں کو کم کرنے، برکتوں کے روک لینے اور انعامات کے خزانوں کو بند کر دینے سے آزماتا ہے تا کہ توبہ کرنے والا توبہ کرے، (انکار و سرکشی سے) باز آنے والا باز آ جائے، نصیحت و عبرت حاصل کرنے والا نصیحت و بصیرت حاصل کر لے۔ (خ 141/391)

اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کے بندوں کو محکم و واضح قرآن کے ذریعے سے

بتوں کی پرستش سے خدا کی پرستش کی طرف اور شیطان کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت کی طرف نکال لے جائیں تاکہ بندے اپنے پروردگار سے جاہل و بے خبر رہنے کے بعد اسے جان لیں، ہٹ دھرمی اور انکار کے بعد اس کے وجود کا یقین اور اقرار کریں۔(خ145/399)

بلاشبہ آئمہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حاکم ہیں اور اس کو بندوں سے پہچنوانے والے ہیں۔(خ150/410)

قرآن حکیم میں اللہ کے ان اٹل اصولوں میں سے جن پر وہ سزا و جزا دیتا ہے اور راضی و ناراض ہوتا ہے یہ چیز ہے کہ کسی بندے کو چاہے وہ جو کچھ جتن کر ڈالے دنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ میں جانا ذرا فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب کہ وہ ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت پر توبہ کیے بغیر مر جائے۔ایک فرائض عبادت میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا ہو یا کسی کو ہلاک کر کے اپنے غضب کو ٹھنڈا کیا ہو یا دوسرے کے کئے پر عیب لگایا ہو یا دین میں بدعتیں ڈال کر لوگوں سے اپنا مقصد پورا کیا ہو یا لوگوں سے دورخی چال چلتا ہو یا دوزبانوں سے لوگوں سے گفتگو کرتا ہو اس بات کو سمجھو اس لیے کہ ایک نظیر دوسری نظیر کی دلیل ہوا کرتی ہے۔(خ151/413)

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے: وہ اپنے خیال میں اس کا دعوے دار بنتا ہے کہ اس کا دامن امید اللہ سے وابستہ ہے خدائے برتر کی قسم وہ جھوٹا ہے (اگر ایسا ہی ہے) تو پھر کیوں اس کے اعمال میں اس امید کی جھلک نمایاں نہیں ہوتی جب کہ ہر امیدوار کے کاموں سے اس کی پہچان ہوا کرتی ہے سوائے اس امید کے کہ جو اللہ سے لگائی جائے کہ اس میں کھوٹ پایا جاتا ہے اور ہر خوف و ہراس جو (دوسروں سے ہو) ایک مسلمہ حقیقت رکھتا ہے مگر اللہ کا خوف غیر یقینی ہے، وہ اللہ سے بڑی چیزوں کا اور بندوں سے چھوٹی چیزوں کا امیدوار ہوتا ہے پھر بھی جو عاجزی کا رویہ بندوں سے رکھتا ہے وہ اللہ سے نہیں برتتا تو آخر کیا بات ہے کہ اللہ کے حق میں اتنا بھی نہیں کیا جاتا جتنا بندوں کے لیے کیا جاتا ہے کیا تمہیں کبھی اس بات کا اندیشہ ہوا ہے کہ کہیں تم ان امیدوں (کے دعوؤں) میں جھوٹے تو نہیں؟ یا یہ کہ تم اسے محل امید ہی نہیں سمجھتے یوں ہی انسان اگر اس کے بندوں میں سے کسی بندے سا ڈرتا ہے تو جو خوف کی صورت اس کے لیے اختیار کرتا ہے اللہ کے لیے وہی صورت اختیار نہیں کرتا انسانوں کا خوف نقد کی صورت میں رکھا ہوا ہے اور اللہ کا ڈر صرف ٹال مٹول اور (غلط سلط) وعدے، یوں ہی جس کی نظروں میں دنیا عظمت پا لیتی ہے اور اس کے دل میں اس کی عظمت و وقعت بڑھ جاتی ہے تو وہ اسے اللہ پر ترجیح دیتا ہے۔

اور اس کی طرف مڑتا ہے اور اسی کا بندہ ہو کر رہ جاتا ہے، ان کی پیروی کرنے والا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا ہی اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔(خ158/430,432)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو بندوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ (خ161/438)

یاد رکھو کہ اللہ کے نزدیک سب بندوں سے بہتر وہ انصاف پرور حاکم ہے جو خود بھی ہدایت پائے اور دوسروں کو بھی ہدایت کرے اور جانی پہچانی ہوئی سنت کو مستحکم کرے اور انجانی بدعتوں کو فنا کرے سنتوں کے نشانات جگمگا رہے ہیں اور بدعتوں کی علامتیں بھی واضح ہیں اور اللہ کے نزدیک سب بندوں سے بدتر وہ ظالم حاکم ہے جو گمراہی میں پڑا رہے اور دوسرے بھی اس کی وجہ سے گمراہی میں پڑیں اور (رسولؐ سے) حاصل کی ہوئی سنتوں کو تباہ اور قابل ترک بدعتوں کو زندہ کرے، میں نے رسولؐ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن ظالم کو اس طرح لایا جائے گا کہ نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی عذر خواہ اور اسے (سیدھا) جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس میں اس طرح چکر کھائے گا جس طرح چکی گھومتی ہے پھر اسے جہنم کے گہراؤ میں جکڑ دیا جائے گا۔ (ک162/442)

اللہ سے اس کے بندوں اور اس کے شہروں کے بارے میں ڈرتے رہو اس لیے کہ تم سے (ہر چیز کے متعلق) سوال کیا جائے گا یہاں تک کہ زمینوں اور چوپاؤں کے متعلق بھی۔ (خ165/456)

جس میں بسنے والا فرشتوں کا وہ گروہ بنایا ہے جو تیری عبادت سے اکتاتا نہیں۔ (ک169/460)

اے اللہ کے بندو! میں تمہیں تقویٰ و پرہیز گاری کی ہدایت کرتا ہوں کیونکہ بندے جن چیزوں کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے ہیں ان میں تقویٰ سب سے بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک تمام چیزوں کے نتائج سے بہتر و برتر ہے۔(خ171/464)

خدا کی قسم! میں نے کسی پرہیز گار کو نہیں دیکھا کہ تقویٰ اس کے لیے مفید ثابت ہوا ہو جب تک کہ اس نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی ہو، وہ ظلم جو بخش دیا جائے گا وہ ہے جو بندہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر کرتا ہے اور وہ ظلم کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنا ہے، جس کا آخرت میں سخت بدلہ لیا جائے گا، وہ کوئی چھریوں سے کچوکے دینا اور کوڑوں سے مارنا نہیں ہے بلکہ ایک ایسا سخت عذاب ہے، جس کے مقابلہ میں یہ چیزیں بہت ہی کم ہیں۔(خ174/475,477)

اور وہ بندوں پر ظلم کرنے سے بالاتر ہے بلاشبہ ہمارا معاملہ ایک امر مشکل و دشوار ہے، جس کا متحمل وہی بندۂ مومن ہوگا جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے پرکھ لیا ہو اور ہمارے قول و حدیث کو صرف امانت دار سینے اور ٹھوس عقلیں ہی محفوظ رکھ سکتی ہیں۔(خ183/500)

اللہ اپنے بندوں کا جو بجائے خود اپنی بڑائی کا گھمنڈ رکھتے ہیں امتحان لیتا ہے، اپنے دوستوں کے ذریعے جو ان کی

نظروں میں عاجز و بے بس ہیں۔

لیکن اللہ سبحانہ اپنے بندوں کو گونا گوں سختیوں سے آزماتا ہے اور ان سے ایسی عبادت کا خواہاں ہے کہ جو طرح طرح کی مشقتوں سے بجالائی گئی ہو اور قسم قسم کی ناگواریوں سے جانچتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تمکنت و غرور کو نکال باہر کرے اور ان کے نفوس میں عجز و فروتنی کو جگہ دے اور یہ کہ اس ابتلاء و آزمائش (کی راہ) سے اپنے فضل و احسان کے کھلے ہوئے دروازوں تک (انہیں) پہنچائے اور اسے اپنی معافی و بخشش کا آسان وسیلہ و ذریعہ قرار دے۔ (خ190/533,536)

عبادت میں عجز و نیاز مندی۔ (خ191/555)

وہ (خداوند عالم) بیابانوں میں چوپاؤں کے نالے سنتا ہے تنہائیوں میں بندوں کے گناہوں سے آگاہ ہے۔ (خ196/566)

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ اور بندوں کے سید و سردار ہیں۔ (خ196/566)

میں اس کا بے اختیار بندہ ہوں اور اپنے نفس پر ستم راں ہوں۔ (خ213/602)

اور اگر ایسا ہوسکتا ہے کہ اس کا حق تو دوسروں پر ہو لیکن اس پر کسی کا حق نہ ہو تو یہ امر ذات باری کے لیے مخصوص ہے نہ اس کی مخلوق کے لیے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر پورا تسلط و اقتدار رکھتا ہے، اس نے تمام ان چیزوں میں کہ جن پر اس کے فرمان قضا جاری ہوئے ہیں عدل کرتے ہوئے (ہر صاحب حق کا حق دے دیا) اس نے بندوں پر اپنا یہ حق رکھا ہے کہ وہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور اس نے محض اپنے فضل و کرم اور اپنے احسان کو وسعت دینے کی بنا پر کہ جس کا وہ اہل ہے ان کا کئی گنا اجر قرار دیا ہے۔

ہم اور تم اسی رب کے بے اختیار بندے ہیں کہ جس کے علاوہ کوئی رب نہیں۔ (خ214/603,607)

ایسے لوگ اس میں اللہ کے لیے صبح و شام تسبیح کرتے ہیں کہ جنہیں خدا کے ذکر سے نہ تجارت غافل کرتی ہے، نہ خرید فروخت۔ (ک197/572)

اور ہر عبادت گاہ سے اس کے پجاری، ہر معبود سے اس کے پرستار اور ہر پیشوا سے اسکے مقتدی ملحق ہو جائیں گے۔ (خ220/623)

جس کے قول و فعل، خفیہ و اعلانیہ (اعمال) میں اختلاف نہ ہو تو اس نے امانت کو ادا کیا اور عبادت کو خلوص سے بجا لایا۔ (دعا26/688)

اسی کا دامن تھامو جس نے تمہیں پیدا کیا اور رزق دیا اور ٹھیک ٹھاک بنایا اسکی بس پرستش کرو اسی کی طلب ہو اسی کا ڈر

ہو۔

دوسروں کے غلام نہ بن جاؤ جب کہ اللہ نے تمہیں آزاد بنایا ہے۔(ر31/709,715)

(تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ) میں نے اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تمہاری طرف بھیجا ہے جو خطرے کے وقت سوتا نہیں ہے اور خوف کی گھڑیوں میں دشمن سے ہراساں نہیں ہوتا اور فاجروں کے لیے جلانے والی آگ سے بھی زیادہ سخت ہے وہ مالک ابن حارثؓ مذحجی ہیں۔

کیونکہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے کہ جس کی نہ دھار کند ہوتی ہے اور نہ اس کا وار خالی جاتا ہے۔(ر38/729)

اور جو خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو بندوں کے بجائے اللہ اس کا حریف و دشمن بن جاتا ہے اور جس کا وہ حریف و دشمن ہو، اس کی ہر دلیل کو کچل دے گا اور وہ اللہ سے برسرپیکار رہے گا یہاں تک کہ باز آئے اور توبہ کرلے۔

اور اللہ نے عہد و پیمان کی پابندی کو امن کا پیغام قرار دیا ہے کہ جسے اپنی رحمت سے بندوں میں عام کردیا ہے اور ایسی پناہ گاہ بنایا ہے کہ جس کے دامن حفاظت میں پناہ لینے اور اس کے جوار میں منزل کرنے کے لیے وہ تیزی سے بڑھتے ہیں۔

اور قیامت کے دن اللہ سبحانہ سب سے پہلے جو فیصلہ کرے گا، وہ انہیں خونوں کا جو بندگان خدا نے ایک دوسرے کے بہائے ہیں۔(ر53/756,774,775)

اپنے نفس کو بہانے کر کے عبادت کی راہ پر لاؤ اور اس کے ساتھ نرم رویہ رکھو، دباؤ سے کام نہ لو جب وہ دوسری فکروں سے فارغ البال اور چونچال ہو اس وقت اس سے عبادت کا کام لو، مگر جو واجب عبادتیں ہیں ان کی بات دوسری ہے انہیں تو بہرحال ادا کرنا ہے اور وقت پر بجالانا ہے۔(ر69/801)

اور خداوند عالم اپنے بندوں میں سے نیک نیتی اور پاکدامنی کی وجہ سے جسے چاہتا ہے جنت میں داخل کرتا ہے۔(ح42/823)

اس نے پیغمبروں کو بطور تفریح نہیں بھیجا اور بندوں کے لیے کتابیں بے فائدہ نہیں اتاری ہیں اور نہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے ان سب کو بیکار پیدا کیا ہے، یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا تو افسوس ان پر جنہوں نے کفر اختیار کیا آتش جہنم کے عذاب سے۔(ح78/832)

نیکی یہ نہیں کہ تمہارے مال و اولاد میں فراوانی ہو جائے بلکہ خوبی یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ ہو، حلم بڑا ہو اور تم اپنے پروردگار کی عبادت پر ناز کرسکو اب اگر اچھا کام کرو تو اللہ کا شکر بجالاؤ اور اگر کسی برائی کا ارتکاب کرو تو توبہ و استغفار

کرو۔(ح94/836)

اور عبادت لوگوں پر تفوق جتلانے کے لیے ہوگی۔(ح102/838)

یہ وہ گھڑی ہے جس میں بندہ جو بھی دعا مانگے مستجاب ہوگی سوائے اس شخص کے جو سرکاری ٹیکس وصول کرنے والا یا لوگوں کی برائیاں کرنے والا یا (کسی ظالم حکومت کی) پولیس میں ہو یا سارنگی یا ڈھول تاشہ بجانے والا ہو۔(ح104/840)

اور ادائے فرائض کے مانند کوئی عبادت نہیں۔(ح113/843)

اور اللہ کی ان نعمتوں کی وجہ سے اس کے بندوں پر اور اس کی حجتوں کی وجہ سے اس کے دوستوں پر تفوق و برتری جتلانے والا۔(ح147/855)

اور جہاں بندہ ایک نعمت اس وقت نہیں پاتا جب تک دوسری نعمت جدا نہ ہو جائے اور اس کی عمر کا ایک دن آتا نہیں جب تک کہ ایک دن اسکی عمر سے کم نہ ہو جائے۔(ح191/868)

جو ایسے کا حق ادا کرے کہ جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو وہ اس کی پرستش کرتا ہے۔(ح164/862)

آخرت کے لیے برا توشہ بندگان خدا پر ظلم و تعدی کرنا ہے۔(ح221/875)

ایک جماعت نے اللہ کی عبادت ثواب کی رغبت و خواہش کے پیش نظر کی یہ سودا کرنے والوں کی عبادت ہے، ایک اور جماعت نے خوف کی وجہ سے اس کی عبادت کی یہ غلاموں کی عبادت ہے اور ایک جماعت نے از روئے شکر و سپاس گزاری اس کی عبادت کی یہ آزادوں کی عبادت ہے۔(ح237/880)

اور تیرے سامنے اپنی بداعمالیوں کو پیش کرتا رہوں جس کے نتیجہ میں تیرے بندوں سے تقرب حاصل کروں اور تیری خوشنودیوں سے دور ہی ہوتا چلا جاؤں۔(ح276/902)

کسی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا نہیں ہوتا جب تک اپنے ہاتھ میں موجود ہونے والے مال سے اس پر زیادہ اطمینان نہ ہو جو قدرت کے ہاتھ میں ہے۔(ح310/909)

اگر کوئی بندہ موت و حیات اور اس کے انجام کو دیکھے تو امیروں اور ان کے فریب سے نفرت کرنے لگے۔(ح334/916)

اللہ سبحانہ نے اپنی اطاعت پر ثواب اور اپنی معصیت پر سزا اس لیے رکھی کہ اپنے بندوں کو عذاب سے دور کرے اور جنت کی طرف گھیر کرلے جائے۔(ح368/925)

کسی بندے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دو چیزوں پر بھروسا کرے ایک صحت اور دوسرے دولت کیونکہ ابھی تم کسی کو تندرست دیکھ رہے تھے کہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے بیمار پڑ جاتا ہے اور ابھی تم اسے دولت مند دیکھ رہے تھے کہ وہ فقیر و نادار ہو جاتا ہے۔(ح426/941)

بندوں کی منفعت رسائی کے لیے اللہ کچھ بندگان خدا کو نعمتوں سے مخصوص کر لیتا ہے لہٰذا جب تک وہ دیتے دلاتے رہتے ہیں اللہ ان نعمتوں کو ان کے ہاتھوں میں برقرار رکھتا ہے اور جب ان نعمتوں کو روک لیتے ہیں تو اللہ ان سے چھین کر دوسروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔(ح425/941)

ایسا نہیں کہ اللہ کسی بندے کے لیے شکر کا دروازہ کھولے اور (نعمتوں کی) افزائش کا دروازہ بند کر دے اور کسی بندے کے لیے دعا کا دروازہ کھولے اور قبولیت کو اس کے لیے بند رکھے اور کسی بندے کے لیے توبہ کا دروازہ کھولے اور مغفرت کا دروازہ اس کے لیے بند کر دے۔(ح435/944)

پھر یہ کہ اس نے کشادہ فضاء وسیع اطراف واکناف اور خلا کی وسعتیں خلق کیں اور ان میں ایسا پانی بہایا جس کے دریائے مواج کی لہریں طوفان اور بحر ذخار کی موجیں تہہ بہ تہہ تھیں اسے تیز ہوا اور تند آندھی کی پشت پر لادا، پھر اسے پانی کے پلٹانے کا حکم دیا اور اسے اس کے پابند رکھنے پر قابو دیا اور اسے پانی کی سرحد سے ملا دیا اس کے نیچے ہوا دور تک پھیلی ہوئی تھی اور اوپر پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا پھر اللہ سبحانہ نے اس پانی کے اندر ایک ہوا خلق کی جس کا چلنا بانجھ و بے ثمر تھا اور اسے اس کے مرکز پر قرار رکھا اس کے جھونکے تیز کر دیئے اور اس کے چلنے کی جگہ دور دراز تک پھیلا دی پھر اس ہوا کو معمور کیا کہ وہ پانی کے ذخیرے کو تھپیڑے دے اور بحر بیکراں کی موجوں کو اچھالے اس ہوا نے پانی کو یوں متھ دیا جس طرح دہی کے مشکیزے کو متھا جاتا ہے اور اسے دھکیلتی ہوئی تیزی سے چلی جس طرح خالی فضا میں چلتی ہے اور پانی کے ابتدائی حصے کو آخری حصے پر اور ٹھیرے ہوئے کو چلتے پانی پر پلٹانے لگی یہاں تک کہ اس متلاطم پانی کی سطح بلند ہوگئی اور وہ تہ بہ تہ پانی جھاگ دینے لگا، اللہ نے وہ جھاگ کھلی ہوا اور کشادہ فضاء کی طرف اٹھائی اور اس سے ساتوں آسمان پیدا کیے، نیچے والے آسمان کو رکی ہوئی موج کی طرح بنایا اور اوپر والے آسمان کو محفوظ چھت اور بلند عمارت کی صورت میں اس طرح قائم کیا کہ نہ تو ستونوں کے سہارے کی حاجت تھی نہ بندھنوں سے جوڑنے کی ضرورت، ان کو ستاروں کی سج دھج اور روشن تاروں کی چمک دمک سے آراستہ کیا اور ان میں ضوپاش چراغ اور جگمگاتا چاند رواں کیا جو گھومنے والے فلک، چلتی پھرتی چھت اور جنبش کھانے والی لوح میں ہے۔ (خ 1/84)

اس نے بغیر (کسی چیز سے) وابستہ کیے اس کے شگافوں کے نشیب وفراز کو مرتب کر دیا اور دراڑوں کی کشادگیوں کو ملا دیا اور انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا اور اس کے احکام کو لے کر اترنے والوں اور خلق کے اعمال کو لے کر چڑھنے والوں کے لیے اس کی بلندیوں کی دشوار گزاری کو آسان کر دیا ابھی وہ آسمان دھوئیں ہی کی شکل میں تھے کہ اللہ نے انہیں پکارا تو فوراً ان کے تسموں کے رشتے آپس میں متصل ہو گئے اس نے ان کے بند دروازوں کو بستہ ہونے کے بعد کھول دیا

اوران کے سوراخوں پر ٹوٹتے ہوئے تاروں کے نگہبان کھڑے کردیئے اور انہیں پہلے زور سے روک دیا کہ کہیں وہ ہوا کے پھیلاؤ میں ادھر ادھر نہ ہو جائیں اور انہیں معمور کیا کہ وہ اس کے حکم کے سامنے سر جھکائے ہوئے اپنے مرکز پر ٹھہرے رہیں، اس نے فلک کے سورج کو ان کے روشن نشان اور چاند کو رات کی دھندلی نشانی قرار دیا ہے اور انہیں ان کی منزلوں پر چلایا ہے اوران کی گزرگاہوں میں ان کی رفتار مقرر کر دی ہے تاکہ ان کے ذریعے سے شب و روز کی تمیز ہو سکے اور انہیں کے اعتبار سے برسوں کی گنتی اور دوسرے حساب جانے جاسکیں پھر یہ کہ اس نے آسمانی فضاء میں اس فلک کو آویزاں کیا اور اس میں اس کی آرائش کے لیے منے منے موتیوں ایسے تارے اور چراغوں کی طرح چمکتے ہوئے ستارے آویزاں کیے اور چوری چھپے کان لگانے والوں پر ٹوٹتے ہوئے تاروں کے تیر چلائے اور ستاروں کو اپنے جبر وقہر سے ان کے ڈھرے پر لگایا کہ کوئی ثابت رہے اور کوئی سیار، کبھی اتار ہو اور کبھی ابھار، کسی میں نحوست ہو اور کسی میں سعادت۔ (خ89/272)

پھر خداوند عالم نے بلند آسمانوں کے درمیان شگاف پیدا کیے اور ان کی وسعتوں کو طرح طرح کے فرشتوں سے بھر دیا۔(خ1/85)

پھر وہ ہیں جن کے قدم زمین کی تہ میں جمے ہوئے ہیں اور ان کے پہلو اطراف عالم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں ان کے شانے عرش کے پایوں سے میل کھاتے ہیں عرش کے سامنے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہیں۔(ک1/86)

اللہ نے زمین کو تہ و بالا ہونے والی مہیب لہروں، بھر پور سمندروں کی انتھاہ گہرائیوں کے اوپر پایا جہاں موجیں موجوں سے ٹکرا کر تھپیڑے کھاتی تھیں اور لہریں لہروں کو دھکیل کر گونج اٹھتی تھیں اور اس طرح پھین دے رہی تھیں جس طرح مستی و ہیجان کے عالم میں نر اونٹ۔ چنانچہ اس متلاطم پانی کی طغیانیاں زمین کے بھاری بوجھ کے دباؤ سے فرو ہو گئیں اور جب اس نے اپنا سینہ اس پر ٹیک کر اسے روندا تو سارا جوش وخروش ٹھنڈا پڑ گیا اور جب اپنے شانے ٹکا کر اس پر لوٹی، تو وہ ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ رام ہو گیا اور ذلت کی لگاموں میں اسیر ہو کر مطیع ہو گیا اور زمین اس طوفان خیز پانی کے گہراؤ میں اپنا دامن پھیلا کر ٹھہر گئی اور اس کے اٹھلانے اور سر اٹھانے کے غرور وتکبر سے ناک اوپر چڑھانے اور بہاؤ میں تفوق و سر بلندی دکھانے کا خاتمہ کر دیا اور اس کی روانی کی بے اعتدالیوں پر ایسے بند باندھے کہ وہ اچھلنے کودنے کے بعد (بالکل بے دم) ہو کر ٹھہر گیا اور جست وخیز کی سرمستیاں دکھا کر تھم گیا جب اس کے کناروں کے نیچے پانی کی طغیانی کا زور وشور سکون پذیر ہوا اور اس کے کاندھوں پر اونچے اونچے اور چوڑے چکلے پہاڑوں کا بوجھ لد گیا، (تو اللہ نے) اس کے ناک کے بانسوں سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے جنہیں دور دراز جنگلوں اور کھدے ہوئے گڑھوں میں پھیلا دیا اور پتھروں کی مضبوط چٹانوں اور بلند چوٹیوں والے پتھریلے پہاڑوں

سے اس کی حرکت میں اعتدال پیدا کیا چنانچہ اس کی سطح کے مختلف حصوں میں پہاڑوں کے ڈوب جانے اور اس کے ہموار حصوں کی بلندیوں اور پست سطحوں پر سوار ہو جانے کی وجہ سے اس کی تھرتھراہٹ جاتی رہی اور اللہ نے زمین سے لے کر فضائے بسیط تک پھیلاؤ اور وسعت رکھی اور اس میں رہنے والوں کو سانس لینے کو ہوا مہیا کی اور اس میں بسنے والوں کو ان کی تمام ضروریات کے ساتھ ٹھہرایا پھر اس نے چٹیل زمینوں کی کہ جن کی بلندیوں تک نہ چشموں کا پانی پہنچ سکتا ہے اور نہ نہروں کے نالے وہاں تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ رکھتے ہیں یونہی نہیں رہنے دیا، بلکہ ان کے لیے ہوا پر اٹھنے والی گھٹائیں پیدا کیں جو مردہ زمین میں زندگی کی لہریں دوڑا دیتی ہیں اور اس سے گھاس پات اگاتی ہیں، اس نے ابر کی بکھری ہوئی چمکیلی ٹکڑیوں اور پراگندہ بدلیوں کو ایک جا کر کے ابر محیط بنایا اور جب اس کے اندر پانی کے ذخیرے حرکت میں آ گئے اور اس کے کناروں میں بجلیاں تڑپنے لگیں اور برق کی چمک سفید ابروں کی تہوں اور گھنے بادلوں کے اندر مسلسل جاری رہی تو اللہ نے انہیں موسلا دھار برسنے کے لیے بھیج دیا اس طرح کہ اس کے اندر پانی سے بھرے ہوئے بوجھل ٹکڑے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوائیں انہیں مسل مسل کر برسنے والے مینہ کی بوندیں اور ایک دم ٹوٹ پڑنے والی بارش کے بھالے برسا رہی تھیں، جب بادلوں نے اپنا مینہ ہاتھ پیروں سمیت زمین پر ٹیک دیا اور پانی کا سارا لدا لدایا بوجھ اس پر پھینک دیا تو اللہ نے افتادہ زمینوں سے سرسبز کھیتیاں اگائیں اور خشک پہاڑوں پر ہرا بھرا سبزہ پھیلا دیا زمین بھی اپنے مرغزاروں کے بناؤ سنگار سے خوش ہو کر جھومنے لگی اور ان شگوفوں کی اوڑھنیوں سے جو اسے اوڑھا دی گئی تھیں اور ان شگفتہ و شاداب کلیوں کے زیوروں سے جو اسے پہنا دیئے گئے تھے اترانے لگی اللہ نے ان چیزوں کو لوگوں کی زندگی کا وسیلہ اور چوپاؤں کا رزق قرار دیا ہے اور اس نے زمین کی سمتوں میں کشادہ راستے نکالے ہیں اور اس کی شاہراہوں پر چلنے والوں کے لیے روشنی کے مینار نصب کیے ہیں جب اللہ نے فرش زمین بچھایا اور اپنا کام پورا کیا۔ (خ89/278)

اور یونہی آسمان، فضاء، ہوا اور پانی برابر ہیں۔ لہٰذا تم سورج، چاند، سبزے، درخت، پانی اور پتھر کی طرف دیکھو اور اس رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے اور ان دریاؤں کے جاری ہونے اور ان پہاڑوں کی بہتات اور ان چوٹیوں کی اچان پر نگاہ دوڑاؤ اور ان نعمتوں اور قسم قسم کی زبانوں کے اختلاف پر نظر کرو اس کے بعد افسوس ہے ان پر جو قضا و قدر کی مالک اور نظم و انضباط کے قائم کرنے والی ہستی سے انکار کرے انہوں نے تو یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ گھاس پھونس کی طرح خود بخود اگ آئے ہیں نہ ان کا کوئی بونے والا ہے انہوں نے اپنے اس دعویٰ کی بنیاد کسی دلیل پر نہیں رکھی اور نہ سنی سنائی باتوں کی تحقیق کی ہے (ذرا سوچو تو کہ) کیا کوئی عمارت بغیر بنانے والے کے ہوا کرتی ہے اور کوئی جرم بغیر مجرم کے ہوتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات کہ جس کے سامنے آسمان وزمین میں جو کوئی بھی ہے خوشی یا مجبوری سے بہر صورت سجدہ میں گرا ہوا ہے اور اس کے لیے رخسار اور چہرے کو خاک پر مل رہا ہے اور عجز وانکسار سے اس کے آگے سرنگوں ہے اور خوف ودہشت سے اپنی باگ دوڑ سونپے ہوئے ہے۔

اور یہ بھاری بوجھل بادل پیدا کیے کہ جن سے موسلا دھار بارشیں برسائیں اور حصہ رسدی مختلف (سرزمینوں پر) انہیں بانٹ دیا اور زمین کو اس کے خشک ہو جانے کے بعد تر بتر کر دیا اور بنجر ہونے کے بعد اس سے لہلہاتا ہوا سبزہ اگایا۔ (خ183/502,503,504)

وہ اس وقت بھی دائم وبرقرار تھا جب کہ نہ برجوں والا آسمان نہ بلند دروازوں والے حجاب تھے، نہ اندھیری راتیں، نہ ٹھہرا ہوا سمندر، نہ لمبے چوڑے راستوں والے پہاڑ، نہ آڑھی ترچھی پہاڑی راہیں اور نہ بچھے ہوئے فرشوں والی زمین، نہ کس بل رکھنے والی مخلوق تھی، وہی مخلوقات کو پیدا کرنے والا اور اس کا وارث ہے اور کائنات کا وارث ہے اور کائنات کا معبود اور ان کا رازق ہے سورج اور چاند اس کی منشا کے مطابق (ایک ڈھیر پر) بڑھے جانے کی سر توڑ کوششوں میں لگے ہوئے ہیں جو ہر نئی چیز کو فرسودہ اور دور کی چیزوں کو قریب کر دیتے ہیں۔ (خ88/266)

تو نے فرشتوں کو آسمانوں میں بنایا اور انہیں زمین کی سطح سے بلند رکھا۔

یہاں تک کہ نوشتہ (تقدیر) اپنی میعاد کو اور حکم الٰہی اپنی مقررہ حد کو پہنچ جائے گا اور پچھلوں کو اگلوں کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور فرمان قضا پھر سرے سے پیدا کرنے کا ارادہ لے کر آئے گا تو آسمانوں کو جنبش میں لائے گا اور انہیں پھاڑ دے گا اور زمین کو ہلا ڈالے گا اور اس کی بنیادیں کھوکھلی کر دے گا اور پہاڑوں کو جڑ وبنیاد سے اکھاڑ دے گا اور وہ اس کے جلال کی ہیبت اور قہر وغلبہ کی دہشت سے آپس میں ٹکرانے لگیں گے وہ زمین کے اندر سے سب کو نکالے گا اور انہیں سڑ گل جانے کے بعد پھر از سر نو تر وتازہ کرے گا۔ (خ107/323,326)

اے لوگو! مجھ کھونے سے پہلے مجھ سے پوچھ لو اور میں زمین کی راہوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں قبل اس کے کہ وہ فتنہ اپنے پیروں کو اٹھائے جو پہاڑ کو بھی اپنے پیروں کے نیچے روندر ہا ہو اور جس نے لوگوں کی عقلیں زائل کر دی ہوں۔ (خ187/516)

چنانچہ اس آفرینش پر گواہی دینے والوں میں آسمانوں کی خلقت ہے کہ جو بغیر ستونوں کے ثابت وبرقرار اور بغیر سہارے کے قائم ہیں خداوند عالم نے انہیں پکارا تو یہ بغیر کسی سستی اور توقف کے اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے لبیک کہہ

اٹھے اگر وہ اس کی ربوبیت کا اقرار نہ کرتے اور اس کے سامنے سراطاعت نہ جھکاتے تو وہ انہیں اپنے عرش کا مقام اور اپنے فرشتوں کا مسکن اور پاکیزہ کلموں اور مخلوق کے نیک عملوں کے بلند ہونے کی جگہ نہ بناتا، اللہ نے ان کے ستاروں کو ایسی روشن نشانیاں قرار دیا ہے کہ جن سے حیران وسرگردان اطراف زمین کی راہوں میں آنے جانے کے لیے رہنمائی حاصل کرتے ہیں، اندھیری رات کی اندھاریوں کے سیاہ پردے ان کے نور کی ضو پاشیوں کو نہیں روکتے اور نہ شب ہائے تاریک کی تیرگی کے پردے یہ طاقت رکھتے ہیں کہ وہ آسمانوں میں پھیلے ہوئے چاند کے نور کی جگمگاہٹ کو پلٹا دیں، پاک ہے وہ ذات جس پر پست زمین کے قطعوں اور باہم ملے ہوئے سیاہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں اندھیری رات کی اندھاریاں اور سکون شب کی ظلمتیں پوشیدہ نہیں اور نہ افق آسمان میں رعد وگرج اس سے مخفی ہے اور نہ وہ چیزوں کہ جن پر بادلوں کی بجلیاں کوند کر ناپید ہو جاتی ہیں اور نہ وہ پتے جو (ٹوٹ کر) گرتے ہیں کہ جنہیں (بارش کے) پچھتروں کی تند ہوائیں اور موسلا دھار بارشیں ان کے گرنے کی جگہ سے ہٹا دیتی ہیں، وہ جانتا ہے کہ بارش کے قطرے کہاں گریں گے اور کہاں ٹھہریں گے اور چھوٹی چیونٹیاں کہاں رینگیں گی اور کہاں اپنے کو کھینچ کر لے جائیں گی اور مچھروں کو کون سی روزی کفایت کرے گی اور مادہ اپنے پیٹ میں کیا لیے ہوئے ہے۔(خ 180/486)

دیکھو! یہ زمین جو تمہیں اٹھائے ہوئے ہے اور یہ آسمان جو تم پر سایہ گستہ ہے، دونوں تمہارے پروردگار کے زیر فرمان ہیں یہ اپنی برکتوں سے اس لیے تمہیں مالا مال نہیں کرتے کہ ان کا دل تم پر کڑھتا ہے یا تمہارا تقرب چاہتے ہیں یا کسی بھلائی کے تم سے امیدوار ہیں بلکہ یہ تو تمہاری منفعت رسانی پر مامور ہیں جسے بجالاتے ہیں اور تمہاری مصلحتوں کی حدوں پر انہیں ٹھہرایا گیا ہے چنانچہ یہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔(خ 141/391)

اور آسمان زمین نے اپنی کنجیاں اس کے آگے ڈال دی ہیں اور تروتازہ درخت، صبح وشام اس کے آگے سربسجود ہیں اور اپنی شاخ سے چمکتی ہوئی آگ (کے شعلے) بھڑکاتے ہیں اور اس کے حکم سے (پھل پھول کر) پکے ہوئے میوؤں کی ڈالیاں پیش کرتے ہیں۔(خ 131/379)

پھر امانت کا ادا کرنا جو اپنے کو امانت کا اہل نہ بنا سکے وہ ناکام و نامراد ہے اس امانت کو مضبوط آسمانوں پر پھیلی ہوئی زمینوں اور لمبے چوڑے گڑے ہوئے پہاڑوں پر پیش کیا گیا بھلا ان سے تو بڑھ کر کوئی چیز لمبی، چوڑی، اونچی اور بڑی نہیں ہے تو اگر کوئی چیز لمبائی چوڑائی یا قوت اور غلبہ کے بل بوتے پر سرتابی کر سکتی ہوتی تو یہ سرتابی کر سکتے تھے لیکن یہ تو اس کے عتاب سے ڈر گئے اور اس چیز کو جان گئے جسے ان سے کمزور تر مخلوق انسان نہ جان سکا بلاشبہ انسان بڑا ناانصاف اور بڑا جاہل ہے۔(ک 197/573)

اس کے پاس سارے آسمان وزمین کے لشکر ہیں اور وہ غلبہ اور حکمت والا ہے اور تم سے قرض مانگا ہے حالانکہ آسمان و زمین کے خزانے اس کے قبضہ میں ہیں اور وہ بے نیاز لائق حمد وثناء ہے۔(ح181/498)

اے اللہ! اے اس بلند آسمان اور تھمتی ہوئی فضا کے پروردگار! تو نے جسے شب وروز کے سر چھپانے، چاند اور سورج کے گردش کرنے اور چلنے پھرنے والے ستاروں کی آمد ورفت کی جگہ بنایا اور جس میں بسنے والے فرشتوں کا وہ گروہ بنایا ہے جو تیری عبادت سے نہیں اکتاتا، اے اس زمین کے پروردگار! جسے تو نے انسانوں کی قیام گاہ اور حشرات الارض اور چوپاؤں اور لاتعداد دیکھی ان دیکھی مخلوق کے پلنے چرنے کا مقام قرار دیا ہے، اے مضبوط پہاڑوں کے پروردگار! جنہیں تو نے زمین کے لیے میخ اور مخلوقات کے لیے (زندگی کا) سہارا بنایا ہے۔(ک169/460)

جن پر روشن چاند اپنی کرنوں کا سایہ ڈالتا ہے اور نورانی آفتاب طلوع وغروب (کے چکروں) میں اور زمانہ کی ان گردشوں میں اندھیرے کے بعد نور پھیلاتا ہے کہ جو آنے والی رات اور جانے والے دن کی آمد وشد سے (پیدا) ہوتی ہے۔ جس طرح بلند آسمانوں کی چیزوں کو جانتا ہے ویسے ہی پست زمینوں کی چیزوں کو پہچانتا ہے۔(ح161/439)

جو شخص وسوسوں سے اپنے دل کو خالی کر کے اور غور وفکر کی (قوتوں) سے کام لے کر یہ جاننا چاہے کہ تو نے کیونکر عرش کو قائم کیا ہے اور کس طرح مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور کیونکر آسمانوں کو فضا میں لٹکایا ہے اور کس طرح پانی کے تھپیڑوں پر زمین کو بچھایا ہے تو اس کی آنکھیں تھک کر عقل مغلوب ہو کر اور کان حیران وسراسیمہ اور فکر گم گشتہ راہ ہو کر پلٹ آئے گی۔(خ158/429)

وہ زمین کو وجود میں لایا اور بغیر اس کام میں الجھے ہوئے اسے برابر روکے تھامے رہا اور بغیر کسی چیز پر ٹکائے ہوئے اسے برقرار کر دیا اور بغیر ستونوں کے اس نے قائم اور بغیر کھمبوں کے اسے بلند کیا، کجی اور جھکاؤ سے اسے محفوظ کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرنے اور پھٹنے سے اسے بچائے رہا اس کے پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑا اور چٹانوں کو مضبوطی سے نصب کیا، اس کے چشموں کو جاری اور پانی کی گزرگاہوں کو شگافتہ کیا اس نے جو بنایا اس میں کوئی سستی نہ آئی اور جسے مضبوط کیا اس میں کمزوری نہیں پیدا ہوئی۔(خ184/509)

اور نہ زمین وآسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کو بیکار پیدا کیا ہے، یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا تو افسوس ہے ان پر جنہوں نے کفر اختیار کیا آتش جہنم کے عذاب سے۔(ح78/832)

اللہ سبحانہ کے زور فرمانروائی اور عجیب وغریب صفت کی لطیف نقش آرائی ایک یہ ہے کہ اس نے انتھاہ دریا کے پانی

سے جس کی سطحیں تہ بہ تہ اور موجیں تھپیڑے مار رہی تھیں ایک خشک و بے حرکت زمین کو پیدا کیا پھر اس نے پانی (کے بخار) کی تہوں پر تہیں چڑھا دیں جو آپس میں ملی ہوئی تھیں اور انہیں الگ الگ کر کے سات آسمان بنائے جو اس کے حکم سے تھمے ہوئے اور مرکز پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور زمین کو اس طرح قائم کیا کہ اسے ایک نیلگوں گہرا اور (فرمان الٰہی کے حدود میں) گھرا ہوا دریا اٹھائے ہوئے ہے جو اس کے حکم کے آگے بے بس اور اس کی ہیبت کے سامنے سرنگوں ہے اور اس کے خوف سے اس کی روانی تھمی ہوئی ہے اور ٹھوس چکنے پتھروں، ٹیلوں اور پہاڑوں کو پیدا کیا اور ان کو ان کی جگہوں پر نصب کیا اور ان کی قرارگاہوں میں قائم کیا۔ چنانچہ ان کی چوٹیاں فضا کو چیرتی ہوئی نکل گئیں اور بنیادیں پانی میں کھڑی ہوئی ہیں اس طرح اس کے پہاڑوں کو پست اور ہموار زمین سے بلند کیا اور ان کی بنیادوں کو ان کے پھیلاؤ اور ان کے ٹھہراؤ کی جگہوں میں زمین کے اندر اتار دیا، ان کی چوٹیوں کو فلک بوس اور بلندیوں کو آسمان پیما بنا دیا اور انہیں زمین کے لیے ستون قرار دیا اور میخوں کی صورت میں انہیں گاڑا چنانچہ وہ ہچکولے کھانے کے بعد تھم گئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے رہنے والوں کو لیکر جھک پڑے یا اپنے بوجھ کی وجہ سے دھنس جائے یا اپنی جگہ چھوڑ دے پاک ہے وہ ذات کہ جس نے پانی کی طغیانیوں کے بعد زمین کو تھام رکھا اور اس کے اطراف و جوانب کو تر بتر ہونے کے بعد خشک کیا اور اسے اپنی مخلوقات کے لیے گہوارہ (استراحت) بنایا اور ایک ایسے گہرے دریا کی سطح پر اس کے لیے فرش بچھایا جو تھما ہوا ہے بہتا نہیں اور رکا ہوا ہے جنبش نہیں کرتا جسے تند ہوائیں ادھر سے ادھر دھکیلتی رہتی ہیں اور برسنے والے بادل اسے متھ کر پانی کھینچتے رہتے ہیں بے شک ان چیزوں میں سروسامان عبرت ہے، اس شخص کے لیے جو اللہ سے ڈرے۔ (خ 209/597)

چمگادڑ

اس کی صفت کی لطافتوں اور خلقت کی عجیب وغریب کارفرمائیوں میں کیا کیا گہری حکمتیں ہیں کہ جو اس نے ہمیں چمگادڑوں کے اندر دکھائی ہیں کہ جن کی آنکھوں کو (دن کا) اجالا سکیڑ دیتا ہے حالانکہ وہ تمام آنکھوں میں (روشنی) پھیلانے والا ہے اور اندھیرا ان کی آنکھوں کو کھول دیتا ہے حالانکہ وہ ہر زندہ کی آنکھوں پر نقاب ڈالنے والا ہے اور کیونکہ چمکتے ہوئے سورج میں ان کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں کہ وہ اس کی نور پاش شعاعوں سے مدد لے کر اپنے راستوں پر آ جا سکیں اور نور آفتاب کے پھیلاؤ میں اپنی جانی پہچانی ہوئی چیزوں تک پہنچ سکیں اس نے تو اپنی ضوء پاشیوں کی تابش سے انہیں نور کی تجلیوں میں بڑھنے سے روک دیا ہے اور ان کے پوشیدہ ٹھکانوں میں چھپا دیا ہے کہ وہ اس کی روشنی کے اجالوں میں آ سکیں دن کے وقت تو وہ اس طرح ہوتی ہیں کہ ان کی پلکیں جھلک کر آنکھوں پر لٹک آتی ہیں اور تاریکی شب کو اپنا چراغ بنا کر رزق کے ڈھونڈھنے میں اس سے مدد لیتی ہیں۔ رات کی تاریکیاں ان کی آنکھوں کو دیکھنے سے نہیں روکتیں اور نہ اس کی گھٹا ٹوپ اندھاریاں راہ پیمائیوں سے باز رکھتی ہیں مگر جب آفتاب اپنے چہرے سے نقاب ہٹاتا ہے اور دن کے اجالے ابھر آتے ہیں اور سورج کی کرنیں سوسمار کے سوراخ کے اندر تک پہنچ جاتی ہیں تو وہ اپنی پلکوں کو آنکھوں پر جھکا لیتی ہیں اور رات کی تیرگیوں میں جو معاش حاصل کی ہے اسی پر اپنا وقت پورا کر لیتی ہیں، سبحان اللہ کہ جس نے رات ان کے کسب معاش کے لیے اور دن آرام وسکون کے لیے بنایا ہے اور ان کے گوشت ہی سے ان کے پر بنائے ہیں اور جب اڑنے کی ضرورت ہوتی ہے تو انہی پروں سے اونچی ہوتی ہیں گویا کہ وہ کانوں کی لویں ہیں کہ نہ ان میں پروبال ہیں اور نہ کریاں، مگر تم ان کی رگوں کی جگہ کو دیکھو گے کہ اس کے نشان ظاہر میں اور اس میں دو پر سے لگے ہوئے ہیں کہ جو نہ اتنے باریک ہیں کہ پھٹ جائیں اور نہ اتنے موٹے ہیں کہ بوجھل ہو جائیں (کہ اڑا نہ جا سکے) وہ اڑتی ہیں تو بچے ان سے چمٹے رہتے ہیں جب وہ نیچے کی طرف جھکتی ہیں تو بچے بھی جھک پڑتے ہیں اور جب وہ اونچی ہوتی ہیں تو بچے بھی اونچے ہو جاتے ہیں اور اس وقت تک الگ نہیں ہوتے جب تک ان کے اعضاء میں مضبوطی نہ آ جائے اور بلند ہونے کے لیے ان کے پر (ان کا بوجھ) اٹھانے کے قابل نہ ہو جائیں وہ اپنی زندگی کی راہوں اور اپنی مصلحتوں کو پہچانتے ہیں، پاک ہے وہ خدا کہ جو بغیر کسی نمونہ کے کہ جو اس سے پہلے کسی نے بنایا ہو ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔(خ 153/417)

پرندے

قدرت نے ہر قسم کی مخلوق کو وہ جاندار ہو یا بے جان ساکن ہو یا متحرک عجیب وغریب آفرینش کا جامہ پہنا کر ایجاد کیا ہے اور اپنی لطیف صفت اور عظیم قدرت پر ایسی واضح نشانیاں شاہد بنا کر قائم کی ہیں کہ جن کے سامنے عقلیں اس کی ہستی کا اعتراف اور اس کی (فرمانبرداری) کا اقرار کرتے ہوئے سر اطاعت خم کر چکی ہیں اور اس کی یکتائی پر یہی عقل کی تسلیم کی ہوئی (اور اس کے خالق کے بے مثال ہونے پر) مختلف شکل وصورت کے پرندوں کی آفرینش سے ابھری ہوئی دلیلیں ہمارے کانوں میں گونج رہی ہیں وہ پرندے جن کو اس نے زمین کے گڑھوں، دروں کے شگافوں اور مضبوط پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسایا ہے جو مختلف طرح کے پروبال اور جداگانہ شکل وصورت والے ہیں جنہیں تسلط (الٰہی) کی باگ دوڑ میں گھمایا پھرایا جاتا ہے اور جو کشادہ ہوا کی وسعتوں اور کھلی فضاؤں میں پروں کو پھڑ پھڑاتے ہیں، انہیں جبکہ یہ موجود نہ تھے عجیب وغریب ظاہری صورتوں سے (آراستہ کر کے) پیدا کیا اور (گوشت و پوست میں) ڈھکے ہوئے جوڑوں کے سروں سے ان کے (جسموں کی) ساخت قائم کی۔ ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جنہیں ان کے جسموں کے بوجھل ہونے کی وجہ سے فضا میں بلند ہو کر تیز پروازی سے روک دیا ہے اور انہیں ایسا بنایا ہے کہ وہ زمین سے کچھ تھوڑے ہی اونچے ہو کر پرواز کر سکیں اس نے اپنی لطیف قدرت اور باریک صفت سے ان قسم قسم کے پرندوں کو (مختلف) رنگوں سے ترتیب دیا ہے چنانچہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ایک ہی رنگ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں یوں کہ جس رنگ میں انہیں ڈبو دیا گیا ہے اس کے علاوہ کسی اور رنگ کی ان میں آمیزش نہیں کی گئی اور بعض اس طرح رنگ میں ڈبوئے گئے ہیں کہ جس رنگ کا طوق انہیں پہنا دیا گیا ہے وہ اس رنگ سے نہیں ملتا جس سے خود رنگین ہیں۔ (خ 163/446)

پرندے اس کے حکم کی (زنجیروں) میں جکڑے ہوئے ہیں، وہ ان کے پروں اور سانسوں کی گنتی تک کو جانتا ہے اور (ان میں سے کچھ کے) پر تری پر اور (کچھ کے) خشکی پر جما دیئے ہیں اور ان کی روزیاں متعین کر دی ہیں اور ان کے انواع و اقسام پر احاطہ رکھتا ہے کہ یہ کوا ہے یہ کبوتر ہے اور یہ شتر مرغ ہے اس نے ہر پرندے کو اس کے نام پر دعوت (وجود) دی اور ان کی روزی کا ذمہ لیا۔ (خ 183/504)

مور

ان سب پرندوں سے زائد عجیب الخلقت پرندہ مور ہے کہ (اللہ نے) جس کے اعضا کو موزونیت کے محکم ترین سانچے میں ڈھالا ہے اور اس کے رنگوں کو ایک حسین ترتیب سے مرتب کیا یہ (حسن و توازن) ایسے پرندوں سے ہے کہ جن کی جڑوں کو (ایک دوسرے سے) جوڑ دیا ہے اور ایسی دم سے ہے جو دور تک کھنچی چلی جاتی ہے جب وہ اپنی مادہ کی طرف بڑھتا ہے تو اپنی لپٹی ہوئی دم کو پھیلا دیتا ہے اور اسے اس طرح اونچا لے جاتا ہے کہ وہ اس کے سر پر سایہ افگن ہو کر پھیل جاتی ہے گویا وہ (مقام) دارین کی اسی کشتی کا بادبان ہے جسے اس کا ملاح ادھر ادھر جوڑ رہا ہے وہ اس کے رنگوں پر اتراتا ہے اور اس کی جنبشوں کے ساتھ جھومنے لگتا ہے اور مرغوں کی طرح جفتی کھاتا ہے اور (اپنی مادہ کو) حاملہ کرنے کے لیے جوش و ہیجان میں بھرے ہوئے نروں کی طرح جوڑ کھاتا ہے میں اس بیان کے مشاہدہ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اس شخص کی طرح نہیں کہتا جو کسی کمزور سند کا حوالہ دے رہا ہو گمان کرنے والوں کا یہ صرف وہم و گمان ہے کہ وہ اپنے گوشہ ہائے چشم کے بہائے ہوئے اس آنسو سے اپنی مادہ کو انڈوں پر لاتا ہے کہ جو اس کی پلکوں کے دونوں کناروں پر آ کر ٹھہر جاتا ہے اور مورنی اسے پی لیتی ہے پھر وہ انڈے دینے لگتی ہے اور اس پھوٹ کر نکلنے والے آنسو کے علاوہ مور اس سے جفتی نہیں کرتا اگر ایسا ہو تو بھی (ان کے خیال کے مطابق) کوے کے اپنی مادہ کو (پوٹے سے دانا پانی) بھر کر انڈوں پر لانے سے زیادہ تعجب خیز چیز نہیں (تم اگر بغور دیکھو گے) تو اس کے پروں کی درمیانی تیلیوں کو چاندی کی سلائیاں تصور کرو گے اور ان پر جو عجیب غریب ہالے بنے ہوئے ہیں اور سورج (کی شعاعوں) کے مانند (جو پر و بال) اگے ہوئے ہیں انہیں زردی میں خالص سونا اور (سبزی میں) زمرد کے ٹکڑے خیال کرو گے اگر تم اسے زمین کی اگائی ہوئی چیزوں سے تشبیہ دو گے تو یہ کہو گے کہ وہ ہر موسم بہار کے چنے ہوئے شگوفوں کا گلدستہ ہے اور اگر کپڑوں سے تشبیہ دو گے تو وہ منقش حلوں یا خوشنما یمنی چادروں کے مانند ہے اور اگر زیورات سے تشبیہ دو گے تو وہ رنگ برنگ کے ان نگینوں کی طرح ہے جو مرصع بجواہر چاندی میں دائروں کی صورت میں پھیلا دیئے گئے ہوں وہ اس طرح چلتا ہے جس طرح کوئی ہشاش بشاش اور متکبر محو خرام ہوتا ہے اور اپنی دم اور پر و بال کو غور سے دیکھتا ہے تو اپنے پیراہن کے حسن و جمال اور اپنے گلوبند کی رنگتوں کی وجہ سے قہقہہ لگا کر ہنستا ہے مگر جب اپنے پیروں پر نظر ڈالتا ہے تو اس طرح اونچی آواز سے روتا ہے کہ گویا اپنی فریاد کو ظاہر کر رہا ہے اور اپنے سچے درد (دل) کی گواہی دے رہا ہے کیونکہ اس کے پیر خاکستری

رنگ کے دو غلے مرغوں کی طرح باریک اور پتلے ہوتے ہیں اوراس کی پنڈلی کے کنارے پر ایک باریک سا کانٹا نمایاں ہوتا ہے اوراس کی (گردن پر) ایال کی جگہ سبز رنگ کے منقش پروں کا گچھا ہوتا ہے اور گردن کا پھیلاؤ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے صراحی (کی گردن) اوراس کے گڑنے کی جگہ سے لے کر وہاں تک کا حصہ کہ جہاں اس کا پیٹ ہے یمنی وسمہ کے رنگ کی طرح (گہرا سبز) ہے یا اس ریشم کی طرح ہے جو صیقل کیے ہوئے آئینے پر پہنا دیا گیا ہو گویا کہ وہ سیاہ رنگ کی اوڑھنی میں لپٹا ہوا ہے لیکن اس کی آب و تاب کی فراوانی اور چمک دمک کی بہتات سے ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس میں تروتازہ سبزی کی (الگ سے) آمیزش کر دی گئی ہے اس کے کانوں سے شگاف سے ملی ہوئی بابونہ کے پھولوں جیسی ایک سفید چمکیلی لکیر ہوتی ہے جو قلم کی باریک نوک کے مانند ہے وہ (لکیر) اپنی سفیدی کے ساتھ اس جگہ کی سیاہیوں میں جگمگاتی ہے کم ہی ایسے رنگ ہوں گے جس نے سفید دھاری کا کچھ حصہ نہ لیا ہو اور وہ ان رنگوں پر اپنی آب و تاب کی زیادتی اپنے پیکر ریشمیں کی چمک دمک اور زیبائش کی وجہ سے چھائی ہوئی ہے وہ ان بکھری کلیوں کی مانند ہے کہ جنہیں نہ فصل بہار کی بارشوں نے پروان چڑھایا ہو اور نہ گرمیوں کے سورج نے پرورش کیا ہو، وہ کبھی اپنے پر و بال سے برہنہ اور رنگین لباس سے عریاں ہو جاتا ہے اس کے بال و پر لگا تار جھڑتے ہیں اور پھر پے در پے اگنے لگتے ہیں، وہ اس کے بازوؤں سے اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح ٹہنیوں سے پتے یہاں تک کہ جھڑنے سے پہلے جو شکل و صورت تھی اسی کی طرف پلٹ آتا ہے اور اپنے پہلے رنگوں سے سر مو ادھر سے ادھر نہیں ہوا اور نہ کوئی رنگ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ اختیار کرتا ہے جب اس کے پروں کے ریشوں میں سے کسی ریشے کو تم غور سے دیکھو گے تو وہ تمہیں کبھی گلاب کے پھولوں جیسی سرخی اور کبھی زمرد جیسی سبزی اور کبھی سونے جیسی زردی کی (جھلکیاں) دکھائے گا۔

(غور تو کرو کہ) ایک ایسی مخلوق کی صفتوں تک فکروں کی گہرائیاں کیونکر پہنچ سکتی ہیں یا عقلوں کی طبع آزمائیاں کس طرح وہاں تک رسائی پا سکتی ہیں یا بیان کرنے والوں کے کلمات کیونکر اس کے وصفوں کو ترتیب دے سکتے ہیں۔

حالانکہ اس کے چھوٹے سے چھوٹے جزنے واہموں کو سمجھ سے عاجز اور زبانوں کو بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہو تو پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ایک ایسی مخلوق کی حالت کو بھی بیان کرنے سے عقلوں کو مغلوب کر رکھا ہے کہ جسے آنکھوں کے سامنے نمایاں کر دیا تھا اور ان کی آنکھوں نے اس کو ایک حد میں گھیرا ہوا اور (اجزاء) سے مرکب اور (مختلف رنگوں سے) رنگین صورت میں دیکھ لیا اور جس نے زبانوں کو اس مخلوق کے وصفوں کا خلاصہ کرنے سے عاجز اور اس کی صفتوں کے بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہے۔ (خ 163/447)

چھوٹی مخلوقات

اور پاک ہے وہ خدا کہ جس نے چیونٹی اور مچھر سے لے کر ان سے بڑی مخلوق مچھلیوں اور ہاتھیوں تک کے پیروں کو مضبوط و مستحکم کیا ہے اور اپنی ذات پر لازم کرلیا ہے کہ کوئی پیکر کہ جس میں اس نے روح داخل کی ہے جنبش نہیں کھائے گا مگر یہ کہ موت کو اس کی وعدہ گاہ اور فنا کو اس کی حد آخر قرار دے گا۔ (خ163/450)

چیونٹی

اگر لوگ اس کی عظیم الشان قدرتوں اور بلند پایہ نعمتوں میں غور و فکر کریں تو سیدھی راہ کی طرف پلٹ آئیں اور دوزخ کے عذاب سے خوف کھانے لگیں لیکن دل بیمار اور بصیرتیں کھوئی ہوئی ہیں۔ کیا وہ لوگ ان چھوٹے چھوٹے جانوروں کو کہ جنہیں اس نے پیدا کیا نہیں دیکھتے؟ کہ کیونکر ان کی آفرینش کو استحکام بخشا ہے اور ان کے جوڑ بند کو باہم استواری کے ساتھ ملایا ہے اور ان کے کان اور آنکھ (کے سوراخ) کھولے ہیں اور ہڈی اور کھال کو (پوری مناسبت سے) درست کیا ہے۔ ذرا اس چیونٹی کی طرف اس کی جسامت کے اختصار اور شکل و صورت کی باریکی کے عالم میں نظر کرو کہ اتنی چھوٹی کہ گوشہ چشم سے بمشکل دیکھی جا سکے اور نہ فکروں میں سماتی ہے دیکھو تو کیونکر زمین پر رینگتی پھرتی ہے اور اپنے رزق کی طرف لپکتی ہے اور دانے کو اپنے بل کی طرف لے جاتی ہے اور اسے قیام گاہ میں مہیا رکھتی ہے اور گرمیوں، جاڑے کے موسم کے لیے اور قوت و توانائی کے زمانے میں عجز و درماندگی کے دنوں کے لیے ذخیرہ کر لیتی ہے اس کی روزی کا ذمہ لیا جا چکا ہے اس کے مناسب حال رزق اسے پہنچتا رہتا

ہے۔ خدائے کریم اس سے تغافل نہیں برتتا اور صاحب عطا و جزا اسے محروم نہیں رکھتا اگر چہ وہ خشک پتھر اور جمے ہوئے سنگ خارا کے اندر کیوں نہ ہو اگر تم اس کی غذا کی نالیوں اور اس کے بلند و پست حصوں اور اس کے خول میں پیٹ کی طرف جھکے ہوئے پسلیوں کے کناروں اور اس کے سر میں (چھوٹی چھوٹی) آنکھوں اور کانوں کی ساخت میں غور و فکر کرو گے تو اس کی آفرینش پر تمہیں تعجب ہوگا اور اس کا وصف کرنے پر تمہیں تعب اٹھانا پڑے گا۔ بلند و برتر ہے وہ کہ جس نے اس کو اس کے پیروں پر کھڑا کیا ہے اور ستونوں (اعضاء) پر اس کی بنیاد رکھی ہے اس کے بنانے میں کوئی بنانے والا شریک نہیں ہوا اور نہ اس کے پیدا کرنے میں کسی قادر و توانا نے اس کا ہاتھ بٹایا ہے اگر تم سوچ و بچار کی راہوں کو طے کرتے ہوئے اس کی آخری حد تک پہنچ جاؤ، تو عقل کی رہنمائی تمہیں بس اس نتیجہ پر پہنچائے گی کہ جو چیونٹی کا پیدا کرنے والا ہے وہی کھجور کے درخت کا پیدا کرنے والا ہے کیونکہ ہر چیز کی تفصیل لطافت و باریکی لیے ہوئے ہے اور ہر ذی حیات کے مختلف اعضاء میں باریک ہی سا فرق ہے اس مخلوقات میں بڑی اور چھوٹی، بھاری اور ہلکی طاقتور اور کمزور چیزیں یکساں ہیں۔ (خ 183/501)

اگر چاہو تو (چیونٹی کی طرح) ٹڈی کے متعلق بھی کچھ کہو کہ اس کے لیے لال بھبوکا دو آنکھیں پیدا کیں اور اس کی آنکھوں کے چاند سے دونوں حلقوں کے چراغ روشن کیے اور اس کے لیے بہت ہی چھوٹے چھوٹے کان بنائے اور مناسب و معتدل منہ کا شگاف بنایا اور اس کے حس کو قوی اور تیز قرار دیا ہے اور ایسے دو دانت بنائے کہ جن سے وہ (پتیوں کو) کاٹتی ہے اور درانتی کی طرح کے پیر دیئے کہ جن سے وہ (گھاس پات کو) پکڑتی ہے کاشتکار اپنی زراعت کے بارے میں اس سے ہراساں رہتے ہیں، اگر وہ اپنے جتھوں کو سمیٹ لیں جب بھی اس ٹڈی دل کا ہنکار ان کے بس میں نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ جست و خیز کرتا ہوا ان کی کھیتیوں پر ٹوٹ پڑتا ہے اور ان سے اپنی خواہشوں کو پورا کر لیتا ہے حالانکہ اس کا جسم ایک باریک انگلی کے برابر نہیں ہوتا۔ (خ 183/503)

خلقت انسان

یا پھر اسے دیکھو جسے (اللہ نے) ماں کے پیٹ، اندھاریوں اور پردے کی اندرونی تہوں میں بنایا جو کہ ایک (جراثیم حیات) سے چھلکتا ہوا نطفہ اور بے شکل وصورت کا منجمد خون تھا۔ (پھر انسانی خدوخال کے سانچے میں ڈھل کر) جنین بنا اور (پھر) طفل شیر خوار اور (پھر حد رضاعت سے نکل کر) طفل (نوخیز) اور (پھر) پورا پورا جوان ہوا اللہ نے اسے نگہداشت کرنے والا دل اور دیکھنے والی آنکھیں دیں تا کہ عبرت حاصل کرتے ہوئے کچھ سمجھے بوجھے۔ (خ 81/248)

اے وہ مخلوق! کہ جس کی خلقت کو پوری طرح درست کیا گیا ہے اور جسے شکم کی اندھاریوں اور دہرے پردوں میں بنایا گیا ہے اور ہر طرح سے اس کی نگہداشت کی گئی ہے تیری ابتدا مٹی کے خلاصہ سے ہوئی اور تجھے جانے پہچانے ہوئے وقت اور طے شدہ مدت تک ایک جماؤ پانے کی جگہ میں ٹھہرایا گیا تو جنین ہونے کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پھرتا تھا نہ تو کسی پکار کا جواب دیتا تھا اور نہ کوئی آواز سنتا تھا پھر تو اپنے ٹھکانے سے ایسے گھر میں لایا گیا کہ جو تیرا دیکھا بھالا ہوا نہ تھا اور نہ اس سے نفع حاصل کرنے کے طریقے پہچانتا تھا، کس نے تجھ کو ماں کی چھاتی سے غذا حاصل کرنے کی راہ بتائی اور ضرورت کے وقت طلب مقصود کی جگہ پہچوائیں، بھلا جو شخص ایک صورت واعضاء والی کے پہچاننے سے بھی عاجز ہو وہ اس کے پیدا کرنے والے کی صفات سے کیسے عاجز و درماندہ نہ ہو گا اور کیونکر مخلوقات کی سی حد بندیوں کے ساتھ اسے پالینے سے دور نہ ہو گا۔ (خ 161/440)

تو اگر کوئی چیز لمبائی چوڑائی یا قوت اور غلبہ کے بل بوتے پر سرتابی کر سکتی ہوتی تو یہ سرتابی کر سکتے تھے لیکن یہ تو اس کے عقاب وعتاب سے ڈر گئے اور اس چیز کو جان گئے جسے ان سے کمزور تر مخلوق انسان نہ جان سکا بلاشبہ انسان بڑا ناانصاف اور بڑا جاہل ہے۔ (ک 197/573)

معلوم ہونا چاہئے کہ زبان انسان کے بدن کا ایک ٹکڑا ہے جب انسان (کا ذہن) رک جائے تو پھر کلام ان کا ساتھ نہیں دیا کرتا اور جب اس کے (معلومات میں) وسعت ہو تو پھر کلام زبان کو روکنے کی مہلت نہیں دیا کرتا۔ (ک 230/637)

آپؑ نے فرمایا: اس انسان سے بھی زیادہ عجیب وہ گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جو اس کی ایک ایک رگ کیساتھ آویزاں کر

دیا گیا ہے اور وہ دل ہے جس میں حکمت و دانائی کے ذخیرے ہیں اور اس کے برخلاف بھی صفتیں پائی جاتی ہیں اگر اسے امید کی جھلک نظر آتی ہے تو طمع اسے ذلت میں مبتلا کرتی ہے اور اگر طمع ابھرتی ہے تو اسے حرص تباہ و برباد کر دیتی ہے اگر ناامیدی اس پر چھا جاتی ہے تو حسرت و اندوہ اس کے لیے جان لیوا بن جاتے ہیں اور اگر غضب اس پر ہوتا ہے تو غم و غصہ شدت اختیار کر لیتا ہے اور اگر خوش و خوشنود ہوتا ہے تو حفظ ماتقدم کو بھول جاتا ہے اور اگر اچانک اس پر خوف طاری ہوتا ہے تو فکر و اندیشہ دوسری قسم کے تصورات سے اسے روک دیتا ہے اگر امن و امان کا دور دورہ ہوتا ہے تو غفلت اس پر قبضہ کر لیتی ہے اور اگر مال و دولت حاصل کر لیتا ہے تو دولتمندی اسے سرکش بنا دیتی ہے اور اگر اس پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو بیتابی و بے قراری اسے رسوا کر دیتی ہے اور اگر فقر و فاقہ کی تکلیف میں مبتلا ہو تو مصیبت و ابتلاء اسے جکڑ لیتی ہے اور اگر بھوک اس پر غلبہ کرتی ہے تو ناتوانائی اسے اٹھنے نہیں دیتی اور اگر شکم پری بڑھ جاتی ہے تو یہ شکم پری اس کے لیے کرب و اذیت کا باعث ہوتی ہے، ہر کوتاہی اس کے لیے نقصان رساں اور حد سے زیادتی اس کے لیے تباہ کن ہوتی ہے۔ (ح108/84)

یہ انسان تعجب کے قابل ہے کہ وہ چربی سے دیکھتا ہے اور گوشت کے لوتھڑے سے بولتا ہے اور ہڈی سے سنتا اور ایک سوراخ سے سانس لیتا ہے۔ (ح7/811)

فرشتے

پھر خداوند عالم نے بلند آسمانوں کے درمیان شگاف پیدا کیے اور ان کی وسعتوں کو طرح طرح کے فرشتوں سے بھر دیا کچھ ان میں سربسجود ہیں جو رکوع نہیں کرتے کچھ رکوع میں ہیں جو سیدھے ... ہو ... کچھ صفیں باندھے ہوئے ہیں جو اپنی جگہ نہیں چھوڑتے اور کچھ پاکیزگی بیان کر رہے ہیں جو اکتاتے نہیں، نہ ان کی آنکھوں میں نیند آتی ہے نہ ان کی عقلوں میں بھول چوک پیدا ہوتی ہے نہ ان کے بدنوں میں سستی و کاہلی آتی ہے نہ ان پر نسیان کی غفلت طاری ہوتی ہے، ان میں کچھ تو وحی الٰہی کے امین ہیں۔ اس کے رسولوںؑ کی طرف پیغام رسائی لیے حق اور اس کے قطعی فیصلوں اور فرمانوں کو لے کر آنے جانے والے ہیں کچھ اس کے بندوں کے نگہبان اور جنت کے دروازوں کے پاسبان ہیں، کچھ وہ ہیں جن کے قدم زمین کی تہ میں جمے ہوئے ہیں اور ان کے پہلو اطراف عالم سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں ان کے شانے عرش کے پایوں سے میل کھاتے ہیں عرش کے سامنے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہیں اور اس کے نیچے اپنے پروں میں لپٹے ہوئے ہیں اور ان میں اور دوسری مخلوق میں عزت کے حجاب اور قدرت کے سراپردے حائل ہیں وہ شکل وصورت کے ساتھ اپنے رب کا تصور نہیں کرتے نہ اس پر مخلوق کی صفتیں طاری کرتے ہیں نہ اسے محل و مکان میں گھرا ہوا سمجھتے ہیں، نہ اشباہ و نظائر سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ (خ 1/85)

پھر اللہ سبحانہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لیے فرشتوں کی عجیب و غریب مخلوق پیدا کی ان سے آسمان کے وسیع راستوں کا گوشہ گوشہ بھر دیا اور اس کی فضا کی وسعتوں کا کونا کونا چھلکا دیا اور ان وسیع اطراف کی پہنائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس و پاکیزگی کی چار دیواریوں اور عظمت کے گہرے حجابوں اور بزرگی وجلال کے سبز پردوں میں گونجتی ہیں اور اس گونج کے پیچھے جس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں، تجلیات نور کی اتنی فراوانیاں ہیں کہ جو نگاہوں کو اپنے تک پہنچنے سے روک دیتی ہیں چنانچہ وہ ناکام و نامراد ہو کر اپنی اپنی جگہ پر ٹھہری رہتی ہیں اللہ نے ان فرشتوں کو جدا جدا صورتوں اور الگ الگ پیمانوں پر پیدا کیا ہے وہ بال و پر رکھتے ہیں اور اس کے جلال و عزت کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور مخلوق میں جو اس کی صفتیں اجاگر ہوتی ہے انہیں اپنی طرف نسبت نہیں دیتے اور نہ یہ ادعا کرتے ہیں کہ کسی ایسی شے کو پیدا کر سکتے ہیں کہ جس کے پیدا کرنے میں وہ منفرد و یکتا ہیں بلکہ وہ اس کے معزز بندے ہیں جو کسی بات کے

کہنے میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے کہنے پر چلتے ہیں اللہ نے انہیں وہاں اپنی وحی کا امانتدار اور اپنے اوامر ونواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی طرف بھیجا ہے اور شک وشبہات کے خدشوں سے انہیں محفوظ رکھا ہے تو ان میں سے کوئی بھی اس کی رضا جوئی کی راہ سے کترانے والا نہیں اور اس نے اپنی توفیق واعانت سے ان کی دستگیری کی اور خضوع وخشوع کی عجز وشکستگی سے ان کے دلوں کو ڈھانپ دیا ہے اور تسبیح وتقدیس کی سہولتوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے ہیں اور اپنی توحید کے نشانوں پر ان کے لیے روشن مینار نصب کئے ہیں، نہ گناہوں کی گرانباریوں نے انہیں دبا رکھا ہے، نہ شب وروز کی گردشوں نے ان پر (سواری کے لیے) پالان ڈالے ہیں اور نہ شکوک وشبہات نے ان کے ایمان کے استحکام پر تیر چلائے ہیں، نہ ان کے یقین کی پختگیوں پر اوہام وظنون نے دھاوا بولا ہے اور نہ ان کے درمیان کبھی کینہ وحسد کی چنگاریاں بھڑکی ہیں اور نہ حیرانی وسراسیمگی ان کے دلوں میں سرایت کی ہوئی معرفت اور ان کے سینے کی تہوں میں جمی ہوئی عظمت خداوندی و ہیبت جلال الٰہی کو چھین سکی ہے، نہ کبھی وسوسوں نے ان پر دندان آز تیز کیا ہے کہ ان کے تکڑوں کو زنگ وتکدر سے آلودہ کر دیں ان میں کچھ وہ ہیں کہ جو اللہ کے پیدا کردہ بوجھل بادلوں اور اونچے پہاڑوں کی بلندیوں اور گھٹا ٹوپ اندھیروں کی سیاہیوں کی صورتوں میں ہیں اور ان میں کچھ وہ ہیں کہ جن کے قدم تحت الثراء کی حدوں کو چیر کر نکل گئے ہیں تو وہ سفید جھنڈوں کے مانند ہیں جو فضا کی وسعت کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ہیں اور ان پھریروں کے آخری سروں تک ایک ہلکی ہوا چل رہی ہے جو انہیں روکے ہوئے ہے ان فرشتوں کو عبادت کی مسئولیتوں نے ہر چیز سے بے فکر بنا دیا اور ایمان کے ٹھوس عقیدے ان کے لیے اللہ کی معرفت کا وسیلہ بن گئے ہیں اور یقین کامل نے اوروں سے ہٹا کر اسی سے ان کی لو لگا دی ہے، اللہ کی طرف کی نعمتوں کے سوا کسی غیر کے عطا وانعام کی انہیں خواہش ہی نہیں ہوتی انہوں نے معرفت کے شیریں مزے چکھے ہیں اور اس کی محبت کے سیراب کرنے والے جام سے سرشار ہیں اور ان کے دلوں کی تہ میں اس کا خوف جڑ پکڑ چکا ہے تو انہوں نے لمبی چوڑی عبادتوں سے اپنی سیدھی کمریں ٹیڑھی کر لی ہیں اور ہمہ وقت اس کی طلب میں لگے رہنے کے باوجود ان کے تضرع اور عاجزی کے ذخیرے ختم نہیں ہوتے اور قرب الٰہی کی بلندیوں کے باوجود خوف وخشوع کے پھندے ان کے گلے سے نہیں اترتے، نہ ان میں کبھی خود پسندی پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنے گذشتہ اعمال کو زیادہ خیال کرنے لگیں اور نہ جلال پروردگار کے سامنے ان کے عجز و انکسار نے یہ موقع آنے دیا ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کو بڑا سمجھ سکیں، ان میں مسلسل تعب اٹھانے کے باوجود بھی سستی نہیں آنے پائی اور نہ ان کی طلب ورغبت میں کبھی کمی پیدا ہوئی ہے کہ وہ اپنے پالنے والے کے توقعات سے روگرداں ہو جائیں اور نہ مسلسل مناجاتوں سے ان کی زبان کی نوکیں خشک ہوتی ہیں اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ وہ دوسرے اشغال کی وجہ سے تضرع وزاری کی

آوازوں کو دھیما کرلیں اور نہ عبادت کی صفوں میں ان کے شانے آگے پیچھے ہو جاتے ہیں اور نہ وہ آرام وراحت کی خاطر اس کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی کر کے اپنی گردنوں کو ادھر سے ادھر کرتے ہیں، نہ ان کی کوششوں کے عزم پر غفلت کی نادانیاں حملہ آور ہوتی ہیں اور نہ ان کی (بلند) ہمتوں میں فریب دینے والے وسوسوں کا گزر ہوتا ہے انہوں نے احتیاج کے دن کے لیے صاحب عرش کو اپنا ذخیرہ بنا رکھا ہے اور جب دوسرے لوگ مخلوقات کی طرف اپنی خواہشوں کو لے کر بڑھتے ہیں تو یہ بس اسی سے لو لگاتے ہیں۔ وہ اس کی عبادت کی انتہاء کو نہیں پہنچ سکتے انہیں عبادت کا والہانہ شوق (کسی اور طرف لے جانے کے بجائے) ان کی قلبی امید وبیم کے ان ہی سرچشموں کی طرف لے جاتا ہے جن کے سوتے کبھی موقوف نہیں ہوتے خوف کھانے کے وجوہ ختم نہیں ہوئے کہ وہ اپنی کوششوں میں سستی کریں اور نہ دنیا کے طمعوں نے انہیں جکڑ رکھا ہے کہ وہ دنیا کے لیے وقتی کوششوں کو اپنی اس جدو جہد پر ترجیح دیں اور نہ انہوں نے اپنے سابقہ اعمال کو کبھی بڑا سمجھا ہے اور اگر بڑا سمجھتے تو پھر امیدیں خوف خدا کے اندیشوں کو ان کے (صفحہ دل) سے مٹا دیتیں اور نہ شیطان کے ورغلانے سے ان میں باہم اپنے پروردگار کے متعلق کبھی کوئی اختلاف پیدا ہوا اور نہ ایک دوسرے سے کٹنے (اور بگاڑ پیدا کرنے) کی وجہ سے پراگندہ ومتفرق ہوئے اور آپس میں حسد رکھنے کے سبب سے ان کے دلوں میں کینہ وبغض پیدا ہوا اور نہ شک وشبہات میں پڑنے کی وجہ سے تتر بتر ہوئے اور نہ پست ہمتوں نے ان پر کبھی قبضہ کیا، وہ ایمان کے پابند ہیں انہیں اس کے بندھنوں سے کجی، روگردانی، سستی یا کاہلی نے کبھی نہیں چھڑایا سطح آسمان پر بال کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی سجدہ کرنے والا فرشتہ یا تیزی سے تگ ودو کرنے والا ملک نہ ہو، پروردگار کی اطاعت کے بڑھنے سے ان کے علم میں زیادتی ہی ہوتی رہتی ہے اور ان کے دلوں میں اس کی عزت کی عظمت وجلالت بڑھتی ہی جاتی ہے۔(خ89/274)

پھر اللہ نے فرشتوں سے چاہا کہ وہ اس کی سونپی ہوئی ودیعت ادا کریں اور اس کے پیمان وصیت کو پورا کریں جو سجدۂ آدمؑ کے حکم کو تسلیم کرنے اور اس کی بزرگی کے سامنے تواضع وفروتنی کے لیے تھا اس لیے اللہ نے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو، ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔(خ1/88)

اسے فرشتوں کے مسکن کی جگہ نہ بناتا۔

اے اللہ کی توصیف میں رنج وتعب اٹھانے والے اگر تو (اس سے عہدہ برآ ہونے میں) سچا ہے تو پہلے جبرائیلؑ و میکائیلؑ اور مقرب فرشتوں کے لاؤ لشکر کا وصف بیان کر کہ جو پاکیزگی وطہارت کے حجروں میں اس عالم میں سر جھکائے پڑے ہیں کہ ان کی عقلیں ششدر وحیران ہیں کہ وہ اس بہترین خالق کی توصیف کر سکیں۔(خ180/486)

کہ اللہ نے جنہیں پیغمبروںؐ کا رفیق بنایا ہے اور فرشتوں کو ان کی ملاقات کا حکم دیا ہے۔ (خ181/499)

اور اسی کی رو سے اس نے اپنے مقرب فرشتوں کا امتحان لیا سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس کو اسے سجدہ کرنے میں عار آئی۔

اور فرشتوں پر ان کے بارے میں آزمائش ہلکی ہو جاتی ہے۔

(یادرکھو!) کہ اگر تم نے اسلام کے علاوہ کہیں اور کا رخ کیا تو کفار تم سے جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے پھر نہ جبرائیلؑ و میکائیلؑ ہیں اور نہ انصار و مہاجر ہیں کہ تمہاری مدد کریں سوا اس کے کہ تلواروں کو کھٹکھٹاؤ یہاں تک کہ اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کردے۔

اللہ نے آپ کی دودھ بڑھائی کے وقت ہی سے فرشتوں میں سے ایک عظیم المرتبت ملک (روح القدس) کو آپ کے ساتھ لگا دیا تھا۔ جو انہیں شب و روز بزرگ خصلتوں اور پاکیزہ سیرتوں کی راہ پر لے چلتا تھا۔ (خ190/526)

میں نے آپؐ کے غسل کا فریضہ انجام دیا اس عالم میں کہ ملائکہ میرا ہاتھ بٹا رہے تھے، (آپ کی رحلت سے) گھر اور اس کے اطراف و جوانب نالہ وفریاد سے گونج رہے تھے۔ (فرشتوں کا تانتا بندھا ہوا تھا) ایک گروہ اترتا تھا اور ایک گروہ چڑھتا تھا، وہ حضرتؐ پر نماز پڑھتے تھے اور ان کی دھیمی آوازیں برابر میرے کانوں میں آ رہی تھیں یہاں تک کہ ہم نے انہیں قبر میں چھپا دیا۔ (ح195/564)

تو نے فرشتوں کو آسمانوں میں بسایا اور انہیں زمین کی سطح سے بلند رکھا وہ سب مخلوق سے زیادہ تیری معرفت رکھتے ہیں اور سب سے زیادہ تجھ سے ڈرتے ہیں اور سب سے زیادہ تیرے مقرب ہیں نہ وہ صلبوں میں ٹھہرے، نہ شکموں میں رکھے گئے، نہ ذلیل پانی (نطفہ) سے ان کی پیدائش ہوئی اور نہ زمانہ کے حوادث نے انہیں منتشر کیا، وہ تیرے قرب میں اپنے مقام و منزلت کی بلندی اور تیرے بارے میں خیالات کی یکسوئی اور تیری عبادت کی فراوانی اور تیرے احکام میں عدم غفلت کے باوجود اگر تیرے راز ہائے قدرت کی اس تہہ تک پہنچ جائیں کہ جو ان سے پوشیدہ ہے تو وہ اپنے اعمال کو بہت ہی حقیر سمجھیں گے اور اپنے نفسوں پر حرف گیری کریں گے اور جان لیں گے کہ انہوں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا اور نہ کما حقہ تیری اطاعت کی ہے ہم ملائکہ کی فرودگاہ ہیں۔ (خ107/323)

اور جس میں بسنے والا فرشتوں کا وہ گروہ بنایا جو تیری عبادت سے اکتاتا نہیں۔ (ک169/460)

جب کوئی انسان مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ کیا چھوڑ گیا ہے؟ اور فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آگے کے لیے کیا

سروسامان کیا ہے؟ (ک201/580)

جن کے گرد فرشتے حلقہ کیے ہوں گے، تسلی وتسکین کا ان پر درود ہو۔ (ک219/620)

اعمال بجالاؤ اس سے پہلے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور ملائکہ آسمان پر چڑھ جائیں۔ (خ234/630)

اللہ کا ایک فرشتہ ہر روز یہ ندا کرتا ہے موت کے لیے اولاد پیدا کرو، برباد ہونے کے لیے جمع کرو اور تباہ ہونے کے لیے عمارتیں کھڑی کرو۔ (ح132/850)

یہ دنیا اللہ کے فرشتوں کے لیے نماز پڑھنے کا مقام ہے۔ (ح131/846)

ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جب موت کا وقت آتا ہے تو وہ اس کے اور موت کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں اور بے شک انسان کی مقررہ عمر اس کے لیے ایک مضبوط سپر ہے۔ (ح201/870)

وہ مجاہد جو خدا کی راہ میں شہید ہو اس شخص سے زیادہ اجر کا مستحق نہیں جو قدرت واختیار رکھتے ہوئے پاک دامن رہے، کیا بعید ہے کہ پاکدامن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہو جائے۔ (ح474/955)

نبوت

1۔ پیغمبران

2۔ حضرت آدم علیہ السلام

3۔ فرزندان آدمؑ

4۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

5۔ بنی اسرائیل اور فرعون

6۔ حضرت داود و سلیمان علیہما السلام

7۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

8۔ حضرت محمدؐ

9۔ حضرت محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ

10۔ قرآن

11۔ قرآن کی بعض آیات کی تفسیر

پیغمبران

اللہ سبحانہ نے ان کی اولاد سے انبیاءؑ چنے، وحی پر ان سے عہد و پیمان لیا تبلیغ رسالت کا انہیں امین بنایا جبکہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا تھا چنانچہ وہ اس کے حق سے بے خبر ہوئے، اوروں کو اس کا شریک بنا ڈالا، شیاطین نے اس کی معرفت سے انہیں روگرداں اور اس کی عبادت سے الگ کر دیا، اللہ نے ان میں اپنے رسولؐ مبعوث کیے اور لگا تار انبیاءؑ بھیجے تا کہ ان سے فطرت کے عہد و پیمان پورے کرائیں، اس کی بھولی ہوئی نعمتیں یاد دلائیں، پیغام ربانی پہنچا کر حجت تمام کریں، عقل کے دفینوں کو ابھاریں اور انہیں قدرت کی نشانیاں دکھائیں، یہ سروں پر بلند بام آسمان، اس کے نیچے بچھا ہوا فرش زمین، زندہ رکھنے والا سامان، مصیبت فنا کرنے والی اجلیں، بوڑھا کر دینے والی بیماریاں اور پے در پے آنے والے حادثے اللہ سبحانہ نے اپنی مخلوق کو بغیر کسی فرستادہ پیغمبرؐ یا آسمانی کتاب یا دلیل قطعی یا طریقہ روشن کے کبھی یونہی نہیں چھوڑا ایسے رسولؐ جنہیں تعداد کی کمی اور جھٹلانے والوں کی کثرت درماندہ و عاجز نہیں کرتی تھی، ان میں کوئی سابق تھا جس نے بعد میں آنے والے کا نام و نشان بتایا، کوئی بعد میں آیا جسے پہلا پہچنوا چکا تھا، اسی طرح مدتیں گزر گئیں، زمانے بیت گئے باپ داداؤں کی جگہ پر ان کی اولادیں بس گئیں۔ (خ 1/89)

ہم اللہ سے شہیدوں کی منزلت نیکوں کی ہمسری اور انبیاءؑ کی رفاقت کا سوال کرتے ہیں۔ (خ 23/160)

کہاں ہیں اصحاب الرس کے شہروں کے باشندے؟ جنہوں نے نبیوںؑ کو قتل کیا پیغمبروںؑ کے روشن طریقوں کو مٹایا اور ظالموں کے طور طریقوں کو زندہ کیا۔

وہ اللہ کی باقی ماندہ حجتوں کا بقیہ اور انبیاءؑ کے جانشینوں میں سے ایک وارث و جانشین ہے۔

اے لوگو! میں نے تمہیں اسی طرح نصیحتیں کی ہیں جس طرح کی انبیاء اپنی امتوں کو کرتے چلے آئے ہیں۔ (خ 180/488)

اگر خداوند عالم اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو بھی کبر و رعونت کی اجازت دے سکتا ہوتا تو وہ اپنے مخصوص انبیاءؑ اور اولیاءؑ کو اس کی اجازت دیتا لیکن اس نے ان کو کبر و غرور سے بیزار ہی رکھا اور ان کے لیے عجز و مسکنت ہی کو پسند فرمایا چنانچہ انہوں نے اپنے رخسارے زمین سے پیوستہ اور چہرے خاک آلودہ رکھے اور مومنین کے آگے تواضع و انکسار سے جھکتے رہے اور

وہ دنیا میں کمزور و بے بس تھے جنہیں اللہ نے بھوک سے آزمایا، تعب و مشقت میں مبتلا کیا، خوف و خطر کے موقعوں سے انہیں تہ و بالا کیا۔

اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ جس وقت اس نے نبیوں کو مبعوث کیا تو ان کے لیے سونے کے خزانوں اور کانوں کے منہ کھول دیتا اور باغوں کی کشت زاروں کو ان کے لیے مہیا کر دیتا اور فضاء کے پرندوں اور زمین کے صحرائی جانوروں کو ان کے ہمراہ کر دیتا تو کر سکتا تھا اور اگر ایسا کرتا تو پھر آزمائش ختم، جزاء و سزا بیکار ہو جاتیں۔

اور آسمانی خبریں اکارت ہو جاتیں اور آزمائش میں پڑنے والوں کا اجر اس طرح کے ماننے والوں کے لیے ضروری نہ رہتا اور نہ ایسے ایمان لانے والے نیک کرداروں کی جزاء کے مستحق رہتے اور نہ الفاظ اپنے معنی کا ساتھ دیتے لیکن اللہ سبحانہ اپنے رسولوںؑ کو ارادوں میں قوی اور آنکھوں کو دکھائی دینے والے ظاہری حالات میں کمزور و ناتواں قرار دیتا ہے اور انہیں ایسی قناعت سے سرفراز کرتا ہے جو (دیکھنے اور سننے والوں کے) دلوں اور آنکھوں کو بے نیازی سے بھر دیتی ہے اور ایک افلاس ان کے دامن سے وابستہ کرتا ہے کہ جس سے آنکھوں کو دیکھ کر اور کانوں کو سن کر اذیت ہوتی ہے۔

اگر انبیاءؑ ایسی قوت و طاقت رکھتے کہ جسے دبانے کا قصد و ارادہ بھی نہ ہو سکتا ہوتا اور ایسا تسلط و اقتدار رکھتے کہ جس پر تعدی ممکن ہی نہ ہوتی اور ایسی سلطنت کے مالک ہوتے کہ جس کی طرف لوگوں کی گردنیں مڑتیں اور اس کے رخ پر سواریوں کے پالان کسے جاتے تو یہ نصیحت پذیری کے لیے بڑی آسان اور اس سے انکار و سرتابی بہت بعید ہوتی اور لوگ چھائے ہوئے خوف یا مائل کرنے والے اسباب رغبت کی بناء پر ایمان لے آتے تو اس صورت میں ان کی نیتیں مشترک اور نیک عمل بٹے ہوئے ہوتے لیکن اللہ سبحانہ نے تو یہ چاہا کہ اس کے پیغمبروںؑ کا اتباع، اس کی کتابوں کی تصدیق، اس کے سامنے فروتنی، اس کے احکام کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت یہ سب چیزیں اسی کے لیے مخصوص ہوں اور ان میں کوئی دوسرا شائبہ تک نہ ہو اور جتنی آزمائش کڑی ہوگی اتنا ہی اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔ (خ 190/532,533)

اے فرزند! یقین کرو کہ اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسولؑ آتے۔ (وص 31/708)

ایک شخص نے امیر المومنینؑ سے سوال کیا کہ کیا ہمارا اہل شام سے لڑنے کے لیے جانا قضاء و قدر سے تھا؟ تو آپؑ نے ایک طویل جواب دیا جس کا ایک منتخب حصہ یہ ہے۔

خدا تم پر رحم کرے شاید تم نے حتمی و لازمی قضا و قدر سمجھ لیا ہے (کہ جس کے انجام دینے پر ہم مجبور ہیں) اگر ایسا ہوتا تو پھر ثواب کا کوئی سوال ہوتا نہ عذاب کا، نہ وعدے کے کچھ معنی رہتے نہ وعید کے۔

خداوند عالم نے تو بندوں کو خود مختار بنا کر مامور کیا ہے اور (عذاب سے [illegible]) ہوئے نہی کی ہے، اس نے سہل و آسان تکلیف دی ہے اور دشواریوں سے بچائے رکھا ہے، وہ تھوڑے کیے پر زیادہ اجر دیتا ہے، اس کی نافرمانی اس لیے نہیں ہوتی کہ وہ دب گیا ہے اور نہ اس کی اطاعت اس لیے کی جاتی ہے کہ اس نے مجبور کر رکھا ہے اس نے پیغمبروںؑ کو بطور تفریح نہیں بھیجا اور بندوں کے لیے کتابیں بے فائدہ نہیں اتاری ہیں اور نہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کو بیکار پیدا کیا ہے یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا تو افسوس ہے ان پر جنہوں نے کفر اختیار کیا آتش جہنم کے عذاب سے۔ (ح 78/831)

انبیاءؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے کہ جو ان کی لائی ہوئی چیزوں کا زیادہ علم رکھتے ہوں (پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی) ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو تھی جو ان کے فرمانبردار تھے اور اس نبیؐ اور ایمان لانے والوں کو خصوصیت ہے۔ (ح 96/837)

(اب ذرا) اسماعیلؑ کی اولاد، اسحاقؑ کے فرزندوں، یعقوبؑ کے بیٹوں کے حالات سے عبرت و نصیحت حاصل کرو حالات کتنے ملے ہوئے ہیں اور طور طریقے کتنے یکساں ہیں ان کے منتشر و پراگندہ ہو جانے کی صورت میں جو واقعات رونما ہوئے ان میں فکر و تامل کرو کہ جب شاہان عجم اور سلاطین روم ان پر حکمران تھے وہ انہیں اطراف عالم کے سبزہ زاروں عراق کے دریاؤں اور دنیا کی شادابیوں سے خار دار جھاڑیوں ہواؤں کے روک گزرگاہوں اور معیشت کی دشواریوں کی طرف دھکیل دیتے تھے اور آخر انہیں فقیر و نادار اور زخمی پیٹھ والے اونٹوں کا چرواہا اور بالوں کی جھونپڑیوں کا باشندہ بنا کر چھوڑتے تھے ان کے گھر بار دنیا جہاں سے بڑھ کر خستہ و خراب اور ان کے ٹھکانے خشک سالیوں سے تباہ حال تھے نہ ان کی کوئی آواز تھی جس کے پر و بال کا سہارا لیں، نہ انس و محبت کی چھاؤں تھی جس کے بل بوتے پر بھروسا کریں، ان کے حالات پراگندہ، ہاتھ الگ الگ تھے، کثرت و جمعیت بٹی ہوئی، جانگداز مصیبتوں میں پڑے ہوئے تھے۔

اور جہالت کی تہ بہ تہ تہوں میں پڑے ہوئے تھے یوں کہ لڑکیاں زندہ درگور تھیں، گھر گھر مورتی کی پوجا ہوتی تھی، رشتے ناطے توڑے جا چکے تھے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم تھا۔

دیکھو! کہ اللہ نے ان پر کتنے احسانات کیے کہ ان میں اپنا رسول بھیجا کہ جس نے اپنی اطاعت کا انہیں پابند بنایا اور انہیں ایک مرکز وحدت پر جمع کر دیا اور کیونکہ خوش حالی نے اپنے پر و بال ان پر پھیلا دیئے اور ان کے لیے بخشش و فیضان کی نہریں بہا دیں اور شریعت نے انہیں اپنی برکت کے لیے بے بہا فائدوں میں لپیٹ لیا چنانچہ وہ اس کی نعمتوں میں شرابور اور اس

کی زندگی کی تر و تازگیوں میں خوشحال اور ایک مسلط فرمانروا (اسلام کے) زیر سایہ زندگی کے تمام شعبے (نظم و ترتیب سے) قائم ہو گئے اور ان کے حالات (کی درستگی) نے انہیں غلبہ و بزرگی کے پہلو میں جگہ دی اور ایک مضبوط سلطنت کی سر بلند چوٹیوں میں (دین و دنیا کی) سعادتیں ان پر جھک پڑیں۔ وہ تمام جہان پر حکمران اور زمین کی پہنائیوں میں تخت و تاج کے مالک بن گئے اور جن پابندیوں کی بناء پر دوسروں کے زیر دست تھے اب یہ انہیں پابند بنا کر ان پر مسلط ہو گئے نہ ان کا دم خم ہی نکالا جا سکتا ہے اور نہ ان کا بل توڑا جا سکتا ہے۔ (خ190/540)

میں خالق و معبود کو جانتے ہوئے تیری تسبیح کرتا ہوں، تیرے اس بہترین سلوک کی بناء پر جو تیرا اپنے مخلوقات کے ساتھ ہے، تو نے ایک ایسا گھر (جنت) بنایا ہے کہ جس میں مہمانی کے لیے کھانے پینے کی چیزیں، حوریں، غلمان، محل، نہریں، کھیت اور پھل مہیا کیے ہیں پھر تو نے ان نعمتوں کی طرف دعوت دینے والا بھیجا مگر نہ انہوں نے بلانے والوں کی آواز پر لبیک کہی اور نہ ان چیزوں کی طرف راغب ہوئے جن کی تو نے رغبت دلائی تھی اور نہ ان چیزوں کے مشتاق ہوئے جن کا تو نے اشتیاق دلایا تھا وہ تو اسی سردار دنیا پر ٹوٹ پڑے جسے نوچ کھانے میں اپنی عزت و آبرو گنوار ہے تھے اور اس کی چاہت پر ایکا کر لیا تھا۔

جو شخص کسی چیز سے بے تحاشا محبت کرتا ہے تو وہ اس کی آنکھوں کو اندھا، دل کو مریض کر دیتی ہے دیکھتا ہے تو بیمار آنکھوں سے، سنتا ہے تو نہ سننے والے کانوں سے، شہوتوں نے اس کی عقل کا دامن چاک کر دیا ہے اور دنیا نے اس کے دل کو مردہ بنا دیا ہے اور اس کا نفس اس پر مرمٹا ہے، یہ دنیا کا اور ان لوگوں جن کے پاس کچھ بھی دنیا ہے بندہ و غلام بن گیا ہے۔ جدھر مڑتی ہے ادھر یہ مڑتا ہے جدھر اس کا رخ ہوتا ہے ادھر ہی اس کا رخ ہوتا ہے، نہ اللہ کی طرف سے کسی کہنے والے کے کہنے سے وہ رکتا ہے اور نہ یہ کسی وعظ و پند کرنے والے کی نصیحت مانتا ہے حالانکہ وہ ان لوگوں کو دیکھتا ہے کہ جنہیں عین غفلت کی حالت میں وہاں پر جکڑ لیا گیا کہ جہاں نہ تدارک کی گنجائش اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کا موقعہ ہوتا ہے اور کس طرح وہ ان چیزوں پر ٹوٹ پڑے کہ جن سے وہ بے خبر تھے اور کس طرح اس دنیا سے جدائی (کی گھڑی سامنے) آ گئی کہ جس سے پوری طرح مطمئن تھے اور کیونکہ آخرت کی ان چیزوں تک پہنچ گئے کہ جن کی انہیں خبر دی گئی تھی اب جو مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑتی ہیں انہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ (خ107/323)

اللہ سبحانہ نے اپنے رسولوںؑ کو وحی کے امتیازات کے ساتھ بھیجا اور انہیں مخلوقات پر اپنی حجت ٹھہرایا تاکہ وہ یہ عذر نہ کر سکیں کہ ان پر حجت تمام نہیں ہوئی چنانچہ اللہ نے انہیں سچی زبانوں سے راہ حق کی دعوت دی (یوں تو) اللہ مخلوقات کو اچھی طرح

جانتا بوجھتا ہے اور لوگوں کے ان رازوں اور بھیدوں سے کہ جنہیں وہ چھپا کر رکھتے ہیں بے خبر نہیں (پھر یہ حکم واحکام اس لیے دیئے ہیں) کہ وہ ان لوگوں کو آزما کر ظاہر کر دے کہ ان میں اعمال کے اعتبار سے کون اچھا ہے تاکہ ثواب ان کی جزا اور عذاب ان کی (بداعمالیوں) کی پاداش ہو۔ (خ142/392)

اللہ نے انہیں وہاں اپنی وحی کا امانتدار اور اپنے اوامر ونواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی طرف بھیجا اللہ نے آدمؑ کو اٹھا لینے کے بعد بھی اپنی مخلوق کو ایسی چیزوں سے خالی نہیں رکھا کہ جو اس کی ربوبیت کی دلیلوں کو مضبوط کرتی ہیں اور بندوں کے لیے معرفت کا ذریعہ بنی رہیں اور یکے بعد دیگرے ہر دور میں وہ اپنے برگزیدہ نبیوںؑ اور رسالت کے امانتداروں کی زبانوں سے حجت کے پہنچانے کی تجدید کرتا رہا۔ (خ89/275)

حضرت آدمؑ

پھر اللہ نے سخت و نرم، شیریں و شورہ زار زمین سے مٹی جمع کی اسے پانی سے اتنا بھگویا کہ وہ صاف ہو کر نتھر گئی اور تری سے اتنا گوندھا کہ اس میں لیس پیدا ہو گیا اس سے ایک ایسی صورت بنائی جس میں جوڑ ہیں اور جوڑا اعضاء ہیں اور مختلف حصے۔ یہاں تک سکھایا کہ وہ خود تھم سکی اور اتنا سخت کیا کہ وہ کھنکھنانے لگی۔ ایک وقت معین اور مدّت معلوم تک اسے یونہی رہنے دیا پھر اس میں روح پھونکی تو وہ ایسے انسان کی صورت میں کھڑی ہو گئی جو قوائے ذہنی کو حرکت دینے والا، فکری حرکات سے تصرف کرنے والا، اعضاء و جوارح سے خدمت لینے والا اور ہاتھ پیروں کو چلانے والا ہے اور ایسی شناخت کا مالک ہے جس سے حق و باطل میں تمیز کرتا ہے اور مختلف مزوں، بوؤں، رنگوں اور جنسوں میں فرق کرتا ہے خود رنگا رنگ کی مٹی اور ملتی جلتی ہوئی موافق چیزوں اور مخالف ضدوں اور متضاد خلطوں سے اس کا خمیر ہوا ہے۔ یعنی گرمی سردی، تری خشکی کا پیکر ہے۔ پھر اللہ نے فرشتوں سے چاہا کہ وہ اس کی سونپی ہوئی ودیعت ادا کریں اور اس کے پیمان وصیت کو پورا کریں جو سجدۂ آدمؑ کے حکم کو تسلیم کرنے اور اس کی بزرگی کے سامنے تواضع و فروتنی کے لیے تھا اس لیے اللہ نے کہا آدمؑ کو سجدہ کرو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا اسے مصیبت نے گھیر لیا، بدبختی اس پر چھا گئی، آگ سے پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے کو بزرگ و برتر سمجھا اور کھنکھناتی ہوئی مٹی کی مخلوق کو ذلیل جانا۔ اللہ نے اسے مہلت دی تاکہ وہ پورے طور پر غضب کا مستحق بن جائے اور (بنی آدمؑ) کی آزمائش پایہ تکمیل تک پہنچے اور وعدہ پورا ہو جائے چنانچہ اللہ نے اس سے کہا کہ تجھے وقت معین کے دن تک مہلت ہے پھر اللہ نے آدمؑ کو ایسے گھر میں ٹھہرایا جہاں ان کی زندگی کو خوشگوار رکھا انہیں شیطان اور اس کی عداوت سے بھی ہوشیار کر دیا لیکن دشمن نے ان کے جنت میں ٹھہرنے اور نیکوکاروں میں مل جل کر رہنے پر حسد کیا آخر کار انہیں فریب دے دیا، آدمؑ نے یقین کو شک اور ارادے کے استحکام کو کمزوری کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔ مسرت کو خوف سے بدل لیا اور فریب خوری کی وجہ سے ندامت اٹھائی پھر اللہ نے آدمؑ کے لیے توبہ کی گنجائش رکھی انہیں رحمت کے کلمے سکھائے جنت میں دوبارہ پہنچانے کا ان سے وعدہ کیا اور انہیں دار ابتلاء و محل افزائش نسل میں اتار دیا۔ (خ 1/87)

تو آدمؑ کو دوسری مخلوق کے مقابلے میں برگزیدہ ہونے کی وجہ سے منتخب کر لیا اور انہیں نوع انسانی کا فرد اوّل قرار دیا اور انہیں اپنی جنت میں ٹھہرایا جہاں دل کھول کر ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا اور جس سے منع کرتا تھا اس کی طرف قدم بڑھانے میں عدول حکم کی آلائش ہے اور اپنے مرتبہ کو خطرہ میں ڈالنا ہے لیکن جس چیز سے انہیں روکا تھا انہوں نے اسی کا رخ کیا جیسا کہ پہلے ہی سے اس کے علم میں تھا چنانچہ توبہ کے بعد انہیں جنت سے نیچے اتار دیا، تاکہ اپنی زمین کو ان کی اولاد سے آباد کرے اور ان کے ذریعے بندوں پر حجت پیش کرے۔ اللہ نے آدمؑ کو اٹھا لینے کے بعد بھی اپنی مخلوق کو ایسی چیزوں سے خالی نہیں رکھا جو اس کی ربوبیت کی دلیلوں کو مضبوط کرتی رہیں اور بندوں کے لیے اس کی معرفت کا ذریعہ بنی رہیں اور یکے بعد دیگرے ہر دور میں وہ اپنے برگزیدہ نبیوںؑ اور رسالت کے امانتداروں کی زبانوں سے حجت کے پہنچانے کی تجدید کرتا رہے۔ (خ89/281)

اور اسی کی رو سے اس نے اپنے مقرب فرشتوں کا امتحان لیا تاکہ ان میں سے فروتنی کرنے والوں کو گھمنڈ کرنے والوں سے چھانٹ کر الگ کر دے چنانچہ اللہ سبحانہ نے باوجودیکہ وہ دل کے بھیدوں اور پردۂ غیب میں چھپی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہے۔

فرمایا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں جب میں اس کو تیار کر لوں اور اپنی خاص روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا، سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا، مگر ابلیس کو اسے سجدہ کرنے میں عار آئی اور اپنے مادۂ تخلیق کی بناء پر آدمؑ کے مقابلے میں گھمنڈ کیا اور اپنی اصل کے لحاظ سے ان کے سامنے اکڑ گیا۔

اور اگر اللہ چاہتا تو آدمؑ کو ایک ایسے نور سے پیدا کرتا کہ جس کی روشنی آنکھوں کو چندھیا دے اور اس کی خوش نمائی عقلوں پر چھا جائے اور ایسی خوشبو کہ جس کی مہک سانسوں کو جکڑ لے۔

تم دیکھتے نہیں کہ اللہ سبحانہ نے آدمؑ سے لے کر اس جہاں کے آخر تک کے اگلے پچھلوں کو ایسے پتھروں سے آزمایا ہے کہ جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ، نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔

پھر بھی اس نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو حکم دیا کہ اپنے رخ اس کی طرف موڑیں۔

ابلیس ہی کو لو کہ اس نے آدمؑ کے سامنے حمیت جاہلیت کا مظاہرہ کیا تو اپنی اصل (آگ) کی وجہ سے ان پر چوٹ کی تو اپنی خلقت و پیدائش کی بناء پر چنانچہ اس نے آدمؑ سے کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور تم مٹی سے۔ (خ190/526,535,538)

فرزندان آدمؑ

تم اس طرح نہ بنو کہ جس نے اپنے ماں جائے بھائی کے مقابلے میں غرور کیا بغیر کسی فضیلت و بلندی کے کہ جو اللہ نے اس میں قرار دی ہو سوا اس کے کہ حسد و عداوت سے اس میں اپنی بڑائی کا احساس پیدا ہوا اور خود پسندی نے اس کے دل میں غیظ و غضب کی آگ بھڑکا دی اور شیطان نے اس کے ناک میں کبر و غرور کی ہوا پھونک دی کہ جس کی وجہ سے اللہ نے ندامت و پشیمانی کو اس کے پیچھے لگا دیا اور قیامت تک کے قاتلوں کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیئے۔ (خ 190/530)

پھر اللہ نے آدمؑ کے لیے توبہ کی گنجائش رکھی انہیں رحمت کے کلمے سکھائے جنت میں دوبارہ پہنچانے کا ان سے وعدہ کیا اور انہیں دار ابتلاء و محل افزائش نسل میں اتار دیا۔

اللہ سبحانہ نے ان کی اولاد سے انبیاءؑ چنے، وحی پر ان سے عہد و پیمان لیا۔ تبلیغ رسالت کا انہیں امین بنایا جبکہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا ہے چنانچہ وہ اس کے حق سے بے خبر ہو گئے، اوروں کو اس کا شریک بنا ڈالا، شیاطین نے اس کی معرفت سے انہیں روگرداں اور اس کی عبادت سے الگ کر دیا، اللہ نے ان میں اپنے رسولؐ مبعوث کیے اور لگاتار انبیاءؑ بھیجے تاکہ ان سے فطرت کے عہد و پیمان پورے کرائیں، اس کی بھولی ہوئی نعمتیں یاد دلائیں۔

پیغام ربانی کو پہنچا کر حجت تمام کریں عقل کے دفینوں کو ابھاریں اور انہیں قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔ یہ سروں پر بلند بام آسمان، اس کے نیچے بچھا ہوا فرش زمین، زندہ رکھنے والا سامان معیشت، فنا کرنے والی اجلیں، بوڑھا کر دینے والی بیماریاں اور پے در پے آنے والے حادثات۔ (خ 1/88)

چنانچہ توبہ کے بعد انہیں جنت سے نیچے اتار دیا تاکہ اپنی زمین کو ان کی اولاد سے آباد کرے اور ان کے ذریعے بندوں پر حجت پیش کرے، اللہ نے آدمؑ کو اٹھا لینے کے بعد بھی اپنی مخلوق کو ایسی چیزوں سے خالی نہیں رکھا جو اس کی ربوبیت کو دلیلوں کو مضبوط کرتی رہیں اور بندوں کے لیے اس کی معرفت کا ذریعہ بنی رہیں اور یکے بعد دیگرے ہر دور میں وہ اپنے برگزیدہ نبیوںؐ اور رسالت کے امانتداروں کی زبانوں سے حجت کے پہنچانے کی تجدید کرتا رہا۔ (خ 89/281)

حضرت موسیٰ و ہارونؑ

اگر دوسرا نمونہ چاہو تو موسیٰ کلیم اللہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے اللہ سے کہا کہ پروردگار تو جو کچھ بھی اس وقت تھوڑی بہت نعمت بھیج دے گا، میں اس کا محتاج ہوں۔ خدا کی قسم! انہوں نے صرف کھانے کے لیے روٹی کا سوال کیا تھا چونکہ وہ زمین کا ساگ پات کھاتے تھے اور لاغری اور (جسم پر) گوشت کی کمی کی وجہ سے ان کے پیٹ کی نازک جلد سے گھاس پات کی سبزی دکھائی دیتی تھی۔ (خ 158/431)

وہ خدا کہ جس نے بغیر اعضاء و جوارح اور بغیر گویائی اور بغیر حلق کے کوؤں کو ہلائے موسیٰ سے باتیں کیں اور انہیں اپنی عظیم نشانیاں دکھلائیں۔ (خ 180/487)

(چنانچہ اس کی مثال یہ ہے) کہ موسیٰ اپنے بھائی ہارونؑ کو ساتھ لے کر اس حالت میں فرعون کے پاس آئے کہ ان کے جسم پر اونی کرتے اور ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں اور اس سے یہ قول و اقرار کیا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو اس کا ملک بھی باقی رہے گا اور اس کی عزت بھی برقرار رہے گی تو اس نے اپنے حاشیہ نشینوں سے کہا کہ تمہیں اس پر تعجب نہیں ہوتا کہ یہ دونوں مجھ سے یہ معاملہ ٹھہرا رہے ہیں کہ میری عزت بھی برقرار رہے گی اور میرا ملک بھی باقی رہے گا اور جس پھٹے حال اور ذلیل صورت میں یہ ہیں۔

تم بھی دیکھ رہے ہو (اگر ان میں اتنا ہی دم خم ہوتا تو پھر) ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں پڑے ہوئے یہ اس لیے کہ وہ سونے کو اور اس کی جمع آوری کو بڑی چیز سمجھتا تھا اور بالوں کے کپڑوں کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ جس وقت اس نے نبیوں کو مبعوث کیا تو ان کے لیے سونے کے خزانوں اور خالص طلاء کی کانوں کے منہ کھول دیتا اور باغوں کی کشت زاروں کو ان کے لیے مہیا کر دیتا اور فضاء کے پرندوں اور زمین کے صحرائی جانوروں کو ان کے ہمراہ کر دیتا تو کر سکتا تھا اور اگر ایسا کرتا تو پھر آزمائش ختم، جزاء و سزا بیکار اور آسمانی خبریں اکارت ہو جاتیں اور آزمائش میں پڑنے والوں کا اجر اس طرح کے ماننے والوں کے لیے ضروری نہ رہتا اور نہ ایسے ایمان لانے والے نیک کرداروں کی جزا کے

مستحق رہتے اور نہ الفاظ ایسے معانی کا ساتھ دیتے لیکن اللہ سبحانہ اپنے رسولوں کو ارادوں میں قوی اور آنکھوں کو دکھائی دینے والی ظاہری حالت میں کمزور و ناتواں قرار دیتا ہے اور انہیں ایسی قناعت سے سرفراز کرتا ہے جو (دیکھنے اور سننے والوں کے) دلوں اور آنکھوں کو بے نیازی سے بھر دیتی ہے اور ایسا افلاس ان کے دامن سے وابستہ کر دیتا ہے کہ جس سے آنکھوں کو دیکھ کر اور کانوں کو سن کر اذیت ہوتی ہے۔

اگر انبیاء ایسی قوت و طاقت رکھتے کہ جسے دبانے کا قصد و ارادہ بھی نہ ہو سکتا ہوتا اور ایسا تسلط و اقتدار رکھتے جس پر تعدی ممکن ہی نہ ہوتی اور ایسی سلطنت کے مالک ہوتے کہ جس کی طرف لوگوں کی گردنیں مڑتیں اور اس کے رخ پر سواریوں کے پالان کسے جاتے تو یہ چیزیں نصیحت پذیری کے لیے بڑی آسان اور اس سے انکار و سرتابی بہت بعید ہوتی اور لوگ چھائے ہوئے خوف یا مائل کرنے والے اسباب رغبت کی بناء پر ایمان لے آتے تو اس صورت میں ان کی نیتیں مشترک اور نیک عمل بٹے ہوئے ہوتے، لیکن اللہ سبحانہ نے تو یہ چاہا کہ اس کے پیغمبروںؑ کی اتباع، اس کی کتابوں کی تصدیق، اس کے سامنے فروتنی، اس کے احکام کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت یہ سب چیزیں اسی کے لیے مخصوص ہوں اس میں کوئی دوسرا شائبہ تک نہ ہو اور جتنی آزمائش کڑی ہوگی اتنا ہی اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔ (خ190/533)

جب سے مجھے حق دکھایا گیا ہے میں نے کبھی اس میں شک و شبہ نہیں کیا حضرت موسیٰؑ نے اپنی جان کے لیے خوف کا لحاظ کبھی نہیں کیا بلکہ جاہلوں کا غلبہ اور گمراہی کے تسلط کا ڈر تھا۔ (اسی طرح میری اب تک کی خاموشی سمجھنا چاہیے) آج ہم اور تم حق اور باطل کے دوراہے پر کھڑے ہوئے ہیں جسے پانی کا اطمینان ہو وہ پیاس نہیں محسوس کرتا، اسی طرح میری موجودگی میں تمہیں میری قدر نہیں۔ (خ4/119)

بنی اسرائیل اور فرعون

اور جب اللہ نے رسول اللہ کو دنیا سے اٹھا لیا تو ایک گروہ الٹے پاؤں پلٹ گیا اور گمراہی کی راہوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا اور وہ اپنے غلط سلط عقیدوں پر بھروسا کر بیٹھا (قریبیوں کو چھوڑ کر) بیگانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے لگا اور جن (ہدایت کے) وسیلوں سے اسے مودّت کا حکم دیا گیا تھا انہیں چھوڑ بیٹھا اور (خلافت کو) اس کی مضبوط بنیادوں سے ہٹا کر وہاں نصب کر دیا، جو اس کی جگہ نہ تھی یہی تو گناہوں کے مخزن اور گمراہی میں بھٹکنے والوں کا دروازہ ہیں۔ وہ حیرت و پریشانی میں سرگرداں اور آل فرعون کی طرح گمراہی کے نشہ میں مدہوش پڑے تھے۔ کچھ تو آخرت سے کٹ کر دنیا کی طرف متوجہ تھے اور کچھ حق سے منہ موڑ کر دین چھوڑ چکے تھے۔ (خ 148/405)

(ذرا سوچو تو) کہ کہاں ہے عمالقہ اور ان کے بیٹے اور کہاں ہیں فرعون اور ان کی اولادیں؟ (خ 180/488)

اور تم کو لازم ہے کہ گذشتہ زمانہ کے اہل ایمان کے وقائع و حالات میں غور و فکر کرو کہ (صبر آزما) ابتلاؤں اور (جانکاہ) مصیبتوں میں ان کی کیا حالت تھی؟ کیا وہ ساری کائنات سے زیادہ گرانبار تمام لوگوں سے زائد مبتلائے تعب و مشقت اور دنیا جہاں سے زیادہ تنگی و ضیق کے عالم میں نہ تھے کہ جنہیں دنیا کے فرعون نے اپنا غلام بنا رکھا تھا اور انہیں سخت سے سخت اذیتیں پہنچاتے اور تلخیوں کے گھونٹ پلاتے تھے اور ان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ تباہی و ہلاکت کی ذلتوں اور غلبہ و تسلط کی قہر سامانیوں میں گھرتے چلے جا رہے تھے، نہ انہیں بچاؤ کی کوئی تدبیر اور نہ روک تھام کا کوئی ذریعہ سوجھتا تھا، یہاں تک کہ جب اللہ سبحانہ نے دیکھا کہ یہ میری محبت میں اذیتوں پر پوری کدوکاوش سے صبر کیے جا رہے ہیں اور میرے خیال سے مصیبتوں کو جھیل رہے ہیں تو ان کے لیے مصیبت و ابتلاء کی تنگنائے سے وسعت کی راہیں نکالیں اور ان کی ذلت کو عزت اور خوف و ہراس کو امن سے بدل دیا چنانچہ وہ تخت فرمانروائی پر سلطان اور مسند ہدایت پر رہنما ہوئے اور انہیں عزت و سرفرازی حاصل ہوئی۔

غور کرو! کہ جب ان کی جمعیتیں یک جا، خیالات یکسو اور دل یکساں تھے اور ان کے ہاتھ ایک دوسرے کو سہارا دیتے اور تلواریں ایک دوسرے کی معین و مددگار تھیں اور ان کی بصیرتیں تیز اور ارادے متحد تھے تو اس وقت ان کا عالم کیا تھا؟ کیا وہ اطراف زمین میں فرمانروا اور دنیا اور دنیا والوں کی گردنوں پر حکمران نہ تھے اور تصویر کا یہ رخ بھی دیکھو کہ جب ان میں پھوٹ

پڑ گئی یکجہتی درہم برہم ہوگئی ان کی باتوں اور دلوں میں اختلاف کے شاخسانے پھوٹ نکلے اور وہ مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے اور الگ جتھے بن کر ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے لگے تو ان کی نوبت یہ ہوگئی کہ اللہ نے ان سے عزت و بزرگی کا پیراہن اتار لیا اور نعمتوں کی آسائشیں ان سے چھین لیں اور تمہارے درمیان ان کے واقعات کی حکایتیں بن کر رہ گئیں۔

(اب ذرا) اسماعیلؑ کی اولاد اسحاقؑ کے فرزندوں اور یعقوبؑ کے بیٹوں کے حالات سے عبرت و نصیحت حاصل کرو، کتنے ملے ہوئے ہیں اور طور و طریقے کتنے یکساں ہیں۔ان کے منتشر و پراگندہ ہو جانے کی صورت میں جو واقعات رونما ہوئے ان میں فکر و تامل کرو کہ جب شاہان عجم اور سلاطین روم ان پر حکمران تھے۔

وہ انہیں اطراف عالم کے سبزہ زاروں، عراق کے دریاؤں اور دنیا کی شادابیوں سے خار دار جھاڑیوں، ہواؤں کے بے روک گزرگاہوں اور معیشت کی دشواریوں کی طرف دھکیل دیتے تھے اور آخر انہیں فقیر و نادار اور زخمی پیٹھ والے اونٹوں کا چرواہا اور بالوں کی جھونپڑیوں کا باشندہ بنا کر چھوڑتے تھے ان کے گھر و بار دنیا جہان سے بڑھ کر خستہ و خراب اور ان کے ٹھکانے خشک سالیوں سے تباہ حال تھے نہ ان کی کوئی آواز تھی جس کے پر و بال کا سہارا لیں، نہ انس و محبت کی چھاؤں تھی جس کے بل بوتے پر بھروسا کریں ان کے حالات پراگندہ، ہاتھ الگ الگ تھے، کثرت و جمعیت بٹی ہوئی، جانگداز مصیبتوں اور جہالت کی تہ بہ تہ تہوں میں پڑے ہوئے تھے یوں کہ لڑکیاں زندہ درگور تھیں (گھر گھر مورتی پوجا ہوتی تھی) رشتے ناطے توڑے جا چکے تھے اور لوٹ کھسوٹ کی گرم بازاری تھی۔(خ190/539)

روایت ہے کہ امیر المومنینؑ کے قاضی شریح ابن حارث نے آپؑ کے دور خلافت میں ایک مکان اسی دینار کو خرید کیا۔حضرتؑ کو اس کی خبر ہوئی تو انہیں بلوا بھیجا اور فرمایا۔

مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے ایک مکان کو اسی دینار میں خرید کیا ہے اور دستاویز بھی تحریر کی ہے اور اس پر گواہوں کی گواہی بھی ڈلوائی ہے۔شریح نے کہا جی ہاں یا امیر المومنینؑ! ایسا ہوا تو ہے (راوی کہتا ہے) اس پر حضرتؑ نے انہیں غصہ کی نظر سے دیکھا اور فرمایا دیکھو بہت جلد ہی وہ (ملک الموت) تمہارے پاس آجائے گا جو نہ تمہاری دستاویز کو دیکھے گا اور نہ تم سے گواہوں کا پوچھے گا اور وہ تمہارا بوریا بستر بندھوا کر یہاں سے نکال باہر کرے گا اور قبر میں اکیلا چھوڑ دے گا۔اے شریح! دیکھو ایسا تو نہیں کہ تم نے اس گھر کو دوسرے کے مال سے خریدا ہو یا حرام مال کی کمائی سے قیمت ادا کی ہو،اگر ایسا ہوا تو سمجھ لو کہ تم نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی۔دیکھو! اس کی خریداری کے وقت تم میرے پاس آئے ہوتے تو میں اس وقت تمہارے لیے ایک ایسی دستاویز لکھ دیتا کہ تم ایک درہم بلکہ اس سے بھی کم کو اس گھر کے خریدنے کو تیار نہ ہوتے۔

وہ دستاویز یہ ہے: یہ وہ ہے جو ایک ذلیل بندے نے ایک ایسے بندے سے کہ جو سفر آخرت کے لیے پا در رکاب ہے، خرید کیا ہے ایک ایسا گھر کہ جو دنیائے پرفریب میں مرنے والوں کے محلے اور ہلاک ہونے والوں کے خطہ میں واقع ہے، جس کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ پہلی حد آفتوں کے اسباب سے متصل ہے، دوسری حد مصیبتوں کے اسباب سے ملی ہوئی ہے اور تیسری حد ہلاک کرنے والی نفسانی خواہشوں تک پہنچتی ہے اور چوتھی حد گمراہ کرنے والے شیطان سے تعلق رکھتی ہے اور اسی حد میں اس کا دروازہ کھلتا ہے اس فریب خوردہ امید و آرزو نے اس شخص سے کہ جسے موت دھکیل رہی ہے، اس گھر کو خریدا ہے اس قیمت پر کہ اس نے قناعت کی عزت سے ہاتھ اٹھایا اور طلب و خواہش کی ذلت میں جا پڑا۔ اب اگر اس سودے میں خریدار کو کوئی نقصان پہنچے تو بادشاہوں کے جسم کو تہ و بالا کرنے والے، گردن کشوں کی جان لینے والے اور کسریٰ، قیصر اور تبع وحمیر ایسے فرمانرواؤں کی سلطنتیں الٹ دینے والے اور مال سمیٹ سمیٹ کرا سے بڑھانے اونچے اونچے محل بنانے، سنوارنے انہیں فرش و فروش سے سجانے اور اولاد کے خیال سے ذخیرے فراہم کرنے اور جاگیریں بنانے والوں سے سب کچھ چھین لینے والے کے ذمہ ہے کہ وہ ان سب کو لے جا کر حساب و کتاب کے موقف اور عذاب و ثواب کے محل میں کھڑا کرے۔ اس وقت کہ جب حق و باطل کا دوٹوک فیصلہ ہوگا اور باطل والے وہاں خسارے میں رہیں گے۔ گواہ شد براین عقل: جب خواہشوں کے بندھن سے الگ اور دنیا کی وابستگیوں سے آزاد ہو۔ (ر 3/652)

اگر چاہو تو تیسری مثال داؤدؑ کی سامنے رکھ لو جو صاحب زبور اور اہل جنت کے قاری ہیں وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کی پتیوں کی ٹوکریاں بنایا کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے تھے تم میں سے کون ہے جو انہیں بیچ کر میری دستگیری کرے (پھر) اس کی جو قیمت ملے اس سے جو کی روٹی کھا لیتے تھے۔ (خ 158/431)

اے نوف! داؤدؑ رات کے ایسے ہی حصہ میں اٹھے اور فرمایا کہ یہ وہ گھڑی ہے کہ جس میں بندہ جو بھی دعا مانگے مستجاب ہوگی سوا اس شخص کے جو سرکاری ٹیکس وصول کرنے والا یا لوگوں کی برائیاں کرنے والا یا کسی ظالم حکومت کی پولیس میں ہو یا سارنگی یا ڈھول تاشہ بجانے والا ہو۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ عرطبہ کے معنی سارنگی اور کوبہ کے معنی ڈھول کے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ عرطبہ کے معنی ڈھول اور کوبہ کے معنی طنبور کے ہیں۔ (ح 104/840)

اگر کوئی دنیاوی بقاء کی (بلندیوں پر) چڑھنے کا زینہ یا موت کو دور کرنے کا راستہ پا سکتا ہوتا تو وہ سلیمان ابن داؤدؑ ہوتے کہ جن کے لیے نبوت و انتہائے تقرب کے ساتھ جن و انس کی سلطنت قبضہ میں دے دی گئی تھی لیکن جب وہ اپنا آب و دانہ پورا اور اپنی مدت (حیات) ختم کر چکے تو فنا کی کمانوں نے انہیں موت کے تیروں کی زد پر رکھ لیا گھر ان سے خالی ہو گئے اور بستیاں اجڑ گئیں اور دوسرے لوگ ان کے وارث ہو گئے، تمہارے لیے گذشتہ دوروں (کے ہر دور) میں عبرتیں (ہی عبرتیں) ہیں۔ (خ 180/488)

حضرت عیسیٰؑ

اگر چاہو تو عیسیٰؑ ابن مریم کا حال کہوں جو (سر کے نیچے) پتھر کا تکیہ رکھتے تھے اور سخت کھردرا لباس پہنتے تھے اور (کھانے) میں سالن کے بجائے بھوک اور رات کے چراغ کی جگہ چاند اور سردیوں میں سایہ کے بجائے (ان کے سر پر) زمین کے مشرق و مغرب کا سائبان ہوتا تھا اور زمین جو گھاس پھوس چوپاؤں کے لیے اگاتی تھی وہ ان کے لیے پھل پھول کی جگہ تھی، نہ ان کی بیوی تھیں جو انہیں دنیا کے (جھنجٹوں) میں مبتلا کرتیں اور نہ بال بچے تھے کہ ان کے لیے فکر و اندوہ کا سبب بنتے اور نہ مال و متاع تھا کہ ان کی توجہ کو موڑتا اور نہ کوئی طمع تھی کہ انہیں رسوا کرتی، ان کی سواری ان کے دونوں پاؤں اور خادم ان کے دونوں ہاتھ تھے۔ (خ158/431)

نوف (ابن فضالہ) بکالی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب امیر المومنینؑ کو دیکھا کہ وہ فرش خواب سے اٹھے، ایک نظر ستاروں پر ڈالی اور پھر فرمایا اے نوف! سوتے ہو یا جاگ رہے ہو؟ میں نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ جاگ رہا ہوں فرمایا۔

اے نوف! خوش نصیب ان کے کہ جنھوں نے دنیا میں زہد اختیار کیا اور ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ رہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے زمین کو فرش، مٹی کو بستر اور پانی کو شربت خوش گوار قرار دیا، قرآن کو سینے سے لگایا اور دعا کو سپر بنایا پھر حضرت مسیحؑ کی طرح دامن جھاڑ کر دنیا سے الگ ہو گئے۔ (ح104/839)

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے عبد اور رسولؐ ہیں جنہیں شہرت یافتہ دین، منقول شدہ نشان لکھی ہوئی کتاب، ضو فشان نور، چمکتی ہوئی روشنی اور فیصلہ کن امر کے ساتھ بھیجا تا کہ شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جائے اور دلائل (کے زور) سے حجت تمام کی جائے آیتوں کے ذریعے ڈرایا جائے اور عقوبتوں سے خوف زدہ کیا جائے (اس وقت حالت یہ تھی کہ) لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جہاں دین کے بندھن شکستہ، یقین کے ستون متزلزل، اصول مختلف اور حالات پراگندہ تھے نکلنے کی راہیں تنگ و تاریک تھیں۔ ہدایت گمنام اور ضلالت ہمہ گیر تھی (کھلے خزانوں) اللہ کی مخالفت ہوتی تھی اور شیطان کو مدد دی جا رہی تھی، ایمان بے سہارا تھا چنانچہ اس کے ستون گر گئے اس کے نشان تک پہچاننے میں نہ آتے تھے، اس کے راستے مٹ مٹا گئے اور شاہراہیں اجڑ گئیں۔ وہ شیطان کے پیچھے لگ کر اس کی راہوں پر چلنے لگے اور اس کے گھاٹ پر اتر پڑے۔ انہی کی وجہ سے اس کے پھریرے ہر طرف لہرانے لگے تھے ایسے فتنوں میں جو انہیں اپنے سموں سے روندتے اور اپنے کھروں سے کچلتے تھے اور اپنے پنجوں کے بل مضبوطی سے کھڑے ہوئے تھے تو وہ لوگ ان میں حیران و سرگردان، جاہل و فریب خوردہ تھے ایک ایسے گھر میں جو خود اچھا مگر اس کے بسنے والے برے تھے جہاں نیند کی بجائے بیداری اور سرمے کی جگہ آنسو تھے اس سرزمین پر عالم کے منہ میں لگام تھی اور جاہل معزز و سرفراز تھا۔ (خ 2/98)

پھر تو نے ان نعمتوں کی طرف دعوت دینے والا بھیجا مگر انہوں نے بلانے والے کی آواز پر لبیک کہی، اور نہ ان چیزوں کی طرف راغب ہوئے جن کی تو نے رغبت دلائی تھی اور نہ ان چیزوں کے مشتاق ہوئے جن کا تو نے اشتیاق دلایا تھا۔ (خ 107/323)

اور نبیؐ کو اس حالت میں دنیا سے اٹھایا کہ وہ لوگوں کو احکام قرآن کی تبلیغ کر کے فارغ ہو چکے تھے کہ جو ہدایت و رستگاری کا سبب ہیں لہٰذا اللہ سبحانہ کو ایسی بزرگی وعظمت کے ساتھ یاد کرو جیسی اپنی بزرگی خود اس نے بیان کی ہے کیونکہ اس نے اپنے دین کی کوئی بات تم سے نہیں چھپائی اور کسی شئی کو خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند (نہیں چھوڑا)۔ (خ 181/495)

اللہ نے اپنے پیغمبرؐ کو اس وقت بھیجا جب کہ رسولوںؑ کی آمد کا سلسلہ رُکا ہوا تھا اور ساری امتیں مدت سے پڑی سو رہی تھیں فتنے سر اٹھا رہے تھے سب چیزوں کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے دنیا بے رونق و بے نور تھی اور اس

کی فریب کاریاں کھلی ہوئی تھیں اور پھلوں سے ناامیدی تھی، پانی زمین میں تہ نشین ہو چکا تھا، ہدایت کے مینار مٹ گئے تھے، ہلاکت و گمراہی کے پرچم کھلے ہوئے تھے اور دنیا والوں کے سامنے بڑے تیوروں سے تیوری چڑھائے ہوئے نظر آ رہی تھی۔ اس کا پھل فتنہ تھا اور اس کی غذا مردار تھی، اندر کا لباس خوف اور باہر کا پہناوا تلوار تھا۔ (خ 87/264)

آپؑ نے یہ کلام شبِ ضربت کی سحر کو فرمایا: ''میں بیٹھا ہوا تھا میری آنکھ لگ گئی اتنے میں رسول اللہؐ میرے سامنے جلوہ فرما ہوئے، میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ مجھے آپ کی امت کے ہاتھوں کیسی کیسی محرومیوں اور دشمنیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے تو رسول اللہؐ نے فرمایا تم ان کے لیے بددعا کرو تو میں نے (صرف اتنا) کہا کہ اللہ مجھے ان کے بدلے میں ان سے اچھے لوگ عطا کرے اور ان کو میرے بدلے میں کوئی برا (امیر) دے''۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ 'اود' کے معنی ٹیڑھا پن اور 'لد' کے معنی دشمنی و عناد کے ہیں اور یہ بہت فصیح کلام ہے۔ (خ 68/227)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمدؐ کو تمام جہانوں کو (ان کی بداعمالیوں سے) متنبہ کرنے والا اور اپنی وحی کا امین بنا کر بھیجا۔ اے گروہ عرب! اس وقت تم بدترین دین پر اور بدترین گھروں میں تھے، کھردرے پتھروں اور زہریلے سانپوں میں تم بود و باش رکھتے تھے، تم گدلا پانی پیتے اور لوٹا جھوٹا کھاتے تھے، ایک دوسرے کا خون بہاتے اور رشتہ و قرابت قطع کیا کرتے تھے، تمہارے درمیان بت گڑے ہوئے تھے اور گناہ تم سے چمٹے ہوئے تھے۔ (خ 26/164)

اللہ نے محمدؐ کو اس وقت بھیجا کہ جب عربوں میں نہ کوئی کتاب (آسمانی) کا پڑھنے والا تھا نہ کوئی نبوت کا دعویدار۔ آپ نے ان لوگوں کو ان کے صحیح مقام پر اتارا اور نجات کی منزل پر پہنچا دیا یہاں تک کہ ان کے سارے غم جاتے رہے اور حالات محکم و استوار ہو گئے۔ (خ 33/184)

اپنی پاکیزہ رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں قرار دے اپنے عبد اور رسول محمدؐ کے لیے جو پہلی (نبوتوں کے) ختم کرنے والے اور بند (دلوں کے) کھولنے والے اور حق کے زور سے اعلانِ حق کرنے والے باطل کی طغیانیوں کو دبانے والے اور ضلالت کے حملوں کو کچلنے والے تھے جیسا ان پر (ذمہ داری کا) بوجھ عائد کیا گیا تھا اس کو انہوں نے اٹھایا اور تیری خوشنودیوں کی طرف بڑھنے کے لیے مضبوطی سے تم کر کھڑے ہو گئے اور آگے بڑھنے سے منہ موڑا، نہ ارادے میں کمزوری کو راہ دی۔ وہ تیری وحی کے حافظ اور تیرے پیمان کے محافظ تھے اور تیرے حکموں کے پھیلانے کی دھن میں لگے رہنے والے تھے یہاں تک کہ انہوں نے روشنی ڈھونڈھنے والے کے لیے شعلے بھڑکا دیئے اور اندھیرے میں بھٹکنے والے کے لیے راستہ روشن کر دیا۔

فتنوں فسادوں میں سرگرمیوں کے بعد دلوں نے آپ کی وجہ سے ہدایت پائی، انہوں نے راہ دکھانے والے نشانات قائم کیے، روشن و تابندہ احکام جاری کیے۔ وہ تیرے امین، معتمد اور تیرے پیغمبرؐ برحق اور خلق کی طرف سے فرستادہ رسولؐ تھے۔ (ک 70/229)

پیغمبرؐ کو اس وقت بھیجا کہ جب لوگ حیرت و پریشانی کے عالم میں گم کردہ راہ میں تھے اور فتنوں میں ہاتھ پیر مار رہے تھے، نفسانی خواہشوں نے انہیں بھٹکا دیا تھا اور غرور نے بہکا دیا تھا اور بھرپور جاہلیت نے ان کی عقلیں کھو دی تھیں اور حالات کے ڈانواں ڈول ہونے اور جہالت کی بلاؤں کی وجہ سے حیران و پریشان تھے۔ چنانچہ نبیؐ نے انہیں سمجھانے بجھانے کا پورا حق ادا کیا، خود سیدھے راستے پر جمے رہے اور حکمت و دانائی اور اچھی نصیحتوں کی طرف انہیں بلاتے رہے۔ (خ 93/297)

اسی خطبہ کا یہ جز نبیؐ کے متعلق ہے۔

انہوں نے اس دنیا کو ذلیل و خوار سمجھا اور پست و حقیر جانا اور جانتے تھے کہ اللہ نے ان کی شان کو بالاتر سمجھتے ہوئے دوسروں کے لیے اس کا دامن پھیلا دیا ہے۔ لہٰذا آپ نے دنیا سے دل ہٹا لیا اور اس کی یاد اپنے نفس سے مٹا ڈالی اور یہ چاہتے رہے کہ اس کی سج دھج ان کی نظروں سے اوجھل رہے کہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اس میں قیام کی آس لگائیں انہوں نے عذر تمام کرتے ہوئے اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا اور ڈراتے ہوئے امت کو پند و نصیحت کی اور خوشخبری سناتے ہوئے جنت کی طرف دعوت دی اور انتباہ کرتے ہوئے دوزخ سے خوف دلایا۔ (خ 107/327)

اس طرح نکلے کہ وہ رسول اللہ کی غیرت و ناموس کو یوں کھینچے پھرتے تھے جس طرح کسی کنیز کو فروخت کرنے کے لیے (شہر بشہر) پھرایا جاتا ہے۔ ان دونوں نے اپنی بیویوں کو تو گھروں میں روک رکھا تھا اور رسول اللہ کی بیوی کو اپنے اور دوسروں کے سامنے کھلے بندوں لے آئے تھے۔ (خ 170/461)

اور نہ سنت پیغمبرؐ اور آئمہ ہدیٰ میں ان کا نام و نشان ہے۔ (خ 89/269)

جس طرح ہم رسول اللہ کی صحبت میں رہے تم بھی رہے اور حق پر عمل پیرا ہونے کی ذمہ داری ابن قحافہ اور ابن خطاب پر اس سے زیادہ نہ تھی، جتنی کہ تم پر ہونا چاہیئے اور تم رسولؐ سے خاندانی قرابت کی بناء پر ان دونوں سے قریب تر بھی ہو اور ان کی ایک طرح کی دامادی بھی تمہیں حاصل ہے کہ جو انہیں حاصل نہ تھی۔ کچھ اپنے دل میں اللہ کا بھی خوف کرو۔ (ک 162/441)

بزرگی اور شرافت کے معدنوں اور پاکیزگی کی جگہوں میں ان کا مقام بہترین مقام اور مرز بوم بہترین مرز بوم ہے، ان

کی طرف نیک لوگوں کے دل جھکا دیئے گئے ہیں اور نگاہوں کے رخ موڑ دیئے گئے ہیں۔ خدا نے ان کی وجہ سے فتنے دبا دیئے اور (عداوتوں کے) شعلے بجھا دیئے۔ بھائیوں میں الفت پیدا کی اور جو (کفر میں) اکٹھے تھے انہیں علیٰحدہ علیٰحدہ کر دیا (اسلام کی پستی و ذلت کو عزت بخشی اور کفر کی) عزت و بلندی کو ذلیل کر دیا ان کا کلام (شریعت کا) بیان اور سکوت (احکام کی) زبان تھی۔ (خ94/298)

جب اللہ نے محمدؐ کو بھیجا تو عربوں میں نہ کوئی (آسمانی) کتاب کا پڑھنے والا تھا اور نہ کوئی نبوت و وحی کا دعوے دار۔ آپؐ نے اطاعت کرنے والوں کو لے کر اپنے مخالفوں سے جنگ کی درحالانکہ آپ لوگوں کو نجات کی طرف لے جا رہے تھے اور قبل اس کے کہ موت ان لوگوں پر آپڑے، ان کی ہدایت کے لیے بڑھ رہے تھے۔ جب کوئی تھکا ماندہ رک جاتا تھا فتنہ درماندہ ٹھہر جاتا تھا تو آپ اس کے (سر پر) کھڑے ہو جاتے تھے اور اسے منزل مقصود تک پہنچاتے تھے یہ اور بات ہے کہ کوئی ایسا تباہ حال ہوا جس میں ذرہ بھر بھلائی ہی نہ ہو یہاں تک کہ آپ نے انہیں نجات کی منزل دکھا دی اور انہیں ان کے مرتبے پر پہنچا دیا چنانچہ ان کی چکی گھومنے لگی، ان کے بیڑے کا خم جاتا رہا۔ خدا کی قسم! میں بھی انہیں ہنگامے والوں میں تھا یہاں تک کہ وہ پوری طرح پس و پا ہو گئے اور اپنے بندھنوں میں جکڑ دیئے گئے، اس دوران میں نہ میں عاجز ہوا، نہ بزدلی دکھائی، نہ کسی قسم کی خیانت کی اور نہ مجھ میں کمزوری آئی۔ خدا کی قسم! میں (اب بھی) باطل کو چیر کر حق کو اس کے پہلو سے نکال لوں گا۔ (خ102/311)

آخر اللہ نے محمدؐ کو بھیجا اور آں حالیکہ وہ گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تھے جو بچپنے میں بھی بہترین خلائق اور سن رسیدہ ہونے پر بھی اشرف کائنات تھے اور پاک لوگوں میں خوخصلت کے اعتبار سے پاکیزہ تر اور جود و سخا میں ابر صفت، برسائے جانے والوں میں سب سے زائد لگاتار برسنے والے تھے۔ (خ103/312)

یہاں تک کہ آپ نے روشنی ڈھونڈھنے والے کے لیے شعلے بھڑکائے اور (راستہ کھو کر) سواری کے روکنے والے کے لیے نشانات روشن کیے (اے اللہ) وہ تیرے بھروسے کا امین اور قیامت کے دن تیرا (ٹھہرایا ہوا) گواہ ہے، وہ تیرا نبیؐ مرسل و رسولؐ برحق ہے جو دنیا کے لیے نعمت و رحمت ہے۔ (خ104/316)

انہیں انبیاءؑ کے شجرۂ روشنی کے مرکز (آل ابراہیمؑ) بلندی کی جبیں (قریش)، بطحاء کی ناف (مکہ) اور اندھیرے کے چراغوں اور حکمت کے سرچشموں سے منتخب کیا۔

اس کی ایک جز: وہ ایک طبیب تھے جو اپنی حکمت وطب کو لیے ہوئے چکر لگا رہا ہو۔ اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک کر لیے ہوں اور داغنے کے آلات بنا لیے ہوں، وہ اندھے دلوں، بہرے کانوں، گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں

ضرورت ہوتی ہے، ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہوا اور دوا لیے غفلت زدہ اور حیرانی و پریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگا رہتا ہو۔ (خ 106/319)

بیشک اللہ نے اپنے رسول کو ہادی بنا کر بولنے والی کتاب اور برقرار رہنے والی شریعت کے ساتھ بھیجا جسے تباہ و برباد ہونا ہے وہی اس کی مخالفت سے تباہ ہوگا۔

تمہارا ہم پر یہ حق ہوگا کہ ہم تمہارے امور کے تصفیہ کے لیے کتاب خدا اور سیرت پیغمبرؐ پر عمل پیرا ہوں اور ان کے حق کو برپا اور ان کی سنت کو بلند کریں۔ (خ 167/457)

جب احمرار باس ہوتا تھا تو ہم رسول اللہؐ کی سپر بن جاتے تھے، اور ہم میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ دشمن سے قریب تر نہ ہوتا تھا۔ (حدیثہ 9/894)

غریب و مسکین اللہ کا فرستادہ ہوتا ہے تو جس نے اس سے اپنا ہاتھ روکا، اس نے خدا سے ہاتھ روکا اور جس نے اسے کچھ دیا اس نے خدا کو دیا۔ (ح 304/908)

جب اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرو تو پہلے رسول اللہؐ پر درود بھیجو۔

پھر اپنی حاجت مانگو کیونکہ خداوند عالم اس سے بلند تر ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں اور وہ ایک کو پوری کر دے اور ایک کو روک لے۔ (ح 361/923)

اللہ نے آپ کو حق کی طرف بلانے والا اور مخلوق کی گواہی دینے والا بنا کر بھیجا چنانچہ آپؐ نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو پہنچایا۔ نہ اس میں کچھ سستی کی نہ کوتاہی اور اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں سے جہاد کیا جس میں نہ کمزوری دکھائی نہ حیلے بہانے کیے۔ وہ پرہیزگاروں کے امام اور ہدایت پانے والے (کی آنکھوں) کے لیے بصارت ہیں۔ (خ 114/343)

اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا: "اللہ نے آپ کو اس وقت بھیجا جب کہ رسولوںؑ کی بعثت کا سلسلہ رکا پڑا تھا اور لوگوں میں جتنے منہ تھے اتنی باتیں تھیں۔ چنانچہ آپ کو سب رسولوںؑ سے آخر میں بھیجا اور آپؐ کے ذریعہ سے وحی کا سلسلہ ختم کیا، آپؐ نے اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا، جو اس سے پیٹھ پھرائے ہوئے تھے اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہرا رہے تھے۔ (خ 131/379)

پھر اللہ سبحانہ نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کے بندوں کو محکم و واضح قرآن کے ذریعہ سے بتوں کی پرستش سے خدا کی پرستش کی طرف اور شیطان کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت کی طرف نکال لے جائیں۔ (خ 145/399)

نبیؐ کی سیرت کی پیروی کرو کہ وہ بہترین سیرت ہے اور ان کی سنت پر چلو کہ وہ سب طریقوں سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہے۔ (خ108/329,406)

میں اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور ان چیزوں کے لیے اس سے مدد مانگتا ہوں کہ جو شیطان کو راندہ اور دور کرنے والی اور اس کے پھندوں اور ہتھکنڈوں سے اپنی پناہ میں رکھنے والی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے و رسولؐ اور منتخب و برگزیدہ ہیں، نہ ان کے فضل و کمال کی برابری اور نہ ان کے اٹھ جانے کی تلافی ہوسکتی ہے، تاریک گمراہیوں اور بھرپور جہالتوں اور سخت و درشت (خصلتوں) کے بعد شہروں (کے شہر) ان کی وجہ سے روشن و منور ہو گئے جب کہ لوگ حلال کو حرام اور مرد زیرک و دانا کو ذلیل سمجھتے تھے، اذیتوں سے خالی زمانہ میں جیتے تھے اور گمراہی کی حالت میں مر جاتے تھے۔ (خ149/406)

اللہ نے آپ کو اس وقت رسولؐ بنا کر بھیجا جب رسولوںؑ کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور امتیں مدت سے پڑی سورہی تھیں اور (دین کی) مضبوط رسی کے بل کھل چکے تھے چنانچہ آپؐ ان کے پاس پہلی کتابوں کی تصدیق (کرنے والی کتاب) لے کر آئے۔ (خ156/427)

تمہارے لیے رسول اللہ کا قول و عمل پیروی کے لیے کافی ہے اور ان کی ذات دنیا کے عیب و نقص اور اس کی رسوائیوں اور برائیوں کی کثرت دکھانے کے لیے رہنما ہے اس لیے کہ اس دنیا کے دامنوں کو اس سے سمیٹ لیا گیا اور دوسروں کے لیے اس کی وسعتیں مہیا کر دی گئیں اور اس (ضال دنیا کی چھاتیوں سے) آپؐ کا دودھ چھڑا دیا گیا اور اس کی آرائشوں سے آپ کا رخ موڑ دیا گیا۔

تم اپنے پاک و پاکیزہ نبیؐ کی پیروی کرو چونکہ ان کی ذات اتباع کرنے والے کے لیے نمونہ اور صبر کرنے والے کے لیے ڈھارس ہے، ان کی پیروی کرنے والا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا ہی اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، جنہوں نے دنیا کو (صرف ضرورت بھر) چکھا اور اسے نظر بھر کر نہیں دیکھا۔

وہ دنیا میں سب سے زیادہ شکم تہی میں صبر کرنے والے اور خالی پیٹ رہنے والے تھے، ان کے سامنے دنیا کی پیشکش کی گئی تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور (جب) جان لیا کہ اللہ نے ایک چیز کو برا جانا ہے تو آپؐ نے بھی اسے حقیر ہی سمجھا اور اللہ نے ایک چیز کو پست قرار دیا ہے تو آپؐ نے بھی اسے پست ہی قرار دیا اگر ہم میں صرف یہی ایک چیز ہو کہ ہم اس شے کو چاہنے لگیں جسے اللہ اور رسولؐ برا سمجھتے ہیں اور اس چیز کو بڑا سمجھنے لگیں، جسے وہ حقیر سمجھتے ہیں تو اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکم سے سرتابی کے لیے یہی بہت ہے، رسول اللہؐ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اپنے ہاتھ سے جوتی ٹانکتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے اور بے پالان گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے

پیچھے کسی کو بٹھا بھی لیتے تھے، گھر کے دروازہ پر (ایک دفعہ) ایسا پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں تو آپؐ نے اپنے ازدواج میں سے ایک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اسے میری نظر سے ہٹادو۔ جب میری نظریں اس پر پڑتی ہیں تو مجھے دنیا اور اس کی آرائش یاد آجاتی ہیں۔آپؐ نے دنیا سے دل ہٹا لیا تھا اور اس کی یاد تک اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی اور یہ چاہتے تھے کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے تا کہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اسے اپنے لیے منزل خیال کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں انہوں نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا تھا اور دل سے اسے ہٹا دیا تھا اور نگاہوں سے اسے اوجھل رکھا تھا جونہی جو شخص کسی شی کو برا سمجھتا ہے تو نہ اسے دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس کا ذکر سننا گوارا کرتا ہے۔

رسول اللہؐ (کے عادات و خصائل) میں ایسی چیزیں ہیں کہ جو تمہیں دنیا کے عیوب و قبائح کا پتہ دیں گی جب کہ آپ اس دنیا میں اپنے خاص افراد سمیت بھوکے رہا کرتے تھے اور باوجود انتہائی قریب منزلت کے اس کی آرائش ان سے دور رکھی گئی چاہئے کہ دیکھنے والا عقل کی روشنی میں دیکھے کہ اللہ نے انہیں دنیا نہ دے کر ان کی عزت بڑھائی ہے یا اہانت کی ہے۔اگر کوئی یہ کہے کہ اہانت کی ہے تو اس نے جھوٹ کہا ہے اور بہت بڑا بہتان باندھا ہے اور اگر یہ کہے کہ عزت بڑھائی ہے تو اسے یہ جان لینا چاہئے کہ اللہ نے دوسروں کی بے عزتی ظاہر کی جبکہ انہیں دنیا کی زیادہ سے زیادہ وسعت دے دی ہے اور اس کا رخ اپنے مقرب ترین بندے سے موڑ رکھا ہے پیروی کرنے والے کو چاہئیے کہ اس کی پیروی کرے اور ان کے نشان قدم پر چلے اور انہیں کی منزل میں آئے ورنہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتا، کیونکہ اللہ نے ان کو (قرب) قیامت کی نشانی اور جنت کی خوشخبری سنانے والا اور عذاب سے ڈرانے والا قرار دیا ہے، دنیا سے آپ بھوکے نکل کھڑے ہوئے اور آخرت میں سلامتیوں کے ساتھ پہنچ گئے۔آپؐ نے تعمیر کے لیے کبھی پتھر پر پتھر نہیں رکھا یہاں تک کہ آخرت کی راہ پر چل دیئے اور اللہ کی طرف بلاوا دینے والے کی آواز پر لبیک کہی، یہ اللہ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک پیشرو و پیشوا جیسی نعمتِ عظمیٰ بخشی کہ جن کی ہم پیروی کرتے ہیں اور قدم بقدم چلتے ہیں (انہی کی پیروی میں)، خدا کی قسم! میں نے اپنی اس قمیص میں اتنے پیوند لگائے ہیں کہ مجھے پیوند لگانے والے سے شرم آنے لگی ہے، مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ کیا آپؑ اسے اتاریں گے نہیں؟ تو میں نے اسے کہا میری (نظروں سے) دور ہو کہ صبح کے وقت ہی لوگوں کو رات کے چلنے کی قدر ہوتی ہے اور وہ اس کی مدح کرتے ہیں۔(خ158/431,432)

وہ اللہ کی وحی کے امانتدار اس کے رسولوںؑ کی آخری فرد اس کی رحمت کا مژدہ سنانے والے اور اس کے عذاب سے ڈرانے والے تھے۔(خ171/463)

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے عبد اور رسولؐ ہیں اور مخلوقات میں منتخب، بیان شریعت کے لیے برگزیدہ، گراں بہا

بزرگیوں سے مخصوص اور عمدہ پیغاموں کے پہنچانے کے لیے منتخب ہیں ۔آپؐ کے ذریعہ سے ہدایت کے نشانات روشن کیے گئے اور گمراہی کی تیرگیوں کو چھانٹا گیا۔(خ176/479)

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے عبد اور برگزیدہ رسولؐ اور پسندیدہ امین ہیں، خدا ان پر ان کے اہل بیتؑ پر رحمت فراواں نازل کرے۔

اللہ نے انہیں ناقابل انکار دلیلوں، واضح کامرانیوں اور راہ (شریعت) کی رہنمائیوں کے ساتھ بھیجا چنانچہ آپؐ نے (حق کو باطل سے) چھانٹ کر اس کا پیغام پہنچایا راہ حق دکھا کر اس پر لوگوں کو لگایا، ہدایت کے نشان اور روشنی کے مینار قائم کیے، اسلام کی رسیوں اور ایمان کے بندھنوں کی مستحکم کیا۔(خ183/500)

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں جنہوں نے اس کی اطاعت کی طرف لوگوں کو بلایا اور دین کی راہ میں جہاد فکر کر کے اس کے دشمنوں پر غلبہ پایا ان کے جھٹلانے پر لوگوں نے ایکا کر لیا اور ان کے نور کو بجھانے کے لیے کوشش و تلاش میں لگے رہنا ان کو اس (تبلیغ و جہاد کی) راہ سے نہ ہٹا سکا۔(خ188/520)

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ و رسولؐ ہیں جنہیں اس وقت بھیجا جبکہ لوگ گمراہیوں میں چکر کاٹ رہے تھے اور حیرانیوں میں غلطان و پیچان تھے ہلاکت و تباہی کی مہاریں انہیں کھینچ رہی تھیں اور زنگ و کدورت کے تالے ان کے دلوں پر لگے ہوئے تھے۔(خ189/523)

اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ایسا اقرار جو سراپائے ایمان، یقین اخلاص اور فرمانبرداری ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسولؐ ہیں جنہیں اس وقت رسول بنا کر بھیجا کہ جب ہدایت کے نشان مٹ چکے تھے اور دین کی راہیں اجڑ چکی تھیں ۔آپؐ نے حق کو آشکار کیا، خلق خدا کو نصیحت کی ہدایت کی جانب رہنمائی فرمائی اور افراط و تفریط کی سمتوں سے بچ کر درمیانی راہ پر چلنے کا حکم دیا۔خدا ان پر اور ان کے اہل بیتؑ پر رحمت نازل کرے۔(خ193/560)

پھر یہ کہ اللہ سبحانہ نے محمدؐ کو اس وقت حق کے ساتھ مبعوث کیا جب کہ فنا نے دنیا کے قریب ڈیرے ڈال دیئے اور آخرت سر پر منڈلانے لگی اس کی رونقوں کا اجالا اندھیرے سے بدلنے لگا اور اپنے رہنے والوں کے لیے مصیبت بن کر کھڑی ہو گئی اس کا فرش درشت و ناہموار ہو گیا اور فنا کے ہاتھوں میں باگ ڈور دینے کے لیے آمادہ ہو گئی یہ اس وقت کہ جب اس کی مدت اختتام پذیر اور فنا کی علامتیں قریب آ گئیں، اس کے بسنے والے تباہ اور اس کے حلقہ کی کڑیاں الگ ہونے لگیں، اس کے بندھن پراگندہ اور نشانات پوشیدہ ہو گئے اس کے عیب کھلنے اور پھیلے ہوئے دامن سمٹنے لگے۔

اللہ نے ان کو پیغام رسانی اور امت جد کی سرفرازی کا ذریعہ، اہل عالم کے لیے بہار اور یار و انصار کی رفعت و عزت کا سبب قرار دیا ہے۔ (خ196/569)

اللہ نے انہیں روشنی کے ساتھ بھیجا اور انتخاب کی منزل میں سب سے آگے رکھا تو ان کے ذریعہ سے تمام پراگندگیوں اور پریشانیوں کو دور کیا اور غلبہ پانے والوں پر تسلط جمالیا۔ مشکلوں کو سہل اور دشواریوں کو آسان بنایا یہاں تک کہ دائیں بائیں افراط و تفریط کی سمتوں سے گمراہی کو دور ہٹایا۔ (خ211/600)

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ اور بندوں کے سید و سردار ہیں شروع سے انسانی نسل میں جہاں جہاں پر سے شاخیں الگ ہوئیں ہر منزل میں وہ شاخ جس میں اللہ نے آپ کو قرار دیا تھا دوسری شاخوں سے بہتر ہی تھی آپؐ کے نسب میں کسی بدکار کا ساجھا اور کسی فاسق کی شرکت نہیں۔ (خ212/600)

یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپؐ کے رحلت فرما جانے سے نبوت، خدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ ختم ہوگیا جو کسی (نبیؑ) کے انتقال سے قطع نہیں ہوا تھا (آپؐ نے) اس مصیبت میں اپنے اہل بیتؑ کو مخصوص کیا یہاں تک کہ آپؐ نے دوسروں کو غموں سے تسلی دے دی اور اس غم کو عام بھی کر دیا کہ سب لوگ آپؐ کے (سوگ میں) برابر کے شریک ہیں اگر آپؐ نے صبر کا حکم اور نالہ و فریاد سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپؐ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے اور یہ درد منت پذیر درماں نہ ہوتا اور غم و حزن ساتھ نہ چھوڑتا (پھر بھی یہ) گریہ و بکاء اور اندوہ و حزن آپؐ کی مصیبت کے مقابلے میں کم ہوتا لیکن موت ایسی چیز ہے کہ جس کا پلٹانا اختیار میں نہیں ہے اور نہ اس کا دور کرنا بس میں ہے، میرے ماں باپ آپؐ پر نثار ہوں۔ ہمیں بھی اپنے پروردگار کے پاس یاد کیجیے گا اور ہمارا خیال رکھیے گا۔ (ک232/640)

اللہ سبحانہ نے محمدؐ کو تمام جہانوں کا (ان کی بداعمالیوں کی پاداش سے) ڈرانے والا اور تمام رسولوںؑ پر گواہ بنا کر بھیجا پھر جب رسول اللہؐ کی وفات ہوگئی تو ان کے بعد مسلمانوں نے خلافت کے بارے میں کھینچا تانی شروع کر دی۔ (ر62/786)

(اسی اثناء میں) ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ ہمیں فتنہ کے بارے میں کچھ بتائیں اور کیا آپؐ نے اس کے متعلق رسول اللہؐ سے دریافت کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا۔

کہ ہاں جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ کیا سب لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کے اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور وہ فتنوں سے دوچار نہیں ہوں گے۔ (خ154/421)

لوگوں کے ہاتھوں میں حق اور باطل، سچ اور جھوٹ، ناسخ اور منسوخ، عام اور خاص، واضح اور مبہم، صحیح اور غلط سب ہی کچھ ہے، خود رسول اللہؐ کے دور میں آپؐ پر بہتان لگائے گئے یہاں تک کہ آپ کو کھڑے ہو کر خطبہ میں کہنا پڑا جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر بہتان باندھے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

تمہارے پاس چار طرح کے لوگ حدیث لانے والے ہیں کہ جن کا پانچواں نہیں ۔ (ک208/589)

المنافقون

ایک تو وہ جس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ ہے، وہ ایمان کی نمائش کرتا ہے اور مسلمانوں کی سی وضع قطع بنالیتا ہے، نہ گناہ کرنے سے گھبراتا ہے اور نہ کسی افتاد میں پڑنے سے جھجکتا ہے، وہ جان بوجھ کر رسول اللہؐ پر جھوٹ باندھتا ہے، اگر لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ منافق اور جھوٹا ہے تو نہ اس سے کوئی حدیث قبول کرتے نہ اس کی بات کی تصدیق کرتے لیکن وہ تو کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ کا صحابی ہے اس نے آنحضرت کو دیکھا بھی ہے اور ان سے حدیثیں بھی سنی ہیں اور آپؐ سے تحصیل علم بھی کی ہے چنانچہ وہ (بے سوچے سمجھے) اس کی بات کو قبول کر لیتے ہیں حالانکہ اللہ نے تمہیں منافقوں کے متعلق خبر دے رکھی ہے اور ان کے رنگ ڈھنگ سے بھی تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔ پھر وہ رسولؐ کے بعد بھی باقی و برقرار رہے اور کذب و بہتان کے ذریعہ گمراہی کے پیشواؤں اور جہنم کا بلاوا دینے والوں کے یہاں اثر و رسوخ پیدا کیا چنانچہ انہوں نے ان کو (اچھے اچھے) عہدوں پر لگایا اور حاکم بنا کر لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا اور ان کے ذریعے سے اچھی طرح دنیا کو حلق میں اتارا اور لوگوں کا تو یہ قاعدہ ہے ہی کہ وہ بادشاہوں اور دنیا (والوں) کا ساتھ دیا کرتے ہیں۔

مگر سوا ان معدودے چند افراد کے کہ جنہیں اللہ اپنے حفظ و امان میں رکھے چار میں سے ایک تو یہ ہوا۔

الخاطئون

اور دوسرا شخص وہ ہے جس نے (تھوڑا بہت) رسول اللہؐ سے سنا لیکن جوں کا توں اسے یاد نہ رکھ سکا اور اس میں اسے سہو ہو گیا یہ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا یہی کچھ اس کے دسترس میں ہے اسے ہی دوسروں سے بیان کرتا ہے اور اس پر خود بھی عمل پیرا ہوتا ہے اور کہتا بھی یہی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے اگر مسلمانوں کو یہ خبر ہو جاتی کہ اس کی یادداشت میں بھول چوک ہو گئی ہے تو وہ اس کی بات کو نہ مانتے اور اگر خود بھی اسے علم ہو جاتا تو اسے چھوڑ دیتا۔

اھل الشبھة

تیسرا شخص وہ ہے کہ جس نے رسول اللہؐ کی زبان سے سنا کہ آپؐ نے ایک کام کے بجالانے کا حکم دیا ہے پھر پیغمبرؐ نے تواس سے روک دیا لیکن یہ اسے معلوم نہ ہوسکا یا یوں کہ اس نے پیغمبرؐ کو ایک چیز سے منع کرتے ہوئے سنا پھر آپؐ نے اس کی اجازت دے دی لیکن اس کے علم میں یہ چیز نہ آسکی ،اس نے (قول) منسوخ کو یادرکھا اور حدیث ناسخ کو محفوظ نہ رکھ سکا اگر اسے خود معلوم ہوجاتا کہ یہ منسوخ ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتا اور مسلمانوں کو بھی اگر اس کے منسوخ ہوجانے کی خبر ہوتی تو وہ بھی اسے نظر انداز کردیتے۔

الصادقون ـ الحافظون

اور چوتھا شخص وہ ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر جھوٹ نہیں باندھتا ،وہ خوف خدا اور عظمت رسولؐ کے پیش نظر کذب سے نفرت کرتا ہے اس کی یادداشت میں غلطی واقع نہیں ہوتی بلکہ جس طرح سنا اسی طرح اسے یادرکھا اور اسی طرح اسے بیان کیا نہ اس میں بڑھایا اور نہ اس میں سے کچھ گھٹایا حدیث ناسخ کو یادرکھا تو اس پر عمل بھی کیا۔

حدیث منسوخ کو بھی اپنی نظر میں رکھا اور اس سے اجتناب برتا وہ اس حدیث کو بھی جانتا ہے کہ جس کا دائرہ محدود ہے اور اسے بھی جو ہمہ گیر اور سب کو شامل ہے اور ہر حدیث کو اس کے محل و مقام پر رکھتا ہے اور یوں ہی واضح اور مبہم حدیثوں کو پہچانتا ہے۔

کبھی رسول اللہؐ کا کلام دو رخ لیے ہوئے ہوتا تھا کچھ کلام وہ جو کسی وقت یا افراد سے مخصوص ہوتا تھا اور کچھ وہ جو تمام اوقات اور تمام افراد کو شامل ہوتا تھا اور ایسے افراد بھی سن لیا کرتے تھے جو سمجھ ہی نہ سکتے تھے کہ اللہ نے اس سے کیا مراد لیا ہے اور پیغمبرؐ کا اس سے مقصد کیا ہے ، یہ سننے والے اسے سن تو لیتے تھے اور کچھ اس کا مفہوم بھی قرار دے لیتے تھے مگر اس کے حقیقی معنی اور مقصد اور وجہ سے ناواقف ہوتے تھے اور نہ اصحاب پیغمبرؐ میں سب ایسے تھے کہ جنہیں آپؐ سے سوال کرنے کی ہمت ہو بلکہ وہ تو یہ چاہا کرتے تھے کہ کوئی صحرائی بدو یا پردیسی آجائے اور وہ پوچھے تو یہ بھی سن لیں مگر میرے سامنے سے کوئی چیز نہ گزرتی تھی مگر یہ کہ میں اس کے متعلق پوچھتا تھا اور پھر اسے یادرکھتا تھا۔ یہ ہیں لوگوں کے احادیث و روایات میں وجوہ و اسباب اختلاف۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے عبد اور رسولؐ ہیں کہ جنہیں احکام کے نفاذ اور حجت کے اتمام اور عبرتناک واقعات پیش کرکے پہلے سے متنبہ کردینے کے لیے بھیجا۔ (خ 81/241)

9 حضرت محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ

وہ سر خدا کے امین اور اس کے دین کی پناہ گاہ ہیں، علم الٰہی کے مخزن اور حکمتوں کے مرجع ہیں کتب (آسمانی) کی گھاٹیاں اور دین کے پہاڑ ہیں انہیں کے ذریعے اللہ نے اس کی پشت کا خم سیدھا کیا اور اس کے پہلوؤں سے ضعف کی کپکپی دور کی۔

انہوں نے فسق و فجور کی کاشت کی، غفلت و فریب کے پانی سے اسے سینچا اور اس سے ہلاکت کی جنس حاصل کی، اس امت میں کسی کو آل محمدؐ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا جن لوگوں پر ان کے احسانات ہمیشہ جاری رہے ہوں، وہ ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں۔ آگے بڑھ جانے والے کو ان کی طرف پلٹ کر آنا ہے اور پیچھے رہ جانے والے کو ان سے آکر ملنا ہے، حق ولایت کی خصوصیات انہی کے لیے ہیں اور انہی کے بارے میں ''پیغمبرؐ کی'' وصیت اور انہی کے لئے (نبی کی) وراثت ہے۔ اب یہ وقت وہ ہے کہ حق اپنے اہل کی طرف پلٹ آیا اور اپنی صحیح پر جگہ منتقل ہو گیا۔ (خ 2/99)

اپنے نبیؐ کے اہل بیت کو دیکھو ان کی سیرت پر چلو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو وہ تمہیں ہدایت سے باہر نہیں ہونے دیں گے اور نہ گمراہی و ہلاکت کی طرف پلٹائیں گے اگر وہ کہیں ٹھہریں تو تم بھی ٹھہر جاؤ اور اگر وہ اٹھیں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہو، ان سے آگے نہ بڑھ جاؤ ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور نہ (انہیں چھوڑ کر) پیچھے رہ جاؤ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ (خ 95/300)

خدا کی قسم! مجھے پیغاموں کے پہنچانے، وعدوں کے پورا کرنے کا خوب علم ہے اور ہم اہل بیتؑ (نبوت) علم و معرفت کے دروازے اور شریعت کی روشن راہیں ہیں۔ (ک 118/348)

کیا زکوٰۃ ہے یا صدقہ ہے کہ جو ہم اہل بیتؑ پر حرام ہے۔ (ک 221/625)

میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو مجھے اپنے اہل بیتؑ کے علاوہ کوئی اپنا معین و مددگار نظر نہ آیا میں نے انہیں موت کے منہ میں دینے سے بخل کیا۔ (خ 26/165)

میں نے نگاہ دوڑائی تو مجھے اپنے اہل بیتؑ کے سوا نہ کوئی معاون نظر آیا اور نہ کوئی سینہ سپر اور معین دکھائی دیا تو میں نے

انہیں موت کے منہ میں دینے سے بخل کیا آنکھوں میں خس و خاشاک تھا مگر میں نے چشم پوشی کی حلق میں (غم و رنج کے) پھندے تھے۔(خ215/609)

پھر حضرتؑ نے پوچھا کہ قریش نے کیا کہا؟ لوگوں نے کہا انہوں نے شجرۂ رسولؐ سے ہونے کی وجہ سے اپنے استحقاق پر استدلال کیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ انہوں نے شجرہ ایک ہونے سے تو استدلال کیا لیکن اس کے پھلوں کو ضائع و برباد کر دیا۔(ک65/223)

اب تم کہاں جا رہے ہو اور تمہیں کدھر موڑا جا رہا ہے حالانکہ ہدایت کے جھنڈے بلند نشانات ظاہر و روشن اور حق کے مینار نصب ہیں اور تمہیں کہاں ہنکایا جا رہا ہے اور کیوں ادھر ادھر بھٹک رہے ہو جبکہ تمہارے نبیؐ کی عترت تمہارے اندر موجود ہے جو حق کی باگیں، دین کے پرچم اور سچائی کی زبانیں ہیں جو ان کی بہتر سے بہتر منزل سمجھ سکو وہیں انہیں بھی جگہ دو اور پیاسے اونٹوں کی طرح ان کے سرچشمہ ہدایت پر اترو۔

اے لوگو! خاتم النبیینؐ کے ارشادات کو سنو کہ (انہوں نے فرمایا) ہم میں سے جو مرتا ہے وہ مردہ نہیں ہے اور ہم میں (جو بظاہر مر کر) بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت میں کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا۔(خ85/260)

ہم (اہل بیتؑ رسولؐ) ان فتنہ انگیزیوں کے گناہ سے بچے ہوں گے اور ان کی طرف لوگوں کو بلانے میں ہمارا کوئی حصہ نہ ہوگا۔(خ91/294)

یہاں تک کہ یہ الٰہی شرف محمدؐ تک پہنچا جنہیں ایسے معدنوں سے کہ جو پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین اور ایسی اصلوں سے کہ جو نشوونما کے لحاظ سے بہت باوقار تھیں، پیدا کیا اسی شجرہ سے، کہ جس سے بہت سے انبیاءؑ پیدا کیے اور جس میں سے اپنے امین منتخب فرمائے۔ ان کی عترت بہترین عترت اور قبیلہ بہترین قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے جو سرزمین حرم پر اگا اور بزرگی کے سایہ میں بڑھا جس کی شاخیں دراز اور پھل دسترس سے باہر ہیں، وہ پرہیزگاروں کے امام، ہدایت حاصل کرنے والوں کے لیے (سرچشمہ) بصیرت ہیں، وہ ایسا چراغ ہیں جس کی روشنی لو دیتی ہے اور ایسا روشن ستارہ جس کا نور ضیا پاش اور ایسا چقماق، جس کی ضو شعلہ فشاں ہے۔ ان کی سیرت (افراط و تفریط سے بچ کر) سیدھی راہ پر چلنا اور سنت کی ہدایت کرنا ہے، ان کا کلام حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا اور حکم عین عدل ہے۔ اللہ نے انہیں اس وقت بھیجا کہ جب رسولوں کی آمد رکی ہوئی تھی، بدعملی پھیلی ہوئی اور امتوں پر غفلت چھائی ہوئی تھی۔(خ92/296)

ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے عبد اور رسولؐ ہیں جنہیں اللہ نے اپنا امر واضح کر کے سنانے اور اپنا ذکر زبان پر لانے کے لیے بھیجا۔ آپؐ نے امانت داری کے ساتھ اسے پہنچایا اور راہ راست پر برقرار رہتے

ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے اور ہم میں حق کا وہ پرچم چھوڑ گئے کہ جو اس سے آگے بڑھے گا وہ دین سے نکل جائے گے۔ اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ مٹ جائے گا اور جو چمٹا رہے گا وہ حق کے ساتھ رہے گا، اس پرچم کی رہنمائی کرنے والا وہ ہے جو بات کہنے میں جلد بازی نہیں کرتا اور (پوری طرح غور کرنے کے لیے) اپنے اقدام میں تاخیر کرتا ہے اور جب کسی امر کو لے کر کھڑا ہو جائے تو پھر تیز گام ہے اور جب اس کے سامنے گردنیں خم کر دیں گے۔ اور (اس کی عظمت وجلال کے پیش نظر) اس کی طرف انگلیوں کے اشارے کرنے لگو گے، تو اسے موت آ جائے گی اور اسے لے جائے گی اور پھر جب تک اللہ چاہے (انتظار میں) ٹھہرے رہو گے یہاں تک کہ اللہ اس شخص کو ظاہر کرے جو تمہیں ایک جگہ پر جمع کرے اور تمہاری شیرازہ بندی کرے جو کچھ ہونے والا نہیں ہے اس کی لالچ نہ کرو اور نہ برگشتہ صورت حال سے مایوس ہو اور بہت ممکن ہے کہ برگشتہ صورت حال کا ایک قدم اکھڑ گیا ہو اور دوسرا قدم جما ہوا ہو اور پھر کوئی ایسی صورت ہو کہ دونوں قدم جم ہی جائیں۔

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ آل محمدؐ آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں، جب ایک ڈوبتا ہے تو دوسرا ابھر آتا ہے گویا تم پر اللہ کی نعمتیں مکمل ہوگئی ہیں اور جس کی تم آس لگائے بیٹھے تھے، وہ اللہ نے تمہیں دکھا دیا ہے۔ (خ 98/306)

ہم نبوت کا شجرہ، رسالت کی منزل، ملائکہ کی فرودگاہ، علم کا معدن اور حکمت کا سرچشمہ ہیں ہماری نصرت کرنے والا اور ہم سے محبت کرنے والا رحمت کے لیے چشم براہ ہے اور ہم سے دشمنی و غبار رکھنے والے کو قہر (الٰہی) کا منتظر رہنا چاہیے۔ (خ 107/328)

کہاں ہیں وہ لوگ جو جھوٹ بولتے ہوئے اور ہم پر ستم روا رکھتے ہوئے یہ ادعا کرتے ہیں کہ وہ راسخون فی العلم ہیں نہ ہم، چونکہ اللہ نے ہم کو بلند کیا ہے اور انہیں گرایا ہے اور ہمیں منصب امامت دیا ہے اور انہیں محروم رکھا ہے، ہم ہی سے ہدایت کی طلب اور گمراہی کی تاریکیوں کو چھانٹنے کی خواہش کی جاسکتی ہے، بلاشبہ امام قریش میں سے ہونگے جو اسی قبیلے کی ایک شاخ بنی ہاشم کی کشت زار سے ابھریں گے، نہ امامت کسی اور کو زیب دیتی ہے اور نہ ان کے علاوہ کوئی اسکا اہل ہوسکتا ہے۔ (خ 142/394)

ابھرنے والا ابھر آیا، چمکنے والا چمک اٹھا، ظاہر ہونے والا ظاہر ہوا، ٹیڑھے معاملے سیدھے ہو گئے، اللہ نے جماعت کو جماعت سے اور زمانہ کو زمانہ سے بدل دیا ہے، ہم اس انقلاب کے اس طرح منتظر تھے جس طرح قحط زدہ بارش کا۔ بلاشبہ آئمہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حاکم ہیں اور اس کو بندوں سے پہچنوانے والے ہیں، جنت میں وہی جائے گا جسے ان کی معرفت ہو اور وہ بھی اسے پہچانیں اور دوزخ میں وہی ڈالا جائے گا جو نہ انہیں پہچانے اور نہ وہ اسے پہچانیں۔ (خ 150/410)

عقل مند دل کی آنکھوں سے اپنا مال کو دیکھتا ہے اور اپنی اونچ نیچ (اچھی بری راہوں) کو پہچانتا ہے، دعوت دینے

والا پکارا اور نگہداشت کرنے والے نے نگہداشت کی بلانے والے کی آواز پر لبیک کہو اور نگہداشت کرنے والے کی پیروی کرو۔

کچھ لوگ فتنوں کے دریاؤں میں اترے ہوئے ہیں اور سنتوں کو چھوڑ کر بدعتوں میں پڑ چکے ہیں، ایمان والے دبکے پڑے ہیں اور گمراہوں اور جھٹلانے والوں کی زبانیں کھلی ہوئی ہیں۔ ہم قریبی تعلق رکھنے والے اور خاص ساتھی اور خزانہ دار اور دروازے ہیں اور گھروں میں دروازوں ہی سے آیا جاتا ہے اور جو دروازوں کو چھوڑ کر کسی اور طرف سے آئے اس کا نام چور ہوتا ہے۔

اسی خطبے کا ایک جزیہ ہے (آل محمدؐ) انہی کے بارے میں قرآن کی نفیس آیتیں اتری ہیں اور وہ اللہ کے خزینے ہیں اگر بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اگر خاموش رہتے ہیں تو کسی کو بات میں پہل کا حق نہیں پیشرو کو اپنے قوم قبیلے سے (ہر بات) سچ سچ بیان کرنا چاہیے۔ اور اپنی عقل کو کم نہ ہونے دے اور اہل آخرت میں سے بنے اس لیے کہ وہ ادھر ہی سے آیا ہے اور ادھر ہی اسے پلٹ کر جانا ہے، دل کی آنکھوں سے دیکھنے والے اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنے والے کے عمل کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ وہ (پہلے) یہ جان لیتا ہے کہ یہ عمل اس کے لیے فائدہ مند ہے یا نقصان رساں اگر مفید ہوتا ہے تو آگے بڑھتا ہے مضر ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے۔ (خ152/415)

اللہ نے اپنے رسول کو چمکتے ہوئے نور، روشن دلیل، کھلی ہوئی راہ شریعت اور ہدایت دینے والی کتاب کے ساتھ بھیجا ان کا قوم وقبیلہ بہترین قوم وقبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے کہ جس کی شاخیں سیدھی اور پھل جھکے ہوئے ہیں ان کا مولد مکہ، ہجرت کا مقام مدینہ ہے کہ جہاں سے آپؐ کے نام کا بول بالا ہوا اور آپ کا آوازہ (چارسو) پھیلا اللہ نے آپ کو مکمل دلیل شفا بخش نصیحت اور (پہلی جہالتوں کی) تلافی کرنے والا پیغام دے کر بھیجا اور ان کے ذریعے سے (شریعت کی) نامعلوم راہیں آشکار کیں اور غلط سلط بدعتوں کا قلع قمع کیا اور (قرآن وسنت میں) بیان کیے ہوئے احکام واضح کیے۔ (خ159/434)

میری طرف سے اس جوان کو روک لو کہیں (اس کی موت) مجھے خستہ و بے حال نہ کر دے کیونکہ میں ان نوجوانوں (حسنؑ اور حسینؑ) کو موت کے منہ میں دینے سے بخل کرتا ہوں کہ کہیں ان کے (مرنے سے) رسول اللہ کی نسل قطع نہ ہو جائے۔ (خ205/583)

اور رسول اللہؐ باوجودیکہ انہیں جنت کی نوید دی جا چکی تھی (بکثرت) نماز پڑھنے سے اپنے کو زحمت وتعب میں ڈالتے تھے چونکہ انہیں اللہ کا ارشاد تھا کہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو چنانچہ حضرتؐ اپنے گھر والوں کو خصوصیت کے ساتھ نماز کی تاکید بھی فرماتے تھے اور خود بھی اس کی کثرت و بجا آوری میں زحمت و مشقت برداشت کرتے تھے۔ (ک197/573)

میں اسی کے مطابق چلا اور جو سنت پیغمبرؐ قرار پا گئی اس کی پیروی کی۔

لیکن تم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ میں نے (بیت المال سے) برابر کی تقسیم جاری کی ہے تو یہ میری رائے کا حکم اور میری خواہش نفسانی کا فیصلہ نہیں بلکہ یہ وہی طے شدہ چیز ہے جسے رسول اللہؐ لے کر آئے جو میرے بھی سامنے ہے اور تمہارے بھی پیش نظر ہے۔ (ک 203/581)

ہاں مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ ظاہر و مشہود ہو یا غائب و پنہاں تا کہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں اور وہ ہیں ہی کتنے اور کہاں پر ہیں؟ خدا کی قسم وہ تو گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بلند۔ خداوند عالم ان کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے ایسوں کے سپرد کر دیں اور اپنے ایسوں کے دلوں میں انہیں بو دیں۔ علم نے انہیں ایک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا ہے وہ یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا اپنے لیے سہل و آسان سمجھ لیا ہے اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں، ان سے وہ جی لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ ایسے جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے سہتے ہیں کہ جن کی روحیں ملاء اعلیٰ سے وابستہ ہیں یہی لوگ تو زمین میں اللہ کے نائب اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں، ہائے ان کی دید کے لیے میرے شوق کی فراوانی (پھر حضرتؑ نے کمیل سے فرمایا) اے کمیل! (مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا) اب جس وقت چاہو واپس جاؤ۔ (ح 147/855)

بلاشبہ تم میں سے جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ اور ان کے اہل بیتؑ کے حق کو پہچانتے ہوئے بستر پر بھی دم توڑے وہ شہید مرتا ہے اور اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس عمل خیر کی نیت اس نے کی ہے اس کے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (خ 188/522)

اس میں آل محمدؐ کا ذکر فرمایا: وہ علم کے لیے باعث حیات اور جہالت کے لیے سبب مرگ ہیں۔ ان کا حلم ان کے علم اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا اور ان کی خاموشی ان کے کلام کی حکمتوں کا پتہ دیتی ہے۔ وہ نہ حق کی خلاف ورزی کرتے ہیں، نہ اس میں اختلاف پیدا کرتے ہیں، وہ اسلام کے ستون اور بچاؤ کا ٹھکانہ ہیں۔ ان کی وجہ سے حق اپنے اصلی مقام پر پلٹ آیا اور باطل اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی۔ انہوں نے دین کو سمجھ کر اور اس پر عمل کر کے اسے پہچانا ہے، نہ صرف نقل و سماعت سے اسے جانا ہے یوں تو علم کے راوی بہت ہیں مگر اس پر عمل پیرا ہو کر اس کی نگہداشت کرنے والے کم ہیں۔ (خ 236/644)

انبیاءؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے کہ جو ان کی لائی ہوئی چیزوں کا زیادہ علم رکھتے ہوں (پھر آپؑ

نے اس آیت کی تلاوت فرمائی) ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیات ان لوگوں کو تھی جو ان کے فرمانبردار تھے اور اب اس نبیؐ اور ایمان لانے والوں کی خصوصیات ہیں۔ (پھر فرمایا) حضرت محمدؐ کا دوست وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اگر چہ ان سے کوئی قرابت نہ رکھتا ہو اور ان کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگر چہ نزدیکی قرابت رکھتا ہو۔ (خ 96/837)

خدا تم شہر والوں کو تمہارے نبیؐ کے اہلبیتؑ کی طرف سے بہتر سے بہتر وہ جزا دے، جو اطاعت شعاروں اور اپنی نعمت پر شکر گزاروں کو وہ دیتا ہے تم نے ہماری آواز سنی اور اطاعت کے لیے آمادہ ہو گئے اور تمہیں پکارا گیا تو تم لبیک کہتے کھڑے ہو گئے۔ (ر 2/652)

اور رسالت مآب کا یہ طریقہ تھا کہ جب جنگ کے شعلے بھڑکتے تھے اور لوگوں کے قدم پیچھے ہٹنے لگتے تھے تو پیغمبرؐ اپنے اہل بیتؑ کو آگے بڑھا دیتے تھے اور یوں انہیں سینہ سپر بنا کر اصحاب کو نیزہ و شمشیر کی مار سے بچالے جاتے تھے چنانچہ عبیدہ ابن حارثؓ بدر میں، حمزہؓ احد میں اور جعفرؓ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے۔ (ر 9/660)

اور ہم اہل بیتؑ اقلیم سخن کے فرمانبردار ہیں وہ ہمارے رگ و پے میں سمایا ہوا ہے اور اس کی شاخیں ہم پر جھکی ہوئی ہیں۔ (ک 230)

وقال علیہ السلام: ہم (اہل بیتؑ) ہی وہ نقطۂ اعتدال ہیں کہ پیچھے رہ جانے والے کو اس سے آ کر ملنا ہے اور آگے بڑھ جانے والے کو اس کی طرف پلٹ کر آنا ہے۔ (ح 109/841)

انہوں نے کتاب کے حلال وحرام، واجبات ومستحبات، ناسخ ومنسوخ، رخص وعزائم، خاص و عام، عبر وامثال، مقید و مطلق، محکم ومتشابہ کو واضح طور سے بیان کر دیا، مجمل آیتوں کی تفسیر کر دی۔ اس کی گتھیوں کو سلجھا دیا اس میں کچھ آیتیں وہ ہیں جن کے جاننے کی پابندی عائد کی گئی ہے اور کچھ وہ ہیں کہ اگر اس کے بندے ان سے ناواقف رہے تو مضائقہ نہیں کچھ احکام ایسے ہیں کہ جن کا وجوب کتاب سے ثابت ہے اور حدیث سے ان کے منسوخ ہونے کا پتہ چلتا ہے اور کچھ احکام ایسے ہیں کہ جن پر عمل کرنا حدیث کی رو سے واجب ہے لیکن کتاب میں ان کے ترک کی اجازت ہے اس کتاب میں بعض واجبات ایسے ہیں جن کا وجوب وقت سے وابستہ ہے اور زمانہ آئندہ میں ان کا وجوب برطرف ہو جاتا ہے، قرآن کے محرمات میں بھی تفریق ہے کچھ کبیرہ ہیں جن کے لیے آتش جہنم کی دھمکیاں ہیں اور کچھ صغیرہ ہیں جن کے لیے مغفرت کے توقعات پیدا کیے ہیں کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا تھوڑا سا حصہ بھی مقبول ہے اور زیادہ سے زیادہ اضافہ کی گنجائش رکھی ہے۔ (خ 1/91)

اور کتاب ایک ہے (انہیں غور تو کرنا چاہیے) کیا اللہ نے انہیں اختلاف کا حکم دیا تھا اور یہ اختلاف کر کے اس کا حکم بجا لاتے ہیں یا اس نے تو حقیقتاً اختلاف سے منع کیا ہے اور یہ اختلاف کر کے عمداً اس کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں۔

یا یہ کہ اللہ نے دین کو ادھورا چھوڑ دیا تھا اور ان سے ہاتھ بٹانے کا خواہشمند ہوا تھا یا یہ کہ اللہ کے شریک تھے کہ انہیں اس کے احکام میں دخل دینے کا حق ہو اور اس پر لازم ہو کہ وہ اس پر رضامند رہے یا یہ کہ اللہ نے تو دین کو مکمل اتارا تھا مگر اس کے رسولؐ نے اس کے پہنچانے اور ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی۔ اللہ نے تو قرآن میں یہ فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں کسی چیز کے بیان کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور اس میں ہر چیز کا واضح بیان کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ قرآن کے بعض حصے بعض حصوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں چنانچہ اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کا بھیجا ہوا ہوتا تو تم اس میں کافی اختلاف پاتے اور یہ کہ اس کا ظاہر خوش نما اور باطن گہرا ہے، نہ اس کے عجائبات مٹنے والے اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں ظلمت (جہالت) کا پردہ اسی سے چاک کیا جاتا ہے۔ (ک 18/146)

فتنوں کے وقوع کا آغاز وہ نفسانی خواہشیں ہوتی ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ نئے ایجاد کردہ احکام کہ جن میں

قرآن کی مخالفت کی جاتی ہے۔

وہ ہمارے بھائی بند اور ہمارے ساتھ (اسلام کی) دعوت قبول کرنے والے ہیں اب چاہتے ہیں کہ ہم جنگ سے ہاتھ اٹھا لیں اور وہ اللہ سبحانہ کی کتاب پر (سمجھوتہ کے لیے) ٹھہر گئے ہیں اور کتاب خدا میرے ساتھ ہے اور جب سے میرا اس کا ساتھ ہوا ہے میں اس سے الگ نہیں ہوا۔ (ک 50/206,351,352)

ہم نے آدمیوں کو نہیں بلکہ قرآن کو حکم قرار دیا تھا چونکہ یہ قرآن دو دفتیوں کے درمیان ایک لکھی ہوئی کتاب ہے کہ جو زبان سے بولا نہیں کرتی اس لیے ضرورت تھی کہ اس کے لیے کوئی ترجمان ہو اور وہ آدمی ہی ہوتے ہیں جو اس کی ترجمانی کیا کرتے ہیں جب ان لوگوں نے ہمیں یہ پیغام دیا کہ ہم اپنے درمیان قرآن کو حکم ٹھہرائیں تو ہم ایسے لوگ نہ تھے کہ اللہ کی کتاب سے منہ پھیر لیتے جب کہ حق سبحانہ کا ارشاد ہے کہ اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو تو (اس کا فیصلہ نپٹانے کے لیے) اللہ اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو۔

اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کی کتاب کے مطابق حکم کریں اور رسولؐ کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان کی سنت پر چلیں چنانچہ اگر کتاب خدا سے سچائی کے ساتھ حکم لگایا جائے تو اس کی رو سے سب لوگوں سے زیادہ ہم (خلافت) کے حق دار ہوں گے۔ (ک 123/362)

اور وہ دونوں حکم (ابوموسیٰ و عمرو ابن عاص) یہ تو صرف اس لیے ثالث مقرر کئے گئے تھے کہ وہ انہیں چیزوں کو زندہ کریں جنہیں قرآن نے زندہ کیا ہے اور انہی چیزوں کو نیست و نابود کریں جنہیں قرآن نے نیست و نابود کیا ہے کسی چیز کے زندہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر یک جہتی کے ساتھ متحد ہوا جائے اور اسکے نیست و نابود کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے علیحدگی اختیار کر لی جائے اب اگر قرآن ہمیں ان لوگوں کی اطاعت کی طرف لے جاتا ہے تو ہم ان کے پیرو بن جاتے۔ (ک 125/365)

اللہ کی کتاب تمہارے سامنے اس طرح (کھل کر) بولنے والی ہے کہ اس کی زبان کہیں لڑکھڑاتی نہیں اور ایسا گھر ہے جس کے کھمبے سرنگوں نہیں ہوتے اور ایسی عزت ہے کہ اس کے معاون شکست نہیں کھاتے۔

یہ اللہ کی کتاب کہ جس کے ذریعہ تمہیں بھائی دیتا ہے اور تمہاری زبان میں گویائی آتی ہے اور حق کی آواز سنتے ہو اس کے کچھ حصے کچھ حصوں کی وضاحت کرتے ہیں اور بعض بعض کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں یہ ذات الٰہی کے متعلق الگ الگ نظریئے نہیں پیش کرتا اور نہ اپنے ساتھی کو اس کی راہ سے ہٹا کر کسی اور راہ پر لگ دیتا ہے۔ (خ 131/379)

اے لوگو! اللہ نے اپنی کتاب میں جن چیزوں کی حفاظت تم سے چاہی ہے اور جو حقوق تمہارے ذمے کیے ہیں ان کے

بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اس لیے کہ اللہ سبحانہ نے تمہیں بیکار پیدا نہیں کیا۔

اور تمہاری طرف ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں ہر چیز کا کھلا کھلا بیان ہے اور اپنے نبی کو زندگی دے کر مدتوں تم میں رکھا یہاں تک کہ اس نے اپنی اتاری ہوئی کتاب میں اپنے نبیؐ کے لیے اور تمہارے لیے اس دین کو جو اسے پسند ہے کامل کر دیا۔ (خ84/255)

اس نے اپنی باگ ڈور قرآن کے ہاتھوں میں دے دی ہے وہی اس کا رہبر اور وہی اس کا پیشوا ہے، جہاں اس کا بارگراں اترتا ہے وہیں اس کا سامان اترتا ہے۔۔۔۔۔۔۔اور جہاں اس کی منزل ہوتی ہے وہیں یہ بھی اپنا پڑاؤ ڈال دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔جو قرآن کی بہتر سے بہتر منزل سمجھ سکو وہیں انہیں بھی جگہ دو، کیا میں نے تمہارے سامنے ثقل اکبر (قرآن) پر عمل نہیں کیا؟ (خ85/259)

اے (اللہ کی صفتوں کو) دریافت کرنے والے! دیکھو کہ جن صفتوں کا تمہیں قرآن نے پتہ دیا ہے (ان میں) تم اس کی پیروی کرو اور اسی کے نور ہدایت سے کسب ضیاء کرتے رہو اور جو چیز قرآن میں واجب نہیں اور نہ سنت پیغمبرؐ و آئمہ ہدیٰ میں اس کا نام ونشان ہے اور صرف شیطان نے اس کے جاننے کی تمہیں زحمت دی ہے، اس کا علم صرف اللہ ہی کے پاس رہنے دو اور یہی تم پر اللہ کی آخری حد ہے۔ (خ89/269)

اور قرآن کا علم حاصل کرو کہ وہ بہترین کلام ہے اور اس میں غور وفکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے اور اس کے نور سے شفا حاصل کرو کہ سینوں (کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں) کے لیے شفاء ہے اور اس کی خوبی کے ساتھ تلاوت کرو کہ اس کے واقعات سب واقعات سے زیادہ فائدہ رساں ہیں، وہ عالم جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا اس سرگرداں جاہل کے مانند ہے جو جہالت کی سرمستیوں سے ہوش میں نہیں آتا بلکہ اس پر (اللہ کی) حجت زیادہ ہے اور حسرت وافسوس اس کے لیے لازم و ضروری ہے اور اللہ کے نزدیک زیادہ قابل ملامت ہے۔ (خ108/329)

جب ان لوگوں نے حیلہ و مکر اور جعل وفریب سے قرآن (نیزوں) پر اٹھائے ہوئے تھے تو کیا تم نے نہیں کہا تھا؟ (ک120/351)

اور اس زمانہ والوں کے نزدیک قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہ ہوگی جب کہ اس طرح اسے پیش کیا جائے جیسے پیش کرنے کا حق ہے۔

اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہ ہوگی، اس وقت جب کہ اس کی آیتوں کا بے محل استعمال کیا

جائے اور نہ ان کے شہروں میں نیکی سے زیادہ کوئی برائی اور برائی سے زیادہ کوئی نیکی ہوگی چنانچہ قرآن کا بار اٹھانے والے اسے پھینک کر الگ کریں گے اور حفظ کرنے والے اس کی (تعلیم) بھلا بیٹھیں گے اور قرآن اور قرآن والے (اہل بیت) بے گھر اور بے در ہوں گے اور ایک ہی راہ میں دوسرے کے ساتھی ہوں گے انہیں کوئی پناہ دینے والا نہ ہوگا وہ (بظاہر) لوگوں میں ہوں گے مگر ان سے الگ تھلگ ان کے ساتھ ہوں گے مگر بے تعلق اس لیے کہ گمراہی ہدایت سے سازگار نہیں ہوسکتی اگرچہ وہ یکجا ہوں۔ لوگوں نے تفرقہ پردازی پر تو اتفاق کرلیا ہے اور جماعت سے کٹ گئے ہیں گویا کہ وہ کتاب کے پیشوا ہیں کتاب ان کی پیشوا نہیں ان کے پاس تو صرف قرآن کا نام رہ گیا ہے اور صرف اس کے خطوط ونقوش کو پہچان سکتے ہیں۔

قرآن کے عہد و پیمان کے پابند نہ رہ سکو گے جب تک کہ اس کے توڑنے والے کو نہ جان لو اور اس سے وابستہ نہیں رہ سکتے جب تک اسے دور پھینکنے والی کی شناخت نہ کرلو جو ولایت والے ہیں انہی سے ہدایت طلب کرو وہی علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا (دیا ہوا) ہوا حکم ان کے علم کا اور ان کی خاموشی ان کی گویائی کا پتہ دے گی اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا آئینہ دار ہے۔ وہ نہ دین کی مخالفت کرتے ہیں نہ اسکے بارے میں باہم اختلاف رکھتے ہیں۔ دین ان کے سامنے ایک سچا گواہ ہے اور ایک بے زبان ہے جو بول رہا ہے۔ (خ145/399,401)

قرآن حکیم میں اللہ کے ان اٹل اصولوں میں سے کہ جن پر وہ جزاء وسزا دیتا ہے اور راضی وناراض ہوا ہے یہ چیز ہے کہ کسی بندے کو چاہے وہ جو کچھ جتن کر ڈالے دنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ میں جانے کا ذرا فائدہ نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت سے توبہ کیے بغیر مرجائے۔ (خ151/413)

(آل محمدؐ) انہی کے بارے میں قرآن کی نفیس آیتیں اتری ہیں۔ (ح152/415)

چنانچہ آپ ان کے پاس پہلی کتابوں کی تصدیق (کرنے والی کتاب) اور ایسا نور لے کر آئے کہ جس کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ قرآن ہے اس کی طرف خبر دیتا ہوں کہ اس میں آئندہ کے معلومات گذشتہ واقعات اور تمہاری بیماریوں کا چارہ اور تمہارے باہمی تعلقات کی شیرازہ بندی ہے۔ (خ156/427)

اللہ تعالیٰ نے ایسی ہدایت کرنے والی کتاب نازل فرمائی ہے کہ جس میں اچھائیوں اور برائیوں کو (کھول کر) بیان کیا ہے تم بھلائی کا راستہ اختیار کرو تا کہ ہدایت پا سکو اور برائی کی جانب سے رخ موڑ لو تا کہ سیدھی راہ پر چل سکو۔ (خ165/455)

بے شک اللہ نے اپنے رسول کو ہادی بنا کر بولنے والی کتاب اور برقرار رہنے والی شریعت کے ساتھ بھیجا ہے جسے تباہ و برباد ہونا ہے وہی اس کی مخالفت سے تباہ ہوگا تمہارا ہم پر یہ حق ہوگا کہ ہم تمہارے امور کے تصفیہ کے لیے کتاب خدا پر عمل پیرا

ہوں۔(خ167/457)

اور جن چیزوں کی اس نے اپنی کتاب میں تم سے حفاظت چاہی ہے، ان کی حفاظت کر کے (اس سے نعمتوں کی تکمیل چاہو)۔(خ171/465)

یاد رکھو کہ یہ قرآن ایسا نصیحت کرنے والا ہے جو فریب نہیں دیتا اور ایسا بیان کرنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا جو بھی اس قرآن کا ہم نشین ہوا وہ ہدایت کو بڑھا کر اور گمراہی وضلالت کو گھٹا کر اس سے الگ ہوا، جان لو کسی کو قرآن (کے تعلیمات) کے بعد (کسی اور لائحہ عمل کی) احتیاج نہیں رہتی نہ قرآن سے کچھ سیکھنے سے پہلے اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے اس سے اپنی بیماریوں کی شفا چاہو اور ایسی مصیبتوں پر اس سے مدد مانگو۔

اس میں کفر و نفاق، ہلاکت و گمراہی جیسی بڑی بڑی مرضوں کی شفا پائی جاتی ہے اس کے وسیلہ سے اللہ سے مانگو اور اس کی درستی کو لیے ہوئے اس کا رخ کرو اور اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ یقیناً بندوں کے لیے اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا اس جیسا کوئی ذریعہ نہیں تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے کہ جس کی شفاعت مقبول اور ایسا کلام کرنے والا ہے (جس کی ہر بات) تصدیق شدہ ہے۔ قیامت کے دن جس کی یہ شفاعت کرے گا وہ اس کے حق میں مانی جائیں گی اور اس روز جس کے عیوب بتائے گا تو اس کے بارے میں بھی اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔ قیامت کے دن ایک ندا دینے والا پکار کر کہے گا کہ دیکھو قرآن کی کھیتی بونے والوں کے علاوہ ہر بونے والا اپنی کھیتی اور اپنے اعمال کے نتیجہ میں مبتلا ہے لہٰذا تم قرآن کی کھیتی بونے والے اور اس کے پیرو کار بنو اور اپنے پروردگار تک پہنچنے کے لیے اسے دلیل راہ بناؤ اور اپنے نفسوں کے لیے اس سے پند و نصیحت چاہو اور اس کے مقابلے میں اپنی خواہشوں کو غلط و فریب خوردہ سمجھو۔

بلاشبہ اللہ سبحانہ نے کسی کو ایسی نصیحت نہیں کی جو اس قرآن کے مانند ہو کیونکہ یہ اللہ کی مضبوط رسی اور امانتدار وسیلہ ہے اسی میں دل کی بہار اور علم کے سر چشمے ہیں اسی سے (آئینہ) قلب پر جلا ہوتی ہے باوجودیکہ یاد رکھنے والے گزر گئے اور بھول جانے والے بھلاوے میں ڈالنے والے باقی رہ گئے ہیں۔(خ174/473)

چنانچہ ہم نے ان دونوں سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ قرآن کے مطابق عمل کریں اور اس سے سرِ مو تجاوز نہ کریں اور ان کی زبانیں اس سے ہمنوا اور ان کے دل اس کے پیرو ہیں مگر وہ قرآن سے بھٹک گئے۔(ک175/478)

میں نے تمہیں قرآن کی تعلیم دی۔(خ178/482)

قرآن (اچھائیوں کا) حکم دینے والا برائیوں سے روکنے والا (بظاہر) خاموش اور (بباطن) گویا اور مخلوقات پر اللہ کی حجت ہے۔

جس پر عمل کرنے کا اس نے بندوں سے عہد لیا ہے اور ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنایا ہے اس کے نور کو کامل اور اس کے ذریعہ سے دین کو مکمل کیا ہے اور نبی کو اس حالت میں دنیا سے اٹھایا کہ وہ لوگوں کو ایسے احکام قرآن کی تبلیغ کر کے فارغ ہو چکے تھے کہ جو ہدایت و رستگاری کا سبب ہیں لہٰذا اللہ سبحانہ کو ایسی بزرگی اور عظمت کے ساتھ یاد کرو جیسی اپنی بزرگی خود اس نے بیان کی ہے کیونکہ اس نے اپنے دین کی کوئی بات تم سے نہیں چھپائی اور کسی شی کو خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند بغیر کسی واضح علامت اور محکم نشان کے نہیں چھوڑا جو ناپسند امور سے روکے اور پسندیدہ باتوں کی طرف دعوت دے (ان احکام کے متعلق) اس کی خوشنودی و ناراضگی کا معیار زمانہ آئندہ میں بھی ایک رہے گا۔ (خ181/495)

اور قرآن کی رسی سے وابستہ ہیں۔ (خ190/547)

قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں غم و اندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈھتے ہیں جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی ترغیب دلائی گئی ہو تو اس کی طمع میں ادھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پر کیف) منظر ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر نظر ان کی پڑتی ہے کہ جس میں (دوزخ سے) ڈرایا گیا ہو تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار ان کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے۔ (خ191/554)

پھر آپ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی جو (سراپا) نور ہے جس کی قندیلیں گل نہیں ہوتیں، ایسا چراغ ہے جس کی لو خاموش نہیں ہوتی، ایسا دریا ہے جس میں راہ ہے جس میں راہ پیمائی بے راہ نہیں کرتی، ایسی کرن ہے جس کی چھوٹ مدہم نہیں پڑتی، ایسا کھول کر بیان کرنے والا ہے جس کے ستون منہدم نہیں کیے جا سکتے، وہ سراسر شفا ہے (جس کے ہوتے ہوئے روحانی) بیماروں کا کھٹکا نہیں، وہ سرتا سر عزت و غلبہ ہے جس کے یار و مددگار شکست نہیں کھاتے۔

وہ (سراپا) حق ہے جس کے معین و معاون بے مدد چھوڑے نہیں جاتے، وہ ایمان کا معدن اور مرکز ہے، اس سے علم کے چشمے پھوٹتے اور دریا بہتے ہیں، اس میں عدل کے چمن اور انصاف کے حوض ہیں، وہ اسلام کا سنگ بنیاد اور اس کی اساس ہے حق کی وادی اور اس کا ہموار میدان ہے، وہ ایسا دریا ہے جسے پانی بھرنے والے ختم نہیں کر سکتے، وہ ایسا چشمہ ہے کہ پانی الچنے والے اُسے خشک نہیں کر سکتے، وہ ایسا گھاٹ ہے کہ اس پر اترنے والوں سے اس کا پانی گھٹ نہیں سکتا، وہ ایسی منزل ہے کہ جس کی راہ میں کوئی راہرو بھٹکتا نہیں، وہ ایسا نشان ہے کہ چلنے والے کی نظر سے اوجھل نہیں ہوتا، وہ ایسا ٹیلہ ہے کہ حق کا قصد کرنے والے اس سے آگے گزر نہیں سکتے۔ اللہ نے اسے عالموں کی تشنگی کے لیے سیرابی، فقیہوں کے دلوں کے لیے اور نیکوں

کی راہ گزر کے لیے شاہراہ قرار دیا ہے۔ یہ ایسی دوا ہے کہ جس سے کوئی مرض نہیں رہتا ایسا نور ہے جس میں تیرگی کا گزر نہیں، ایسی رسی ہے کہ جس کے حلقے مضبوط ہیں، ایسی چوٹی ہے کہ جس کی پناہ گاہ محفوظ ہے جو اس سے وابستہ ہو اس کے لیے پیغام صلح وامن ہے جو اس کی پیروی کرے اس کے لیے ہدایت ہے جو اسے اپنی طرف نسبت دے اس کے لیے حجت ہے جو اس کی روح سے بات کرے اس کے لیے دلیل و برہان ہے جو اس کی بنیاد پر بحث ومناظرہ کرے اس کے لیے گواہ ہے جو اسے حجت بنا کر پیش کرے اس کے لیے فتح وکامرانی ہے جو اس کا بار اٹھائے یہ اس کا بوجھ بٹانے والا ہے جو اسے اپنا دستور العمل بنائے اس کے لیے مرکب (تیز گام) ہے یہ حقیقت شناس کے لیے ایک واضح نشان ہے (جو ضلالت سے ٹکرانے کے لیے) سلاح بند ہو اس کے لیے سپر ہے جو اس کی ہدایت کو گرہ میں باندھ لے اس کے لیے علم ودانش ہے، بیان کرنے والے کے لیے بہترین کلام اور فیصلہ کرنے والے کے لیے قطعی حکم ہے۔ (خ196/570)

اور ایک کو دوسرے پر حجت ٹھہرایا ہے مگر تم قرآن کی (غلط سلط) تاویلیں کر کے دنیا پر چھاپہ مارنے لگے۔ (ر55/781)

اور قرآن کو سینے سے لگایا۔ (ح104/839)

فرزند کا باپ پر حق یہ ہے کہ اس کو قرآن کی تعلیم دے۔ (ح399/933)

جو عبداللہ ابن عباسؓ کو خوارج سے مناظرہ کرنے کے لیے بھیجتے وقت فرمائی۔

تم ان سے قرآن کی رو سے بحث نہ کرنا کیونکہ قرآن بہت سے معانی کا حامل ہوتا ہے اور بہت سی وجہیں رکھتا ہے۔ تم اپنی کہتے رہو گے وہ اپنی کہتے رہیں گے بلکہ تم حدیث سے ان کے سامنے استدلال کرنا وہ اس سے گریز کی کوئی راہ نہ پا سکیں گے۔ (ر77/806)

وقال علیہ السلام: قرآن میں تم سے پہلے کی خبریں اور تمہارے بعد کے واقعات اور تمہارے درمیانی حالات کے ایسے احکام ہیں۔ (ح313/911)

قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ایسا نہ ہو دوسرے اس پر عمل کرنے میں تم پر سبقت لے جائیں۔ (ر47/748)

قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اس سے پند ونصیحت حاصل کرو اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔ (ر69/799)

اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرلے پھر مر کر دوزخ میں داخل ہو تو وہ ایسے ہی لوگوں میں سے ہوگا جو اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ (ح228/877)

وقال علیہ السلام: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا جب ان میں صرف قرآن کے نقوش باقی رہ جائیں گے۔ (ح369/925)

قرآن کی بعض آیات کی تفسیر

آپ نے فرمایا کہ ہاں جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کے اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور فتنوں سے دوچار نہیں ہوں گے تو میں سمجھ گیا کہ فتنہ ہم پر تو نہیں آئے گا جبکہ رسول اللہؐ ہمارے درمیان موجود ہیں چنانچہ میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ فتنہ کیا ہے کہ جس کی اللہ نے آپ کو خبر دی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا اے علیؑ! میرے بعد میری امت جلدی فتنوں میں پڑ جائے گی تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ! احد کے دن جب شہید ہونے والے مسلمان شہید ہو چکے تھے اور شہادت مجھ سے روک لی گئی اور مجھ پر یہ گراں گزر رہا تھا تو آپؐ نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ تمہیں بشارت ہو کہ شہادت تمہیں پیش آنے والی ہے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ یونہی ہو کر رہے گا۔ (یہ کہو) کہ اس وقت تمہارے صبر کی کیا حالت ہوگی تو میں نے کہا تھا یا رسول اللہ! یہ صبر کا کوئی موقع نہیں ہے یہ تو میرے لیے مژدہ اور شکر کا مقام ہوگا تو آپؐ نے فرمایا یا علیؑ! حقیقت یہ ہے کہ لوگ میرے بعد مال و دولت کی وجہ سے فتنوں میں پڑ جائیں گے اور دین اختیار کر لینے سے اللہ پر احسان جتائیں گے اس کی رحمت کی آرزوئیں تو کریں گے لیکن اس کے قہر و غلبہ (کی گرفت) سے بے خوف ہو جائیں گے کہ جھوٹ موٹ کے شبہوں اور غافل کر دینے والی خواہش کی وجہ سے حلال کو حرام کریں گے شراب کو انگور و خرما کا پانی کہہ کر اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر اور سود کو خرید و فروخت قرار دے کے جائز سمجھ لیں گے پھر میں نے کہا یا رسول اللہ میں انہیں اس موقعہ پر کس مرتبہ پر سمجھوں اس مرتبہ پر کہ وہ مرتد ہو گئے ہیں یا اس مرتبہ پر کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ فتنہ کے مرتبہ پر۔ (ک 154/421)

اے برادر کلبی! یہ علم غیب نہیں بلکہ ایک صاحب علم (رسولؐ) سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں۔ علم غیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے کہ جنہیں اللہ سبحانہ نے ان اللہ عندہ علم الساعۃ والی آیت میں شمار کیا ہے چنانچہ اللہ ہی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے؟ نر ہے یا مادہ، بدصورت ہے یا خوب صورت، سخی ہے یا بخیل، بدبخت ہے یا خوش نصیب اور کون جہنم کا ایندھن ہوگا اور کون جنت میں نبیوں کا رفیق ہوگا یہ وہ علم غیب ہے کہ جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رہا دوسری چیزوں کا علم تو وہ اللہ نے اپنے نبی کو دیا اور نبیؐ نے مجھے بتایا اور میرے لیے دعا فرمائی کہ میرا سینہ انہیں محفوظ رکھے اور میری پسلیاں انہیں سمیٹے رہیں۔ (ک 126/368)

اللہ سبحانہ نے توبہ واستغفار کو روزی کے اترنے کا سبب اور خلق پر رحم کھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے چنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ اپنے پروردگار سے توبہ واستغفار کرو بلا شبہ وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہی تم پر موسلا دھار بارش برساتا ہے اور مال و اولاد سے تمہیں سہارا دیتا ہے خدا اس شخص پر رحم کرے جو توبہ کی طرف متوجہ ہو اور گناہوں سے ہاتھ اٹھالے اور موت سے پہلے نیک اعمال کرے۔ (خ141/392)

امیر المومنینؑ نے آیت الھکم التکاثر حتیٰ زر تم المقابر (تمہیں قوم وقبیلے کی کثرت پر اترانے نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں دیکھ ڈالیں) کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔

دیکھو تو ان بوسیدہ ہڈیوں پر فخر کرنے والوں کا مقصد کتنا دور از عقل ہے اور یہ قبروں پر آنے والے کتنے غافل و بے خبر ہیں اور یہ مہم کتنی سخت و دشوار ہے انہوں نے مرنے والوں کو کیسی کیسی عبرت آموز چیزوں سے خالی سمجھ لیا اور دور دراز جگہ سے انہیں (سرمایۂ افتخار بنانے کے لیے) لے لیا، کیا یہ اپنے باپ داداؤں کی لاشوں پر فخر کرتے ہیں یا ہلاک ہونے والوں کی تعداد سے اپنی کثرت میں اضافہ محسوس کرتے ہیں۔ وہ ان جسموں کو پلٹانا چاہتے ہیں جو بے روح ہو چکے ہیں اور ان جنبشوں کو لوٹانا چاہتے ہیں جو تھم چکی ہیں وہ سبب افتخار بننے سے زیادہ سامان عبرت بننے کے قابل ہیں ان کی وجہ سے عجز و فروتنی کی جگہ پر اترنا عزت و سرفرازی کے مقام پر ٹھہرنے سے زیادہ مناسب ہے انہوں نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے انہیں دیکھا اور ان سے (عبرت لینے کی بجائے) جہالت کے گہراؤ میں اتر پڑے اگر وہ ان کی سرگزشت کو ٹوٹے ہوئے مکانوں اور خالی گھروں کے صحنوں سے پوچھیں تو وہ کہیں گے کہ وہ گمراہی کی حالت میں زمین کے اندر چلے گئے اور تم بھی بے خبری و جہالت کے عالم میں ان کے عقب میں بڑھے جا رہے ہو تم ان کی کھوپڑیوں کو روندتے ہو اور ان کے جسموں کی جگہ عمارتیں کھڑی کرنا چاہتے ہو جس چیز کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے اس میں چر رہے ہو اور جسے وہ خالی چھوڑ کر چلے گئے ہیں اس میں آ بسے ہو اور یہ دن بھی تمہارے اور ان کے درمیان ہیں تم پر رو رہے ہیں اور نوحہ پڑھ رہے ہیں۔

تمہاری منزل منتہاء پر پہلے سے پہنچ جانے والے اور تمہارے سرچشموں پر قبل سے وارد ہونے والے وہی لوگ ہیں جن کے لیے عزت کی منزلیں تھیں اور فخر و سربلندی کی فراوانی تھی کچھ تاجدار تھے، کچھ دوسرے درجہ کے بلند منصب مگر اب تو وہ برزخ کی گہرائیوں میں راہ پیما ہیں کہ جہاں زمین ان پر مسلط کر دی گئی ہے جس نے ان کا گوشت کھا لیا اور لہو چوس لیا ہے۔ چنانچہ وہ قبر کے شگافوں میں نشوونما کھو کر جماد کی صورت میں پڑے ہیں اور یوں نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں کہ (ڈھونڈنے سے) نہیں ملتے نہ پر ہول خطرات کا آنا انہیں خوف زدہ کرتا ہے نہ حالات کا انقلاب انہیں اندوہناک بناتا ہے نہ زلزلوں کی پروا کرتے ہیں نہ رعد کی کڑک پر کان دھرتے ہیں وہ ایسے غائب ہیں کہ جن کا انتظار نہیں کیا جاتا اور ایسے موجود ہیں کہ سامنے

نہیں آتے وہ مل جل کر رہتے تھے جواب بکھر گئے ہیں اور آپس میں میل ومحبت رکھتے تھے جواب جدا ہو گئے ہیں ۔ان کے واقعات سے بے خبری اور ان کے گھروں کی خاموشی امتدادِ زمانہ اور دوری منزل کی وجہ سے نہیں بلکہ انہیں موت کا ایسا ساغر پلا دیا گیا ہے کہ جس نے ان کی گویائی چھین کر انہیں گونگا بنا دیا ہے اور قوت شنوائی سلب کر کے بہرا کر دیا ہے اور ان کی حرکت و جنبش کو سکون و بے حسی سے بدل دیا ہے گویا کہ وہ سرسری نظر میں یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے نیند میں لیٹے ہوئے ہوں وہ ایسے ہمسائے ہیں جو ایک دوسرے سے انس ومحبت کا لگاؤ نہیں رکھتے اور ایسے دوست ہیں جو آپس میں ملتے ملاتے نہیں ان کے جان پہچان کے رابطے بوسیدہ ہو چکے ہیں اور بھائی بندی کے سلسلے ٹوٹ گئے ہیں وہ ایک ساتھ ہوتے ہوئے پھر اکیلے ہیں اور دوست ہوتے ہوئے پھر علیحدہ اور جدا ہیں ۔ یہ لوگ شب ہو تو اس کی صبح سے بے خبر، دن ہو تو اس کی شام سے ناآشنا ہیں ۔

جس دن یا جس رات میں انہوں نے رختِ سفر باندھا ہے وہ ساعت ان پر ہمیشہ اور یکساں رہنے والی ہے انہوں نے منزل آخرت کی ہولنا کیوں کو اس سے بھی زیادہ ہولناک پایا۔ جتنا انہیں ڈر تھا اور وہاں کے آثار کو اس سے عظیم تر دیکھا جتنا کہ وہ اندازہ لگاتے تھے ۔(مومنوں اور کافروں کی) منزل انتہا ءکو جائے بازگشت دوزخ و جنت تک پھیلا دیا گیا ہے وہ (کافروں کے لیے) ہر درجہ خوف سے بلند تر اور (مومنوں کے لیے) ہر درجہ امید سے بالاتر ہے اگر وہ بول سکتے ہوتے تب بھی دیکھی ہوئی چیزوں کے بیان سے ان کی زبانیں گنگ ہو جاتیں۔

اگر چہ ان کے نشانات مٹ چکے ہیں اور ان کی خبروں کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے لیکن چشم بصیرت انہیں دیکھتی اور گوش عقل وخرد ان کو سنتے ہیں وہ بولے مگر نطق وکلام کے طریقہ پر نہیں بلکہ انہوں نے زبان حال سے کہا شگفتہ چہرے بگڑ گئے نرم و نازک بدن مٹی میں مل گئے اور ہم نے بوسیدہ کفن پہن رکھا ہے اور قبر کی تنگی نے ہمیں عاجز کر دیا ہے خوف و دہشت کا ایک دوسرے سے ورثہ پایا ہے ہماری خاموش منزلیں ویران ہو گئیں ہمارے جسم کی رعنائیاں مٹ گئیں ہماری جانی پہچانی ہوئی صورتیں بدل گئیں ان وحشت کدوں میں ہماری مدت رہائش دراز ہو گئی نہ بے چینی سے چھٹکارا نصیب ہے نہ تنگی سے فراخی حاصل ہے اب اس عالم میں کہ جب کیڑوں کی وجہ سے ان کے کان سماعت کو کھو کر بہرے ہو چکے ہیں اور ان کی آنکھیں خاک کا سرمہ لگا کر اندر کو دھنس چکی ہیں اور ان کے منہ میں زبانیں ظرافت روانی دکھانے کے بعد پارہ پارہ ہو چکی ہیں اور سینوں میں دل چوکنا رہنے کے بعد بے حرکت ہو چکے ہیں اور ان کے ایک ایک عضو کو نت نئی بوسیدگیوں نے تباہ کر کے بدہیئت بنا دیا ہے اور اس حالت میں کہ وہ (ہر مصیبت سہنے کے لیے) بلا مزاحمت آمادہ ہیں ۔ان کی طرف آفتوں کا رستہ ہموار کر دیا ہے نہ کوئی ہاتھ ہے جو ان کا بچاؤ کرے اور نہ (پسیجنے والے) دل ہیں جو بے چین ہو جائیں اگر تم اپنی عقلوں میں ان کا نقشہ جماؤ۔ یا یہ کہ تمہارے سامنے سے ان کا پڑا ہوا پردہ ہٹا دیا جائے تو البتہ تم ان کے دلوں کے اندوہ اور آنکھوں میں پڑے ہوئے خس و

خاشاک کو دیکھو گے ان پر شدت وسختی کی ایسی حالت ہے کہ وہ بدلتی نہیں اور ایسی مصیبت و جان کا ہی ہے کہ ہٹنے کا نام نہیں لیتی اور تمہیں معلوم ہوگا کہ زمین نے کتنے باوقار جسموں اور دلفریب رنگ روپ والوں کو کھا لیا جو رنج کی گھڑیوں میں بھی مسرت انگیز چہروں سے دل بہلاتے تھے اگر کوئی مصیبت ان پر آپڑتی تھی تو اپنے عیش کی بازگیوں پر للچائے رہنے، اور کھیل وتفریح پر فریفتہ ہونے کی وجہ سے خوش وقتیوں کے سہارے ڈھونڈتے تھے اسی دوران میں کہ وہ غافل و مدہوش کرنے والی زندگی کی چھاؤں میں دنیا کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہے تھے اور دنیا انہیں دیکھ دیکھ کر قہقہے لگا رہی تھی کہ اچانک زمانہ نے انہیں کانٹوں کی طرح روند دیا اور ان کے سارے زور توڑ دیئے اور قریب ہی سے موت کی نظریں ان پر پڑنے لگیں اور ایسا غم واندوہ ان پر طاری ہوا کہ جس سے وہ آشنا نہ تھے اور ایسے اندرونی قلق میں مبتلا ہوئے کہ جس سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا اور اس حالت میں کہ وہ صحت سے بہت زیادہ مانوس تھے ان میں مرض کی کمزوریاں پیدا ہوگئیں تو انہوں نے الٰہی چیزوں کی طرف رجوع کیا جن کا طبیبوں نے انہیں عادی بنا رکھا تھا کہ گرمی کے زور کو سرد دواؤں نے گرمی کو بجھانے کے بجائے اور بھڑکا دیا اور گرم دواؤں نے ٹھنڈک کو ہٹانے کے بجائے اس کا جوش اور بڑھا دیا اور نہ ان طبیعتوں میں مخلوط ہونے والی چیزوں سے ان کے مزاج نقطۂ اعتدال پر آئے بلکہ ان چیزوں نے ہر عضو ماؤف کا آزار اور بڑھا دیا یہاں تک کہ چارہ گر سست پڑ گئے تیمار دار (مایوس ہو کر) غفلت برتنے لگے گھر والے مرض کی حالت بیان کرنے سے عاجز آگئے اور مزاج پرسی کرنے والوں کو جواب سے خاموشی اختیار کرلی اور اس سے چھپاتے ہوئے اس اندوہناک خبر کے بارے میں اختلاف رائے کرنے لگے ایک کہنے والا یہ کہتا تھا کہ اس کی حالت جو ہے سو ظاہر ہے اور ایک صحت وتندرستی کے پلٹ آنے کی امید دلاتا تھا اور ایک اس کی (ہونے والی) موت پر انہیں صبر کی تلقین کرتا اور اس سے پہلے گزر جانے والوں کی مصیبتیں انہیں یاد دلاتا تھا اسی اثناء میں کہ وہ دنیا سے جانے اور دوستوں کو چھوڑنے کے لیے پر تول رہا تھا کہ ناگاہ گلوگیر پھندوں میں سے ایک ایسا پھندا اسے لگا کہ اس کے ہوش وحواس پاشان و پریشان ہو گئے اور زبان کی تری خشک ہوگئی اور کتنے ہی مبہم سوالات تھے کہ جن کے جواب وہ جانتا تھا مگر بیان کرنے سے عاجز ہوگیا اور کتنی ہی دل سوز صدائیں اس کے کان سے ٹکرائیں کہ جن کے سننے سے بہرہ ہوگیا اور وہ آواز یا کسی ایسے بزرگ کی ہوتی تھی جس کا بڑا احترام کرتا تھا یا کسی خوردسال کی ہوتی تھی جس پر یہ مہربان وشفیق تھا موت کی سختیاں اتنی ہیں کہ مشکل ہے کہ دائرہ بیان میں آسکیں یا اہل دنیا کی عقلوں کے اندازہ پر پوری اتر سکیں۔ (ک 218/611)

دیکھو! جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور جو فیصلہ خداوندی تھا وہ سامنے آگیا میں الٰہی وعدہ و برہان کی رو سے کلام کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بے شک وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر وہ اس (عقیدہ) پر جمے رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں اور (یہ کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کھاؤ اور غمگین نہ ہو تمہیں اس جنت کی بشارت ہو کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا

ہے اب تمہارا قول تو یہ ہے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے تو اب اس کی کتاب اور اس کی شریعت کی راہ اور اس کی عبادت کے نیک طریقہ پر جمے رہو اور پھر اس سے نکل نہ بھاگو اور نہ اس میں بدعتیں پیدا کرو اور نہ اس کے خلاف چلو۔

لیکن وہ ظلم جو بخشا نہیں جائے گا وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے جیسے اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ خدا اس گناہ کو نہیں بخشا کہ اس کے ساتھ شریک کیا جائے۔(خ174/474)

یادرکھو جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے فتنوں سے (بچ کر) نکلنے کی راہ نکال دے گا اور اندھاریوں سے اجالے میں لے آئے گا اور اس کے حسب دلخواہ نعمتوں میں اسے ہمیشہ رکھے گا اور اسے اپنے پاس ایسے گھر میں کہ جسے اس نے اپنے لیے منتخب کیا ہے عزت و بزرگی کی منزل میں لا اتارے گا اس کا گھر سایہ عرش، اس کی روشنی جمال قدرت (کی چھوٹ) اس میں ملاقاتی ملائکہ اور رفیق و ہمنشین انبیاءؑ و مرسلین ہیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا اور (پھر) فرمایا کہ کون ہے کہ جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تو خدا اس کے اجر کو دوگنا کردے گا اور اس کے لیے عمدہ جزا ہے خدا نے کسی کمزوری کی بناء پر تم سے مدد نہیں مانگی اور نہ بے مایئگی کی وجہ سے تم سے قرض کا سوال کیا ہے اس نے تم سے مدد چاہی باوجودیکہ اس کے پاس سارے آسمان و زمین کے لشکر ہیں اور غلبہ و حکمت والا ہے اور تم سے قرض مانگا حالانکہ آسمان و زمین کے خزانے اس کے قبضہ میں ہیں اور وہ بے نیاز لائق حمد و ثناء ہے اس نے تو یہ چاہا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اعمال کے لحاظ سے کون بہتر ہے تم اپنے اعمال کو لے کر بڑھو تا کہ اللہ کے ہمسایوں کے ساتھ اس کے گھر (جنت) میں رہو وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ اللہ نے جنہیں پیغمبروںؑ کا رفیق بنایا ہے اور فرشتوں کو ان کی ملاقات کا حکم دیا ہے اور ان کے کانوں کو ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھا ہے کہ آگ (کی اذیتوں) کی بھنک ان میں نہ پڑے اور ان کے جسموں کو بچا رکھا ہے کہ وہ رنج اور تکان سے دوچار نہ ہوں یہ خدا کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خدا تو فضل و کرم والا ہے۔(خ181/496)

جسے اللہ پیدا کرنا چاہتا ہے اسے ہو جا کہتا ہے جس سے وہ ہو جاتی ہے بغیر کسی ایسی آواز کے جو کان (کے پردوں) سے ٹکرائے اور بغیر ایسی صدا کے جو سنی جا سکے بلکہ اللہ سبحانہ کا کلام بس اس کا ایجاد کردہ فعل ہے اور اس طرح کا کلام پہلے سے موجود نہیں ہو سکتا اگر وہ قدیم ہوتا تو دوسرا خدا ہوتا۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ عدم کے بعد وجود میں آیا ہے کہ اس پر صفتیں منطبق ہونے لگیں اور اس میں اور مخلوقات میں کوئی فرق نہ رہے اور نہ اسے اس پر کوئی فوقیت و برتری رہے کہ جس کے نتیجہ میں خالق و مخلوق ایک سطح پر آجائیں اور صانع و مصنوع برابر ہو جائیں۔(خ184/509)

انہیں جوق در جوق جنت کی طرف بڑھایا جائے گا وہ عذاب سے محفوظ عتاب و سرزنش سے علیحدہ اور آگ سے بری ہوں گے، گھر ان کا پرسکون اور وہ اپنی منزل و جائے قرار سے خوش ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کے دنیا میں اعمال پاک و پاکیزہ تھے اور آنکھیں اشکبار رہتی تھی دنیا میں ان کی راتیں خضوع و خشوع اور توبہ و استغفار میں (بیداری کی وجہ سے) دن اور دن لوگوں سے مستوحش و علیحدہ رہنے کے باعث ان کے لیے رات تھے تو اللہ نے جنت کو ان کے لیے جائے بازگشت اور وہاں کی نعمتوں کو ان کی جزا قرار دیا ہے اور وہ اس کے سزاوار اور اہل و حقدار تھے اس ہمیشہ رہنے والی سلطنت اور برقرار رہنے والی نعمتوں میں۔ (ح188/521)

تو اسے قبول کرنے والے اور پورا پورا حق ادا کرنے والے بہت ہی تھوڑے نکلیں گے وہ گنتی کے اعتبار سے کم اور اس توصیف کے مصداق ہیں جو اللہ نے فرمائی ہے کہ میرے بندوں میں شکر گزار بندے کم ہیں۔ (خ189/524)

لہٰذا خدا کی خوشنودی و ناخوشنودی کا معیار اولاد و مال کو قرار نہ دو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ دولت و اقتدار سے بھی کس کس طرح بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو مال و اولاد انہیں سے سہارا دیتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائیاں کرنے میں سرگرم ہیں مگر (جو اصل واقعہ ہے اسے) یہ لوگ سمجھتے نہیں اسی طرح واقعہ یہ ہے کہ اللہ اپنے ان بندوں کا جو بجائے خود اپنی بڑائی کا گھمنڈ رکھتے ہیں، امتحان لیتا ہے اپنے ان دوستوں کے ذریعے جو ان کی نظروں میں عاجز و بے بس ہیں۔ (خ190/532)

آیۃ **رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله**۔ "وہ لوگ ایسے ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں بناتی"۔ کی آیت تلاوت کے بعد فرمایا۔

بے شک اللہ سبحانہ نے اپنی یاد کو دلوں کی صیقل قرار دیا ہے جس کے باعث وہ (اوامر و نواہی سے) بہرا ہونے کے بعد سننے لگے اور اندھے پن کے بعد دیکھنے لگے اور دشمنی و عناد کے بعد فرمانبردار ہو گئے۔ یکے بعد دیگرے ہر عہد اور انبیاءؑ سے خالی دور میں حضرت ربّ العزت کے کچھ مخصوص بندے ہمیشہ موجود رہے ہیں کہ جن کی فکروں میں سرگوشیوں کی صورت میں (حقائق و معارف کا) القاء کرتا ہے اور ان کی عقلوں سے الہامی آوازوں کے ساتھ کلام کرتا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی آنکھوں کا نور اور دلوں میں بیداری کے نور سے (ہدایت و بصیرت کے) چراغ روشن کیے وہ مخصوص یاد رکھنے کے قابل دلوں کی یاد دلاتے ہیں اور اس کی جلالت و بزرگی سے ڈرتے ہیں وہ لق و دق صحراؤں میں دلیل راہ ہیں جو میانہ روی اختیار کرتے ہیں اور اس کے طور و طریقے پر تحسین و آفرین کرتے ہیں اور اسے نجات کی خوشخبری سناتے ہیں۔

اور جو (افراط و تفریط کی) دائیں بائیں سمتوں پر ہو لیتا ہے اس کے رویہ کی مذمت کرتے ہیں اور اسے تباہی و ہلاکت

سے خوف دلاتے ہیں انہی خصوصیتوں کے ساتھ یہ ان اندھاریوں کے چراغ اور ان شبہوں کے لیے راہنما ہیں ۔ کچھ اہل ذکر ہوتے ہیں کہ جنہوں نے یادالٰہی کو دنیا کے بدلے لے لیا ہے انہیں نہ تجارت اس سے غافل رکھتی ہے نہ خرید و فروخت اسی کے ساتھ زندگی کے دن بسر کرتے ہیں اور محرّمات الٰہیہ سے متنبہ کرنے والی آوازوں کے ساتھ غفلت شعاروں کے کانوں میں پکارتے ہیں ،عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے باز رہتے ہیں گویا کہ انہوں نے دنیا میں ہوتے ہوئے آخرت تک منزل کو طے کرلیا اور جو کچھ دنیا کے عقب میں ہے اسے اسی آنکھوں سے دیکھ لیا اور گویا کہ وہ اہل برزخ کے ان چھپے ہوئے حالات پر جو ان کے طویل عرصہ قیام میں نہیں پیش آئے آگاہ ہو چکے ہیں اور گویا کہ قیامت نے ان کے لیے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا اور انہوں نے اہل دنیا کے سامنے (ان چیزوں پر سے پردہ الٹ دیا یہاں تک کہ گویا وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں جسے دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے اور وہ سب کچھ سن رہے ہیں جسے دوسرے نہیں سن سکتے اگر تم ان کی پاکیزہ جگہوں اور پسندیدہ محفلوں میں ان کی تصویر اپنے ذہن میں کھینچو جبکہ وہ اپنے اعمال ناموں کو کھولے ہوئے ہوں اور اپنے نفس سے ہر چھوٹے بڑے کام کا محاسبہ کرنے پر آمادہ ہوں ایسے کام کو جن پر وہ مامور تھے اور انہوں نے کوتاہی کی یا ایسے جن سے انہیں روکا گیا تھا اور ان سے تقصیر ہوئی اور ہمیشہ اپنی پشتوں کو اپنے گناہوں سے گرانبار محسوس کرتے رہے ہوں کہ جن کے اٹھانے سے وہ اپنے کو عاجز و درماندہ پاتے ہوں اس لیے روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئی ہوں اور بلک بلک کر روتے ہوئے ایک دوسرے کو جواب دے رہے ہوں اور ندامت و اعتراف گناہ کی منزل پر کھڑے ہوئے اللہ سے چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہوں تو اس صورت میں تمہیں ہدایت کے نشان اور اندھیریوں کے چراغ نظر آئیں گے جن کے گرد فرشتے حلقہ کیے ہوں گے تسلی و تسکین کا ان پر درود ہو۔ آسمان کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہوں عزت کی مسندیں ان کے لے مہیا ہوں ایسی جگہ پر کہ جہاں اللہ کی نظر و توجہ ان پر ہو وہ ان کی کوششوں سے خوش ہو اور ان کی منزلت پر آفرین کرتا ہو۔ وہ اسے پکارنے کی وجہ سے عفو و بخشش کی ہواؤں میں سانس لیتے ہوں وہ اس کے فضل و کرم کی احتیاج میں گروی ہوں اور اس کی عظمت و رفعت کے سامنے ذلت و پستی میں جکڑے ہوئے ہوں غم و اندوہ کی طویل مدت نے ان کے دلوں کو زخمی اور گریہ و بکا کی کثرت نے ان کی آنکھوں کو مجروح کر دیا ہو، ہر اس دروازہ پر ان کا ہاتھ دستک دینے والا ہے جو اس کیطرف متوجہ و راغب کرے وہ اس سے مانگتے ہیں کہ جس کے جود و کرم کی پہنائیاں تنگ نہیں ہوتیں اور نہ خواہش لے کر بڑھنے والے ناامید پھرتے ہیں۔

تم اپنی بہبودی کے لیے اپنے ہی نفس کا محاسبہ کرو کیوں کہ دوسروں کا محاسبہ کرنے والا تمہارے علاوہ دوسرا ہے۔(ک219/618)

اے لوگو! (افعال و اعمال چاہے مختلف ہوں مگر) رضاء و ناراضگی کے جذبات تمام لوگوں کو ایک حکم میں لے آتے ہیں آخر قوم ثمود کی اونٹنی کو ایک ہی شخص نے پے کیا تھا لیکن اللہ نے عذاب سب پر کیا کیونکہ وہ سارے کے سارے اس پر رضامند تھے چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے کہ انہوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور صبح کے وقت (جب عذاب کے آثار دیکھے تو اپنے کیے پر) نادم و پریشان ہوئے (عذاب کی آمد یوں تھی کہ زمین کے دھنسنے اور زلزلوں کے جھٹکوں سے) ایسی گڑگڑاہٹ ہونے لگی جیسے نرم زمین میں ہل کی تپی ہوئی پھالی کے چلانے سے آواز آتی ہے۔ (ک 199/577)

اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرے پھر مر کر دوزخ میں داخل ہو تو وہ ایسے ہی لوگوں میں سے ہوگا جو اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ (ح228/877)

وقال علیہ السلام: اے گروہ مردم! اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ کتنے ہی ایسی باتوں کی امید باندھنے والے ہیں جن تک پہنچتے نہیں اور ایسے گھر تعمیر کرنے والے ہیں کہ جن میں رہنا نصیب نہیں ہوتا اور ایسا مال جمع کرنے والے جسے چھوڑ جاتے ہیں حالانکہ ہو سکتا ہے کہ اسے غلط طریقہ سے جمع کیا ہو یا کسی کا حق دبا کر حاصل کیا ہو اس طرح اسے بطور حرام پایا ہو اور اس کی وجہ سے گناہ کا بوجھ اٹھایا ہو تو اس کا وبال لے کر پلٹے اور اپنے پروردگار کے حضور رنج و افسوس کرتے ہوئے جا پہنچے۔ دنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا اٹھایا۔

یہی تو کھلم کھلا گھاٹا ہے (ح918/344)

آیت یا ایھا الانسان ما غرک بربک الکریم۔ اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے پروردگار کریم کے بارے میں دھوکا دیا کی تلاوت کے وقت ارشاد فرمایا۔

یہ شخص جس سے یہ سوال ہو رہا ہے جواب میں کتنا عاجز اور یہ فریب خوردہ عذر پیش کرنے میں کتنا قاصر ہے اور وہ اپنے نفس کو سختی سے جہالت میں ڈالے ہوئے ہے۔

اے انسان! تجھے کس چیز نے گناہ پر دلیر کر دیا ہے اور کس چیز نے تجھے اپنے پروردگار کے بارے میں دھوکا دیا ہے اور کس چیز نے تجھے اپنی تباہی پر مطمئن بنا دیا ہے۔ کیا تیرے مرض کے لیے شفا اور تیرے خواب غفلت کے لیے بیداری نہیں ہے کیا تجھے اپنے پر اتنا بھی رحم نہیں آتا جتنا دوسروں پر ترس کھاتا ہے بسا اوقات تو جلتی دھوپ میں کسی کو دیکھتا ہے تو اس پر سایہ کر دیتا ہے یا کسی کو درد و کرب میں مبتلا پاتا ہے تو اس پر شفقت کی بناء پر تیرے آنسو نکل پڑتے ہیں مگر خود اپنے روگ پر کس نے تجھے صبر دلایا ہے اور کس نے تجھے اپنی مصیبتوں پر توانا کر دیا ہے اور خود اپنے اوپر رونے سے تسلی دے دی ہے حالانکہ سب جانوں سے تجھے اپنی جان عزیز ہے اور کیوں کر عذاب الٰہی کے رات کو ہی ڈیرے ڈال دینے کا خطرہ تجھے بیدار نہیں رکھتا

حالانکہ تو اپنے گناہوں کی بدولت اس کے قہر وتسلط کی راہ میں پڑا ہوا ہے اور دل کی کوتاہیوں کے روگ کا چارہ عزم راسخ سے، آنکھوں کے خواب غفلت کا مداوا بیداری سے کرو اللہ کا مطیع وفرمانبردار بنو اور اس کی یاد سے لو لگاؤ ذرا اس حالت کا تصور کرو وہ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے اور تم اس سے منہ پھیرے ہوئے ہو اور وہ تمہیں اپنے دامن عفو میں لینے کے لیے بلا رہا ہے اور وہ اپنے لطف واحسان سے ڈھانپنا

چاہتا ہے اور تم ہو کہ اس سے روگرداں ہو کر دوسری طرف رخ کیے ہوئے ہو بلند وبرتر ہے وہ خدائے قوی وتوانا کہ جو کتنا بڑا کریم ہے اور تو اتنا عاجز وناتواں اور اتنا پست ہو کر گناہوں پر کتنا جری اور دلیر ہے حالانکہ اسی کے دامن پناہ میں اقامت گزیں ہے اور اسی کے لطف واحسان کی پنہائیوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے اور اس نے اپنے لطف وکرم کو تجھ سے روکا نہیں اور نہ تیرا پردہ چاک کیا ہے بلکہ اس سے کسی نعمت میں جو اس نے تیرے لیے خلق کی یا کسی گناہ میں کہ جس پر اس نے پردہ ڈالا یا کسی مصیبت وابتلاء میں کہ جس کا رخ تجھ سے موڑا تو اس کے لطف وکرم سے لحظہ بھر کے لیے بھی محروم نہیں ہوا یہ اس صورت میں ہے کہ جب تو اس کی معصیت کرتا ہے تو پھر تیرا اس کے بارے کیا خیال ہے؟ اگر تو اس کی اطاعت کرتا ہوتا خدا کی قسم! اگر یہی رویہ دو ایسے شخصوں میں ہوتا جو قوت وقدرت میں برابر کے ہم پلہ ہوتے اور ان میں سے ایک تو ہوتا جو بے رخی کرتا اور دوسرا تجھ پر احسان کرتا تو تو ہی سب سے پہلے اپنے نفس پر کج خلقی وبدکرداری کا حکم لگاتا سچ کہتا ہوں دنیا نے تجھ کو فریب نہیں دیا بلکہ خود (جان بوجھ کر) اس کے فریب میں آیا ہے اس نے تیرے سامنے نصیحتوں کو کھول کر رکھ دیا اور تجھے (ہر چیز سے) یکساں طور پر آگاہ کر دیا اس نے جن بلاؤں کو تیرے جسم پر نازل ہونے اور جس کمزوری کے تیرے قویٰ پر طاری ہونے کا وعدہ کیا ہے اس میں راستگو اور ایفائے عہد کرنے والی ہے جسے بجائے اسکے کہ تجھ سے جھوٹ کہا ہو یا فریب دیا ہو، کتنے ہی اس دنیا کے بارے میں سچے نصیحت کرنے والے ہیں جو تیرے نزدیک ناقابل اعتبار ہیں اور کتنے ہی اس کے حالات کو صحیح صحیح بیان کرنے والے ہیں جو جھٹلائے جاتے ہیں اگر تو ٹوٹے ہوئے گھروں اور عالی شان مکانوں سے دنیا کی معرفت حاصل کرے تو تو انہیں اچھی یاددہانی اور موثر پسند دہی کے لحاظ سے بمنزلہ ایک مہربانی کے پائے گا جو تیرے (ہلاکتوں میں پڑنے سے) بخل سے کام لیتے ہیں۔ یہ دنیا اس کے لیے اچھا گھر ہے جو اسے گھر سمجھنے پر خوش نہ ہو اور اسی کے لیے اچھی جگہ ہے جو اسے اپنا وطن بنا کر نہ رہے اس دنیا کی وجہ سے سعادت کی منزل پر کل وہی لوگ پہنچیں گے جو آج اس سے گریزاں ہیں جب زمین زلزلہ میں اور قیامت اپنی ہولناکیوں کے ساتھ آجائے گی اور ہر عبادت گاہ سے اس کے پجاری ہر معبود سے اس کے پرستار اور ہر پیشوا سے اس کے مقتدی ملحق ہو جائیں گے تو اس وقت فضا میں شگاف کرنے والی نظر اور زمین میں قدموں کی ہلکی چاپ کا بدلہ بھی اس کی عدالت گستری وانصاف پروری کے پیش نظر حق وانصاف سے پورا پورا دیا جائے گا اس کی کتنی ہی دلیلیں غلط وبے معنی ہو جائیں

گی اور عذر و معذرت کے بندھن ٹوٹ جائیں گے۔

تو اب اس چیز کو اختیار کرو جس سے کہ تمہارا عذر قبول اور تمہاری حجت ثابت ہو کہ جس دنیا سے تم نے ہمیشہ بہرہ یاب نہیں ہونا اس سے وہ چیزیں لے لو جو تمہارے لیے ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔ اپنے سفر کے لیے تیار رہو (دنیا کی ظلمتوں میں) نجات کی چمک پر نظر کرو اور جدو جہد کی سواریوں پر پالان کس لو۔ (ک 220/620)

چونکہ انہیں اللہ کا ارشاد تھا کہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو چنانچہ حضرتؑ اپنے گھر والوں کو خصوصیت کے ساتھ نماز کی تاکید بھی فرماتے تھے اور خود بھی اس کی کثرت بجا آوری میں زحمت و مشقت برداشت کرتے تھے۔ (خ 97/563)

چنانچہ ہمارا ظہور اسلام کے بعد کا دور بھی وہ ہے جس کی شہرت ہے اور جاہلیت کے دور کا بھی ہمارا امتیاز نا قابل انکار ہے اور اس کے بعد جو رہ جائے وہ اللہ کی کتاب جامع الفاظ میں ہمارے لیے بتا دیتی ہے ارشاد الٰہی ہے۔ ''قرابت دار آپس میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں''۔ دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا ابراہیمؑ کے زیادہ حقدار وہ لوگ تھے جو ان کے پیروکار تھے اور یہ نبیؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ ایمان والوں کا سرپرست ہے تو ہمیں قرابت کی وجہ سے بھی دوسروں پر فوقیت حاصل ہے اور اطاعت کی وجہ سے بھی ہمارا حق فائق ہے۔ (ر 28/694)

خوشا نصیب اس شخص کے لیے کہ جس نے اللہ کے فرائض کو پورا کیا سختی اور مصیبت میں صبر کیے پڑا رہا راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور جب نیند کا غلبہ ہوا تو ہاتھ کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرش خاک پر پڑا رہا جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار، پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یاد خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور کثرتِ استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں یہی اللہ کا گروہ ہے اور بیشک اللہ کا گروہ ہی کامران ہونے والا ہے۔ (ر 45/740)

جب ایسی مشکلیں تمہیں پیش آئیں کہ جن کا حل نہ ہو سکے اور ایسے معاملات جو مشتبہ ہو جائیں تو ان میں اللہ اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو کیونکہ خدا جن لوگوں ہدایت کرنا چاہتا ہے ان کے لیے فرمایا۔ اے ایمان دارو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اور ان کی جو تم میں سے صاحبان امر ہوں اگر تم میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو اللہ اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو تو اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کتاب کی محکم آیتوں پر عمل کیا جائے اور رسولؐ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے متفق علیہ ارشادات پر عمل کیا جائے جن میں کوئی اختلاف نہیں۔

اور رعایا کے ساتھ نیکی کر کے انہیں احسان نہ جتانا اور جو ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسے زیادہ نہ سمجھنا اور ان سے

وعدہ کر کے بعد میں وعدہ خلافی نہ کرنا کیونکہ احسان جتانا نیکی کو اکارت کر دیتا ہے اور اپنی بھلائی کو زیادہ خیال کرنا حق کی روشنی کو ختم کرتا ہے اور وعدہ خلافی سے اللہ بھی ناراض ہوتا ہے اور بندے بھی چنانچہ اللہ سبحانہ خود فرماتا ہے خدا کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی چیز ہے کہ تم جو کہو اسے کرو نہیں۔ (ر 53/763)

اور مکہ والوں کو حکم دو کہ وہ باہر سے آکر ٹھہرنے والوں سے کرایہ نہ لیں کیونکہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے کہ اس میں عاکف اور بادی یکساں ہیں عاکف وہ ہے جو اس میں مقیم ہو اور بادی وہ ہے جو باہر سے حج کے لیے آیا ہو۔ (ر 67/798)

دنیا میں عذاب خدا سے دو چیزیں باعث امان تھیں ایک ان میں سے اٹھ گئی مگر دوسری تمہارے پاس موجود ہے۔ لہٰذا اسے مضبوطی سے تھامے رہو وہ امان جو اٹھالی گئی وہ رسول اللہؐ تھے اور وہ امان جو باقی ہے وہ توبہ واستغفار ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا اللہ ان لوگوں پر عذاب نہیں کرے گا جب تک تم ان میں موجود ہو۔ اللہ ان لوگوں پر عذاب نہیں اتارے گا جب کہ یہ لوگ توبہ واستغفار کر رہے ہوں گے۔ (ح 88/839)

وقال علیہ السلام: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ وآزمائش سے پناہ چاہتا ہوں اس لیے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو فتنہ کی لپیٹ میں نہ ہو بلکہ جو پناہ مانگے وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے اور اس بات کو جانے رہو کہ تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ لوگوں کو مال اور اولاد کے ذریعے سے آزماتا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ کون اپنی روزی پر چین بچین ہے اور کون اپنی قسمت پر شاکر ہے اگر چہ اللہ سبحانہ ان کو اتنا جانتا ہے کہ وہ خود بھی اپنے کو اتنا نہیں جانتے لیکن یہ آزمائش اس لیے ہے کہ وہ افعال سامنے آئیں جن سے ثواب وعذاب کا استحقاق پیدا ہوتا ہے کیونکہ بعض اولاد نرینہ کو چاہتے ہیں اور لڑکیوں سے کبیدۂ خاطر ہوتے ہیں اور بعض مال بڑھانے کو پسند کرتے ہیں اور بعض شکستہ حالی کو برا سمجھتے ہیں۔ (ح 93/836)

انبیاءؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو ان کی لائی ہوئی چیزوں کا زیادہ علم رکھتے ہوں (پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی) ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو تھی جو ان کے فرمانبردار تھے اور اب اس نبیؐ اور ایمان لانے والوں کو خصوصیت ہے (پھر فرمایا) حضرت محمد مصطفیٰؐ کا دوست وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اگر چہ ان سے کوئی قرابت نہ رکھتا ہو اور ان کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگر چہ نزدیکی قرابت رکھتا ہو۔ (ح 96/837)

ایک شخص کو انا للہ و انا الیہ راجعون (ہم اللہ کے ہیں اور ہمیں اللہ کی طرف پلٹنا ہے) کہتے ہوئے سنا تو فرمایا ہمارا یہ کہنا کہ ''ہم اللہ کے ہیں'' اس کے مالک ہونے کا اعتراف ہے اور یہ کہنا کہ ''ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے'' یہ اپنے لیے فنا کا اقرار ہے۔ (ح 99/838)

یہ دنیا منہ زوری دکھانے کے بعد پھر ہماری طرف جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اونٹنی اپنے بچے کی طرف جھکتی ہے۔
اس کے بعد حضرتؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔" ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہیں کو اس زمین کا مالک بنائیں"۔(ح209/872)

قناعت سے بڑھ کر کوئی سلطنت اور خوش خلقی سے بڑھ کر کوئی عیش و آرام نہیں ہے حضرتؑ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ہم اس کو پاک و پاکیزہ زندگی دیں گے آپؑ نے فرمایا کہ وہ قناعت ہے۔(ح229/877)

خداوند کے ارشاد کے مطابق کہ اللہ تمہیں عدل و احسان کا حکم دیتا ہے فرمایا عدل انصاف ہے اور احسان لطف و کرم ہے۔(ح231/878)

اس امت کے بہترین شخص کے بارے میں بھی اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ گھاٹا اٹھانے والے لوگ ہی اللہ کے عذاب سے مطمئن ہو بیٹھے ہیں۔

اور اس امت کے بدترین آدمی کے بارے بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ کیونکہ ارشاد الٰہی ہے کہ خدا کی رحمت سے کافروں کے علاوہ کوئی اور ناامید نہیں ہوتا۔(ح377/929)

(زہد کی مکمل تعریف قرآن کے دو جملوں میں ہے) ارشاد الٰہی ہے۔ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اس پر رنج نہ کرو اور جو چیز خدا تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں لہٰذا جو شخص جانے والی چیز پر افسوس نہیں کرتا اور آنے والی چیز پر اتراتا نہیں اس نے زہد کو دونوں سمتوں سے سمیٹ لیا۔(ح439/945)

لوگوں پر ایک ایسا گزند پہنچانے والا دور آئے گا جس میں مال دار اپنے مال میں بخل کرے گا حالانکہ اسے یہ حکم نہیں چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے آپس میں حسنِ سلوک کو فراموش نہ کرو اس زمانہ میں شریر لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور نیکوکار ذلیل و خوار سمجھے جائیں گے اور مجبور و بے بس لوگوں سے خرید و فروخت کی جائے گی حالانکہ رسول اللہؐ نے مجبور و مضطر لوگوں سے (اونے پونے) خریدنے کو منع کیا ہے۔(ح468/952)

تیسری فصل

اسلام

1۔ اسلام
2۔ مسلم اور مسلمان
3۔ ایمان اور مومن
4۔ احکام کے علل
5۔ جہاد بالنفس
6۔ جہاد کی ترغیب وتحریص
7۔ جہاد کی تعلیمات
8۔ فلسفہء جہاد
9۔ عقد صلح
10۔ تقیہ
11۔ نماز
12۔ اوقات نماز
13۔ نماز جماعت
14۔ مناجات اور نماز شب
15۔ روزہ
16۔ زکوٰۃ
17۔ حج وکعبہ
18۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
19۔ احکام فقہ میں سے چند حکم
20۔ شیطان
21۔ موت، قبر اور اس کے مابعد
22۔ قیامت
23۔ جنت اور جہنم

اسلام

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے کہ جس نے شریعت اسلام کو جاری کیا اور اس (کے سرچشمہ) ہدایت پر اترنے والوں کے لیے اس کے قوانین کو آسان کیا اور اس کے ارکان کو حریف کے مقابلے میں غلبہ و سرفرازی دی چنانچہ جو اس سے وابستہ ہو اس کے لیے امن جو اس میں داخل ہو اس کے لیے صلح و آشتی جو اس کی بات کرے اس کے لیے دلیل جو اس کی مدد لے کر مقابلہ کرے اس کے لیے اس کو گواہ قرار دیا ہے اور اس سے کسب ضیاء کرنے والے کے لیے فہم و دانش، غور کرنے والے کے لیے (روشن) نشانی، ارادہ کرنے والے کے لیے بصیرت، نصیحت قبول کرنے والے کے لیے اطمینان، ہر چیز اسے سونپ دینے والے کے لیے راحت، صبر کرنے والے کے لیے سپر بنا دیا ہے۔ وہ تمام سیدھی راہوں میں زیادہ روشن اور تمام عقیدوں میں زیادہ واضح ہے اس کے مینار بلند، راہیں درخشاں اور چراغ روشن ہیں۔ اس کا میدان (عمل) باوقار اور مقصد و غایت بلند ہے۔ اس کے میدان میں تیز رفتار گھوڑوں کا اجتماع ہے اس کی طرف بڑھنا مطلوب و پسندیدہ ہے اس کے شاہسوار عزت والے اور اس کا راستہ اللہ و رسولؐ کی تصدیق ہے اور اچھے اعمال (راستے کے) نشانات ہیں، دنیا گھڑ دوڑ کا میدان اور موت پہنچنے کی حد اور قیامت گھوڑوں کے جمع ہونے کی جگہ اور جنت بڑھنے کا انعام ہے۔ (خ104/315)

اور اسلام کا لبادہ پوستین کی طرح الٹا اوڑھا جائے گا۔ (خ106/321)

اللہ نے تمہیں اسلام کے لیے مخصوص کر لیا ہے اور اس کے لیے تمہیں چھانٹ لیا ہے اور یہ اس طرح کہ اسلام سلامتی کا نام اور عزت انسانی کا سرمایہ اس کی راہ کو اللہ نے تمہارے لیے چن لیا ہے اور اس کے کھلے ہوئے احکام اور چھپی ہوئی حکمتوں سے اس کے دلائل واضح کر دیئے ہیں۔ نہ اس کے عجائبات مٹنے والے ہیں اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں اسی میں نعمتوں کی بارشیں اور تاریکیوں کے چراغ ہیں اسی کی کنجیوں سے نیکیوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اسی کے چراغوں سے تیرگیوں کا دامن چاک کیا جاتا ہے خدا نے اس کے ممنوعہ مقامات سے روکا ہے اور اس کی چراگاہوں میں چرنے کی اجازت دی ہے، شفا چاہنے والوں کے لیے اس میں شفا اور بے نیازی چاہنے والوں کے لیے اس میں بے نیازی ہے۔ (خ150/410)

اللہ سبحانہ نے اس گھر کو اسلام کا نشان، پناہ چاہنے والوں کے لیے حرم بنایا۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ہماری نیتوں کی سچائی دیکھ لی تو اس نے ہمارے دشمنوں کو ذلیل ورسوا کیا اور ہماری نصرت و تائید فرمائی یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ پر جم گیا اور اپنی منزل پر برقرار ہو گیا۔ خدا کی قسم! اگر ہم بھی تمہاری طرح کرتے تو نہ کبھی دین کا ستون گرتا اور نہ ایمان کا تنا برگ و بار لاتا۔ (خ 1/92)

اور وہ لوگ کہاں ہیں کہ جنہیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ (خ 119/349)

مگر اب ہم کو ان لوگوں سے کہ جو اسلام کی رو سے ہمارے بھائی کہلاتے ہیں جنگ کرنا پڑ گئی ہے چونکہ (ان کی وجہ سے) اس میں گمراہی، کجی، شبہات اور غلط سلط تاویلات داخل ہو گئے ہیں۔ (خ 120/352)

اور جو ان کے بارے میں اللہ کا حق (حد شرعی) تھا اسے جاری کیا مگر انہیں اسلام کے حق سے محروم نہیں کیا۔ (ک 125/365)

اور اسلام سے علیحدگی اختیار کر لی جائے گی اس سے الگ تھلگ رہنے والا بھی اس میں مبتلا ہو جائے گا اور اس سے نکل بھاگنے والا بھی اپنے قدم اس سے باہر نہ نکال سکے گا۔ (خ 149/408)

خدا کی قسم! یا تو تمہیں (یہ اطاعت) کرنا ہو گی یا اللہ اسلامی اقتدار تم سے منتقل کر دے گا اور پھر کبھی تمہاری طرف نہیں پلٹائے گا یہاں تک کہ یہ اقتدار دوسروں کی طرف رخ موڑ لے گا۔ (خ 167/458)

اور یہی جہالتوں کی تلافی کرنے والا پیغام دے کر بھیجا اور ان کے ذریعے سے (شریعت کی) نامعلوم راہیں آشکار کیں اور غلط سلط بدعتوں کا قلع قمع کیا اور قرآن و سنت میں بیان کیے ہوئے احکام واضح کیے تو اب جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے تو اس کی بدبختی مسلّم، اس کا شیرازہ درہم و برہم اور اس کا منہ بل گرنا سخت (و ناگزیر) اور انجام طویل حزن اور مہلک عذاب ہے۔ (خ 159/435)

اسلام کی ایک حد ہے تم اس حد و انتہا تک پہنچو۔ (خ 174/474)

دیکھو! تم نے اسلام کی پابندیاں توڑ دیں اور اس کی حدیں بیکار کر دیں اور اس کے احکام سرے سے ختم کر دیئے۔ (خ 190/543)

پھر یہ کہ اسلام ہی وہ دین ہے جسے اللہ نے اپنے پہچوانے کے لیے پسند کیا اور اپنی نظروں کے سامنے اس کی دیکھ بھال کی۔ اس کی تبلیغ کے لیے بہترین خلق کا انتخاب فرمایا اپنی محبت پر اس کے ستون کھڑے کیے اس کی برتری کی وجہ سے تمام دینوں کو سرنگوں کیا اور اس کی عزت و بزرگی کے ذریعہ حوضوں کو بھر دیا پھر یہ کہ اسے اس طرح مضبوط کیا کہ اس کے بندھنوں کے لیے شکست و ریخت نہیں نہ اس کے حلقہ (کی کڑیاں) الگ الگ ہو سکتی ہیں، نہ اس کی بنیاد گر سکتی ہے، نہ اس کے ستون

اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، نہ اس کا درخت اکھڑ سکتا ہے، نہ اس کی مدت ختم ہو سکتی ہے، نہ اس کے قوانین محو ہوتے ہیں، نہ اس کی شاخیں کٹ سکتی ہیں، نہ اس کی راہیں تنگ، نہ اس کی آسانیاں دشوار ہیں، نہ اس کے سفید دامن پر سیاہی کا دھبہ ہے، نہ اس کی استقامت میں پیچ وخم، نہ اس کی لکڑی میں کجی، نہ اس کی کشادہ راہ میں کوئی دشواری ہے، نہ اس کے چراغ گل ہوتے ہیں، نہ اس کی خوشگواریوں میں تلخیوں کا گزر ہوتا ہے۔ اسلام ایسے ستونوں پر حاوی ہے جس کے پائے اللہ نے حق کی (سرزمین) پر قائم کیے ہیں اور ان کی اساس و بنیاد کو استحکام بخشا ہے اور ایسے سرچشمے ہیں جن کے چشمے پانی سے بھرپور اور ایسے چراغ ہیں جن کی لوئیں ضیاء بار ہیں ایسے مینار ہیں جن کی روشنی میں مسافر قدم بڑھاتے ہیں اور ایسے نشان ہیں کہ جن کی سیدھی راہوں کا قصد کیا جاتا ہے اور ایسے گھاٹ ہیں کہ جن پر اترنے والے سیراب ہوتے ہیں اللہ نے اسلام میں اپنی انتہائے رضامندی بلند ترین ارکان کو قرار دیا ہے۔ (خ196/568)

حالانکہ تم اسلام کے رہے سہے افراد اور مسلمانوں کا بقیہ ہو۔ (خ178/482)

اور ہماری دعوت اسلام ایک تھی۔ (ر58/783)

اسلام کی رسیوں کو مستحکم کیا۔ (خ183/501)

وہ حکمت کی سپر پہنے ہوگا اور اس کو اس کے تمام شرائط و آداب کے ساتھ حاصل کیا ہوگا (جو یہ ہیں کہ) ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو اس کی اچھی طرح شناخت ہو اور دل علائق دنیا سے خالی ہو چنانچہ وہ اس کے نزدیک اس کی گمشدہ چیز اور اسی کی حاجت و آرزو ہے کہ جس کا وہ طلبگار و خواستگار ہے وہ اس وقت نظروں سے اوجھل ہو کر غریب و مسافر ہوگا کہ جب اسلام عالم غربت میں اور مثل اس اونٹ کے ہوگا جو تھکن سے اپنی دم زمین پر مارتا ہو اور گردن کا اگلا حصہ زمین پر ڈالے ہوئے ہو وہ اللہ کی باقی ماندہ حجتوں کا بقیہ اور انبیاءؑ کے جانشینوں میں سے ایک وارث و جانشین ہے۔ (خ180/489)

ان دنوں کی مہلت غنیمت جانو اور (اسلامی شہروں کی) سرحدوں کو گھیر لو۔ (خ235/644)

وہ اسلام کے ستون ہیں۔ (خ236/645)

ایک تو وہ جس کا ظاہر کچھ ہے باطن کچھ۔ وہ ایمان کی نمائش کرتا ہے اور مسلمانوں کی وضع قطع بنا لیتا ہے۔ اور اپنی اطاعت کی اونچی سطح کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ کے نزدیک اس کے ستون مضبوط، اس کی عمارت سربلند، دلیلیں روشن اور ضیائیں نور پاش ہیں اس کی سلطنت غالب اور مینار بلند ہیں اور اس کی بیخ کنی دشوار ہے اس کی عزت و وقار باقی رکھو اس کے (احکام کی) پیروی کرو اس کے حقوق ادا کرو اور اس کے (ہر حکم کو) اس کی جگہ پر قائم کرو۔ (ک196/569)

اے لوگو! وہ زمانہ تمہارے سامنے آنے والا ہے کہ جس میں اسلام کو اس طرح اندھا کیا جائے گا جس طرح برتن کو

(ان چیزوں سمیت جو اس میں ہوں) الٹ دیا جائے۔ (خ101/311)

اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خدا، احکام شرع اور حلال وحرام تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے تم پر اس طرح مشتبہ نہ ہو جائیں جیسے ان پر مشتبہ ہوگئی ہیں باوجودیکہ ان غلط عقائد کا تذکرہ تم سے مجھے ناپسند تھا مگر اس پہلو کو مضبوط کر دینا تمہارے لیے مجھے بہتر معلوم ہوا، اس سے کہ تمہیں ایسی صورت حال کے سپرد کر دوں جس میں مجھے تمہارے لیے ہلاکت وتباہی کا خطرہ ہے۔ (وص31/707)

حاشا کلا یہ کہاں ہوسکتا ہے کہ تم میرے بااقتدار ہونے کے بعد مسلمانوں کے حل وعقد کے مالک بنو یا میں تمہیں کسی ایک شخص پر بھی حکومت کا پروانہ یا دستاویز لکھ دوں خیراب کے سہی اپنے نفس کو بچاؤ اور اس کی دیکھ بھال کرو کیونکہ اگر تم نے اس وقت تک کوتاہی کی کہ جب خدا کے بندے تمہارے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوئے پھر تمہاری ساری راہیں بند ہو جائیں گی اور جو صورت تم سے آج قبول کی جاسکتی ہے اس وقت قبول نہ کی جائیگی۔ والسلام (ر65/796)

اور اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ (ح369/925)

کوئی شرف اسلام سے بلند تر نہیں۔ (ح371/926)

یہ جانے رہو کہ تم (جہالت ونادانی) کو خیر باد کہہ دینے کے بعد پھر صحرائی بدو اور باہمی دوستی کے بعد پھر مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہو اسلام سے واسطہ تمہارا نام کا رہ گیا ہے اور ایمان سے چند ظاہری لکیروں کے علاوہ تمہیں کچھ بھائی نہیں دیتا۔ تمہارا قول یہ ہے کہ آگ میں کود پڑیں گے مگر عار قبول نہ کریں گے گویا تم یہ چاہتے ہو کہ اسلام کی ہتک حرمت اور اس کا عہد توڑ کر اسے منہ کے بل اوندھا کر دو وہ عہد کہ جسے اللہ نے زمین میں پناہ اور مخلوقات میں امن قرار دیا ہے۔

دیکھو! تم نے اسلام کی پابندیوں توڑ دیں اور اس کی حدیں بیکار کر دیں اور اس کے احکام سرے سے ختم کر دیئے۔

اس وقت رسول اللہؐ اور (ام المومنینؑ) خدیجہؑ کے گھر کے علاوہ کسی اور کی چار دیواری میں اسلام نہ تھا البتہ میرا گھر ان میں ہی تھا میں وحی رسالت کا نور دیکھتا تھا اور نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا۔ (خ190/542,543,545)

مگر یہ کہ اس کے پاس گھوڑا یا ہتھیار ہو کہ جو اہل اسلام کے خلاف استعمال ہونے والا ہو اس لیے کہ یہ الٰہی چیز ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اس کو دشمن اسلام کے ہاتھوں رہنے دے کہ جو مسلمانوں پر غلبہ کا سبب بن جائے۔ (ر51/752)

پھر اپنے عہدہ داروں کے بارے میں نظر رکھنا ان کو خوب آزمائش کے بعد منصب دینا کبھی صرف رعایت اور

جانبداری کی بنا پر انہیں منصب عطا نہ کرنا اس لیے کہ یہ باتیں ناانصافی اور بے ایمانی کا سر چشمہ ہیں۔

اور ایسے لوگوں کو منتخب کرنا جو آزمودہ و غیرت مند ہوں ایسے خاندانوں سے جو اچھے ہوں اور جن کی خدمات اسلام کے لیے پہلے سے ہوں کیونکہ ایسے لوگ بلند اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں حرص اور طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور عواقب و نتائج پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔

اور ایک حصہ ہر شہر کے اس غار میں سے دینا جو اسلامی غنیمت کی زمینوں سے حاصل ہوا ہو۔ (ر 53/764,769)

مگر ایک دم میرے سامنے یہ منظر آیا کہ مرتد ہونے والے اسلام سے مرتد ہو کر محمدؐ کے دین کو مٹا ڈالنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اب میں ڈرا کہ اگر کوئی رخنہ یا خرابی دیکھتے ہوئے اسلام اور اہل اسلام کی مدد نہ کروں تو یہ میرے لیے اس سے بڑھ کر مصیبت ہوگی جتنی یہ مصیبت کہ تمہاری یہ حکومت میرے ہاتھ سے چلی جائے جو تھوڑے دنوں کا اثاثہ ہے اس (میں) ہر چیز زائل ہو جائے گی اس طرح جیسے سراب بے حقیقت ثابت ہوتا ہے یا جس طرح بدلی چھٹ جاتی ہے چنانچہ میں ان بدعتوں کے ہجوم میں اٹھ کھڑا ہوا یہاں تک کہ باطل دب کر فنا ہو گیا اور دین محفوظ ہو کر تباہی سے بچ گیا۔

مگر مجھے اس کی فکر ہے کہ اس قوم پر حکومت کریں بدمغز اور بدکردار لوگ اور وہ اللہ کے مال کو اپنی املاک اور اس کے بندوں کو غلام بنالیں نیکوں سے برسر پیکار رہیں اور بدکرداروں کو اپنے جتھے میں رکھیں کیونکہ ان میں بعض کا مشاہدہ تمہیں ہو چکا ہے کہ اس نے تمہارے اندر شراب نوشی کی اور اسلامی حد کے سلسلہ میں اسے کوڑے لگائے گئے اور ان میں ایسا شخص بھی ہے جو اس وقت تک اسلام نہیں لایا جب تک اسے آمدنیاں نہیں ہوئیں۔ (ر 62/787)

میں اسلام کی ایسی صحیح تعریف بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کی اسلام سر تسلیم خم کرنا ہے اور سر تسلیم جھکانا یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اعتراف ہے اور اعتراف فرض کی بجا آوری ہے اور فرض کی بجا آوری عمل ہے۔ (ح125/847)

مسلم اور مسلمان

ہر شخص کے مقسوم میں جو کم یا زیادہ ہوتا ہے اسے لے کر فرمان قضا آسمان سے زمین پر اس طرح اترتے ہیں جس طرح بارش کے قطرات۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے اہل و مال اور نفس میں فراوانی و وسعت پائے تو یہ چیز اس کے لیے کبیدگی خاطر کا سبب نہ بنے جب تک کوئی مرد مسلمان کسی ایسی ذلیل حرکت کا مرتکب نہیں ہوتا کہ جو ظاہر ہو جائے تو اس کے تذکرہ سے اسے آنکھیں نیچی کرنا پڑیں اور جس سے ذلیل آدمیوں کی جرأت بڑھے وہ اس کامیاب جواری کی مانند ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے مرحلے پر ہی ایسی جیت کا متوقع ہوتا ہے جس سے اسے فائدہ حاصل ہو اور پہلے نقصان بھی ہو چکا ہے تو وہ دور ہو جائے اسی طرح وہ مسلمان جو بددیانتی سے پاک دامن ہو وہ اچھائیوں میں سے ایک کا منتظر رہتا ہے یا اللہ کیطرف سے بلاوا آئے تو اس شکل میں اللہ کے یہاں کی نعمتیں ہی اس کے لیے بہتر ہیں اور یا اللہ کی طرف سے دنیا کی نعمتیں حاصل ہوں تو اس صورت میں اس کا مال بھی اور اولاد بھی، پھر اس کا دین اور عزت نفس بھی برقرار رہے بیشک مال و اولاد دنیا کی کھیتی اور عمل صالح آخرت کی کشت زار ہے اور بعض کے لیے اللہ ان دونوں چیزوں کو یکجا کر دیتا ہے۔ (خ 23/159)

اور مجھے تو یہ اطلاعات بھی مل چکی ہیں کہ اس جماعت کا ایک آدمی مسلمان اور ذمی عورتوں کے گھروں میں گھس جاتا تھا اور ان کے پیروں سے کڑے (ہاتھوں سے کنگن) اور گلوبند اور گوشوارے اتار لیتا تھا اور ان کے پاس اس سے حفاظت کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا سوا اس کے کہ انا للہ و انا الیہ راجعون کہتے ہوئے صبر سے کام لیں یا خوشامدیں کر کے اس سے رحم کی التجا کریں وہ لدے پھندے ہوئے پلٹ گئے نہ کسی کے زخم آیا نہ کسی کا خون بہا اب اگر کوئی مسلمان ان سانحات کے بعد رنج و ملال سے مر جائے تو اسے ملامت نہیں کی جا سکتی بلکہ میرے نزدیک ایسا ہی ہونا چاہئے۔ (خ 27/167)

اے گروہ مسلمین! خوف خدا کو اپنا شعار بناؤ۔ اطمینان و وقار کی چادر اوڑھ لو اور اپنے دانتوں کو بھینچ لو اس سے تلواریں سروں سے اچٹ جایا کرتی ہیں۔ (ک 64/221)

تم جانتے ہو کہ مجھے اوروں سے زیادہ خلافت کا حق پہنچتا ہے خدا کی قسم! جب تک مسلمانوں کے امور کا نظم و نسق برقرار رہے گا اور صرف میری ہی ذات ظلم و جور کا نشانہ بنتی رہے گی میں خاموشی اختیار کرتا رہوں گا تاکہ (اس صبر پر) اللہ سے اجر و ثواب طلب کروں اور اس زیب و زینت اور آرائش کو ٹھکرا دوں جس پر تم مٹے ہوئے ہو۔ (خ 72/232)

میرے لیے یہ مناسب نہیں کہ میں لشکر، شہر، بیت المال، زمین کے خراج کی فراہمی، مسلمانوں کے مقدمات کا تصفیہ اور مطالبہ کرنے والوں کے حقوق کی دیکھ بھال چھوڑ دوں۔ (ک 117/346)

(اے لوگو!) تمہیں یہ معلوم ہے کہ ناموس، خون، مال غنیمت، (نفاذ) احکام اور مسلمانوں کی پیشوائی کے لیے کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حاکم ہو کیونکہ اس کا دانت مسلمانوں کے مال پر لگا رہے گا اور نہ کوئی جاہل کہ وہ انہیں اپنی جہالت کی وجہ سے گمراہ کرے گا اور نہ کوئی کج خلق کہ وہ تند مزاجی سے چرکے لگاتا رہے گا۔

اور نہ کوئی مال و دولت میں بے راہ روی کرنے والا کہ وہ کچھ لوگوں کو دے گا اور کچھ کو محروم کر دے گا اور نہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والا کہ وہ دوسروں کے حقوق کو رائیگاں کر دے گا اور انہیں انجام تک نہ پہنچائے گا اور نہ کوئی نسبت کو بیکار کر دینے والا کہ وہ امت کو تباہ و برباد کر دے گا۔ (ک 130/376)

تم اگر خود دشمنوں کی طرف بڑھے اور ان سے ٹکرائے اور کسی افتاد میں پڑ گئے تو اس صورت میں مسلمانوں کے لیے دور کے شہروں کے پہلے کوئی ٹھکانا نہ رہے گا اور نہ تمہارے لیے کوئی ایسی پلٹنے کی جگہ ہوگی کہ اس کی طرف پلٹ کر آسکو تم ان کی طرف (اپنے بجائے) کوئی تجربہ کار آدمی بھیجو اور اس کے ساتھ اچھی کارکردگی والے اور خیر خواہی کرنے والے لوگوں کو بھیج دو اگر اللہ نے غلبہ دے دیا تو تم یہی چاہتے ہو اور اگر دوسری صورت (شکست) ہوگئی تو تم لوگوں کے لیے ایک مددگار اور مسلمانوں کے لیے پلٹنے کا مقام ہوگا۔ (ک 132/381)

لیکن یہ جو تم کہتے ہو کہ وہ لوگ مسلمانوں سے لڑنے بھڑنے کے لیے چل کھڑے ہوئے ہیں تو اللہ ان کے بڑھنے کو تم سے زیادہ برا سمجھتا ہے اور وہ جسے برا سمجھے اس کے بدلنے (اور روکنے) پر بہت قدرت رکھتا ہے۔ (ک 144/397)

اور احد کے دن جب شہید ہونے والے مسلمان شہید ہو چکے تھے۔ (ک 154/421)

اس نے مسلمانوں کی عزت و حرمت کو تمام حرمتوں پر فضیلت دی اور مسلمانوں کے حقوق کو ان کے موقع محل پر اخلاص و توحید کے دامن سے باندھ دیا ہے چنانچہ مسلمان وہی ہے کہ جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں۔ مگر یہ کہ کسی حق کی بناء پر ان پر ہاتھ ڈالا جائے اور ان کو ایذاء پہنچانا جائز نہیں مگر جہاں واجب ہو جائے۔ (خ 165/455)

یہ لوگ بصرہ میں میرے (مقرر کردہ) عامل اور مسلمانوں کے بیت المال کے خزینہ داروں اور وہاں کے دوسرے باشندوں تک پہنچ گئے اور کچھ لوگوں کو قید کے اندر مار مار کے اور کچھ لوگوں کو حیلہ و مکر سے شہید کی۔ خدا کی قسم! اگر وہ مسلمانوں میں سے صرف ایک ناکردہ گناہ مسلمان کو عمداً قتل کرتے تو بھی میرے لیے جائز ہوتا کہ میں اس کے تمام لشکر کو قتل کر دوں کیونکہ وہ موجود تھے اور انہوں نے تو نہ اسے برا سمجھا اور نہ زبان اور ہاتھ سے اس کی روک تھام کی چہ جائیکہ انہوں نے مسلمانوں کے

اتنے آدمی قتل کر دیئے جتنی تعداد خود ان کے لشکر کی تھی جسے لے کر ان پر چڑھ دوڑے تھے۔ (خ170/462)

لہٰذا تم میں سے جس سے یہ بن پڑے کہ وہ اللہ کے حضور میں اس طرح پہنچے کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال سے پاک وصاف اور اس کی زبان ان کی آبروریزی سے محفوظ رہے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ (خ174/475)

کیونکہ میری جان کی قسم! یہ وہ لوگ ہیں کہ مومن ان کی لسٹوں میں تباہ و برباد اور کافر اس میں سالم و محفوظ رہے گا۔ (خ185/513)

تمہیں لازم ہے کہ اپنے دلوں میں چھپی ہوئی عصبیت کی آگ اور جاہلیت کے کینوں کو فرو کرو کیونکہ مسلمان میں یہ غرور خود پسندی شیطان کی وسوسہ اندازی، نخوت پسندی، فتنہ انگیزی اور افسوں کاری ہی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ (خ190/530)

کس چیز میں تمہارا حق تھا اور میں نے اسے دبا لیا ہو یا تمہارے حصہ میں کوئی چیز آتی ہو اور میں نے اس سے دریغ کیا ہو یا کسی مسلمان نے میرے سامنے کوئی دعویٰ پیش کیا ہو اور اس کا فیصلہ کرنے میں عاجز یا اس کے حکم سے جاہل رہا ہوں یا صحیح طریقہ کار سے خطا کی ہو۔

ایک تو وہ جس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ وہ ایمان کی نمائش کرتا ہے اور مسلمانوں کی سی وضع قطع بنا لیتا ہے۔ (ک203/581,589)

اور کہتا بھی یہی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے اگر مسلمانوں کو یہ خبر ہو جائے کہ اس کی یادداشت میں بھول چوک ہوگئی ہے تو وہ اس بات کو نہ مانتے اور اگر خود بھی اسے اس کا علم ہو جاتا تو اسے چھوڑ دیتا۔

اور اگر خود معلوم ہو جاتا کہ یہ منسوخ ہے تو وہ اسے چھپا دیتا اور مسلمانوں کو بھی اس کے منسوخ ہو جانے کی خبر ہوتی تو وہ بھی اسے نظر انداز کر دیتے۔ (ک208/590)

اور دیکھو! کسی مسلمان کو خوفزدہ نہ کرنا اور اس (کے املاک) پر اس طرح سے نہ گزرنا کہ اسے ناگوار گزرے اور جتنا اس کے مال میں اللہ کا حق نکلتا ہو اس سے زائد نہ لینا۔

اور انہیں کسی ایسے شخص کی امانت میں سونپنا جس کی دینداری پر تم کو اعتماد ہو کہ جو مسلمانوں کے مال کی نگہداشت کرتا ہو ان کے امیر تک پہنچا دے تا کہ وہ اس مال کو مسلمانوں میں بانٹ دے۔ (وص25/25)

بھلا مسلمان آدمی کے لیے اس میں کون سی عیب کی بات ہے کہ وہ مظلوم ہو جب کہ نہ وہ اپنے دین میں شک کرتا ہو نہ اس کا یقین ڈانواں ڈول ہو۔ (ر28/695)

میں نے اس کی طرف مسلمانوں کی ایک بھاری فوج روانہ کی تھی۔ (ر36/726)

وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اس مال غنیمت کو کہ جسے ان کے نیزوں (کی انیوں) اور گھوڑوں (کی ٹاپوں) نے جمع کیا تھا اور جس پر ان کے خون بہائے گئے تھے تم اپنی قوم کے ان بڑوں میں بانٹ رہے ہو جو تمہارے ہوا خواہ ہیں۔ دیکھو! وہ مسلمان جو میرے اور تمہارے پاس ہیں اس مال کی تقسیم میں برابر کے حصہ دار ہیں اسی اصول پر وہ اس مال کو میرے پاس لینے کے لیے آتے ہیں اور لے کر چلے جاتے ہیں۔(ر 43/733)

پھر جب رسول اللہ کی وفات ہوگئی تو ان کے بعد مسلمانوں نے خلافت کے بارے میں کھینچا تانی شروع کر دی۔(ر 62/727)

اور آج یہ ہے کہ ہم حق پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں اور تم فتنوں میں پڑ گئے ہو اور تم میں سے جو بھی اسلام لایا تھا۔ وہ مجبوری سے اور وہ اس وقت کہ تمام (اشراف عرب) اسلام لا کر رسول اللہؐ کے ساتھ ہو چکے تھے۔(ر 64/791)

حاشا کلا یہ ہو سکتا ہے کہ تم میرے با اقتدار ہونے کے بعد مسلمانوں کے حل و عقد کے مالک بنو یا میں تمہیں کسی ایک شخص پر بھی حکومت کا کوئی پروانہ یا دستاویز لکھ دوں۔(ر 65/796)

ایمان اور مومن

3

(کھلے خزانوں) اللہ کی مخالفت ہوتی تھی اور شیطان کو مدد دی جا رہی تھی ایمان بے سہارا تھا چنانچہ اس کے ستون گر گئے اس کے نشان تک پہچاننے میں نہ آتے تھے اس کے راستے مٹ گئے اور شاہراہیں اجڑ گئیں۔ (خ 2/99)

حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا تمہارا بھائی ہمیں دوست رکھتا ہے تو اس نے کہا کہ ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس موجود تھا بلکہ ہمارے اس لشکر میں وہ اشخاص موجود تھے جو ابھی مردوں کے صلب اور عورتوں کے شکم میں ہیں۔ عنقریب زمانہ انہیں ظاہر کرے گا اور ان سے ایمان کو تقویت پہنچے گی۔ (ک 12/131)

حالانکہ لوگوں کے لیے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ اچھا ہو یا برا (اگر اچھا ہوگا تو) مومن اس کی حکومت میں اچھے عمل کر سکے گا اور برا ہوگا تو کافر اس کے عہد میں لذائذ سے بہرہ اندوز ہوگا اور اللہ اس نظام حکومت میں ہر چیز کو اس کی آخری حدوں تک پہنچا دے گا اسی حاکم کی وجہ سے مال (خراج وغنیمت) جمع ہوتا ہے۔ دشمن سے لڑا جاتا ہے راستے پرامن رہتے ہیں اور قوی سے کمزور کا حق دلایا جاتا ہے یہاں تک کہ نیک حاکم (مر کر یا معزول ہو کر) راحت پائے اور برے حاکم کے مرنے یا معزول ہونے سے دوسروں کو راحت پہنچے۔ (ک 40/197)

خدا کی قسم! اگر ہم بھی تمہاری طرح کرتے تو نہ کبھی دین کا ستون گرتا اور نہ ایمان کا تنا برگ و بار لاتا۔ (خ 56/211)

میں نے خلافت کے آگے پردہ لٹکا دیا اور اس سے پہلو تہی کر لی اور سوچنا شروع کیا کہ اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ روکوں یا اس بھیانک تیرگی پر صبر کر لوں جس میں سن رسیدہ بالکل ضعیف اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے اور مومن اس میں جدوجہد کرتا ہوا اپنے پروردگار کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ (خ 3/101)

اور ایمان کی طرف رہنمائی کا بدلہ نہیں اتار سکتے۔ (خ 52/208)

جہاں تک برا کہنے کا تعلق ہے مجھے برا کہہ لینا اس لیے کہ یہ میرے لیے پاکیزگی کا سبب اور تمہارے لیے دشمنوں سے نجات پانے کا باعث ہے۔ لیکن (دل سے) بیزاری اختیار نہ کرو اس لیے کہ میں (دین) فطرت پر پیدا ہوا ہوں اور ایمان و

ہجرت میں سابق ہوں۔ (ک212/57)

کیا میں اللہ پر ایمان لانے اور رسول اللہؐ کے ساتھ ہو کر جہاد کرنے کے بعد۔ (ک213/58)

اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص ہوتی ہیں۔

نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ ایام کے دور میں نماز اور روزہ انہیں چھوڑنا پڑتا ہے۔ (خ237/78)

میں نے تمہارے درمیان ایمان کا جھنڈا گاڑا، حلال و حرام کی حدود بتائیں۔ (خ261/85)

مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم کہتے ہو علیؑ کذب بیانی کرتے ہیں۔ خدا تمہیں ہلاک کرے (بتاؤ) میں کس پر جھوٹ باندھ سکتا ہوں کیا اللہ پر؟ تو میں سب سے پہلے اس پر ایمان لانے والا ہوں۔ (خ228/69)

اور ایمان کے ٹھوس عقیدے ان کے لیے اللہ کی معرفت کا وسیلہ بن گئے ہیں۔ (خ276/89)

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے کچھ تو ان میں سے شہید ہوں گے جن کا بدلہ نہ لیا جا سکے گا اور کچھ خوف زدہ ہوں گے جو اپنے لیے پناہ ڈھونڈے پھریں گے انہیں قسموں اور ظاہری زبان کی فریب کاریوں سے دھوکا دیا جائے گا۔ (خ408/149)

بلاشبہ چوپاؤں کا مقصد پیٹ (بھرنا) اور درندوں کا مقصد دوسروں پر حملہ آور ہونا اور عورتوں کا مقصد اس پست دنیا کو بنانا سنوارنا اور فتنے اٹھانا ہی ہوتا ہے مومن وہ ہیں جو تکبر و غرور سے دور ہوں مومن وہ ہیں جو خائف و ترساں ہوں مومن وہ ہیں جو ہراساں ہوں۔ (خ414/151)

ایمان کی راہ سب راہوں سے واضح اور سب چراغوں سے زیادہ نورانی ہے ایمان سے نیکیوں پر استدلال کیا جاتا ہے اور نیکیوں سے ایمان پر دلیل لائی جاتی ہے ایمان سے علم کی دنیا آباد ہوتی ہے اور علم کی بدولت موت سے ڈرایا جاتا ہے اور موت سے دنیا کے سارے جھنجٹ ختم ہو جاتے ہیں اور دنیا سے آخرت حاصل کی جاتی ہے مخلوقات کے لیے قیامت سے ادھر کوئی منزل نہیں وہ اسی میدان میں انتہاء کی حد تک پہنچنے کے لیے دوڑ لگانے والی ہیں۔ (ک420/154)

خدا کی قسم! میں نے کسی پرہیزگار کو نہیں دیکھا کہ تقوی اس کے لیے مفید ثابت ہوا ہو جب تک کہ اس نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی ہو۔ مومن کی زبان اس کے دل کے اور منافق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے کیونکہ جب کوئی بات کہنا چاہتے ہیں تو پہلے اسے دل میں سوچ لیتا ہے اگر وہ اچھی بات ہوتی ہے تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر بری ہوتی ہے تو اسے پوشیدہ ہی رہنے دیتا ہے اور منافق کی زبان پر جو آتا ہے کہہ دیتا ہے اسے یہ کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کون سی بات اس کے حق میں مفید ہے اور کون سی بات مضر ہے رسول اللہؐ نے فرمایا کسی بندے کا ایمان اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک اس کا دل مستحکم نہ ہو اور دل اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک زبان مستحکم نہ ہو لہٰذا تم میں سے جس سے یہ بن پڑے کہ وہ اللہ کے حضور میں اس طرح

پہنچے کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال سے پاک وصاف اور اس کی زبان ان کی آبروریزی سے محفوظ رہے تو اسے ایسا ہی کر لینا چاہیے۔خدا کے بندو! یاد رکھو کہ مومن اس سال بھی اس چیز کو حلال سمجھتا ہے جسے پارسال حلال سمجھ چکا تھا۔(خ174/475)

اسلام کی رسیوں اور ایمان کے بندھنوں کو مستحکم کیا۔(خ183/501)

اسلام سے تمہارا واسطہ نام کو رہ گیا ہے اور ایمان سے چند ظاہری لکیروں کے علاوہ تمہیں کچھ بجھائی نہیں۔(خ190/542)

وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکوٰۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعے سے محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں کی (طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے، ان کی آنکھوں کو عجز و شکستگی سے جھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع کرتا ہے نماز میں نازک چہروں کو عجز و نیازمندی کی بنا پر خاک آلودہ کیا جاتا ہے اور روزوں میں ازروئے فرمانبرداری پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کی پیداوار وغیرہ کو فقراء اور مساکین تک پہنچایا جاتا ہے۔(خ190/537)

کہ جب مومن کے لیے بطریق حلال ایک درہم حاصل کرنے سے تلوار کا وار کھانا آسان ہوگا۔(خ185/513)

حضرتؑ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ ایمان کی تعریف کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کل میرے پاس آنا تاکہ میں تمہیں اس موقع پر بتاؤں کہ دوسرے لوگ بھی سن سکیں اگر تم بھول جاؤ تو دوسرے یاد رکھیں اس لیے کہ کلام بھڑکے ہوئے شکار کے مانند ہوتا ہے ایک کی گرفت میں آجاتا ہے، دوسرے کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔(خ185/513)

اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ جس وقت اس نے نبیوںؑ کو مبعوث کیا تو ان کے لیے سونے کے خزانوں اور خالص طلاء کے کانوں کے منہ کھول دیتا اور باغوں کی کشت زاروں کو ان کے لیے مہیا کر دیتا اور فضا کے پرندوں کے ہمراہ کر دیتا، اس نے ان پتھروں ہی کو اپنا محترم گھر قرار دیا ہے کہ جسے لوگوں کے لیے (امن کے) قیام کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور خبریں اکارت ہو جاتیں اور آزمائش میں پڑنے والوں کا اجر اس طرح کے ماننے والوں کے لیے ضروری نہ رہتا اور نہ ایسے ایمان لانے والے نیک کردار جزا کے مستحق رہتے اور نہ الفاظ اپنے معنی کا ساتھ دیتے لیکن اللہ سبحانہ نے اپنے رسولوںؑ کو ارادوں میں قوی اور آنکھوں کو دکھائی دینے والے ظاہری حالات میں کمزور و ناتواں قرار دیا ہے اور انہیں ایسی طاقت سے سرفراز کرتا ہے جو (دیکھنے اور سننے والوں کے) دلوں اور آنکھوں کو بے نیازی سے بھر دیتی ہے اور ایسا افلاس ان کے دامن سے وابستہ کرتا ہے کہ جس سے ان کی آنکھوں کو دیکھ کر اور کانوں کو سن کر اذیت ہوتی ہے۔

اور تم کو لازم ہے کہ گذشتہ زمانہ کے اہل ایمان کے وقائع اور حالات میں غور وفکر کرو کہ (صبر آزما) ابتلاؤں اور (جانکاہ) مصیبتوں میں ان کی کیا حالت تھی کیا وہ ساری کائنات سے زیادہ گرانبار تمام لوگوں سے زیادہ مبتلائے تعب ومشقت اور دنیا جہاں سے زیادہ تنگی وضیق کے عالم میں نہ تھے؟ کہ جنھیں دنیا کے فرعون نے اپنا غلام بنا رکھا تھا اور انہیں سخت سے سخت اذیتیں پہنچاتے اور تلخیوں کے گھونٹ پلاتے تھے اور ان کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ وہ تباہی وہلاکت کی ذلتوں اور غلبہ وتسلط کی قہرسامانیوں میں گھرے چلے جارہے تھے نہ انہیں بچاؤ کی کوئی تدبیر اور نہ روک تھام کا کوئی ذریعہ سوجھتا تھا یہاں تک کہ جب اللہ سبحانہ نے یہ دیکھا کہ یہ میری محبت میں اذیتوں پر پوری کدوکاوش سے صبر کئے جارہے ہیں اور میرے خیال سے مصیبتوں کو جھیل رہے ہیں تو ان کے لیے مصیبت وابتلاء کی تنگنائے سے وسعت کی راہیں نکالیں اور ان کی ذلت کو عزت اور خوف وہراس کو امن سے بدل دیا چنانچہ وہ تخت فرمانروائی پر سلطان اور مسند ہدایت پر رہنما ہوئے اور انہیں امیدوں سے بڑھ چڑھ کر اللہ کیطرف سے عزت وسرفرازی حاصل ہوئی۔ (خ 190/533,235,239)

وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ جس میں وہ خوابیدہ مومن ہی بچ کر نکل سکے گا کہ جو سامنے آنے پر جانا پہچانا نہ جائے اور نگاہ سے اوجھل ہونے پر اسے ڈھونڈھا نہ جائے۔ یہی لوگ تو ہدایت کے جگمگاتے چراغ اور شب پیمائیوں میں روشن نشان ہیں، نہ وہ ادھر ادھر کچھ لگاتے پھرتے ہیں، نہ لوگوں کی برائیاں اچھالتے ہیں اور نہ ان کے راز فاش کرتے ہیں اللہ انہیں لوگوں کے لیے رحمت کے دروازے کھول دے گا اور ان سے اپنے عذاب کی سختیاں دور رکھے گا۔ (خ 101/310)

آنکھیں اسے کھلم کھلا نہیں دیکھتیں بلکہ دل ایمانی حقیقتوں سے اسے پہچانتے ہیں۔ (خ 177/481)

اور ہم اس شخص کی طرح اس پر ایمان رکھتے ہیں جو یقین کے ساتھ اس سے آس لگائے ہو اور ایمان (کامل) کے ساتھ اس کی طرف رجوع ہو۔ (ک 180/485)

ایک ایمان تو وہ ہوتا ہے جو دلوں میں جما اور برقرار ہوتا ہے اور ایک وہ جو دلوں اور سینے (کی تہوں میں) ایک مقررہ مدت تک عاریۃً ہوتا ہے لہٰذا اگر کسی ایک میں تمہیں برائی ایسی نظر آئے جس سے تمہیں اظہار بیزاری کرنا پڑے تو اسے اس وقت تک موقوف رکھو کہ اس شخص کی موت آجائے اس موقع پر اظہار بیزاری اپنی حد پر واقع ہوگی۔ (ک 187/516)

ہم اس شخص کے مانند اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جس نے غیب کی چیزوں کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا ہو اور وعدہ کی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہو چکا ہو ایسا ایمان کہ جس کے خلوص نے شرک کو اور یقین نے شک کو دور پھینک دیا ہو۔ (خ 112/337)

صحیح رائے یہ ہے کہ ان کی بات مان لی جائے اور ان کی گلوخلاصی کی جائے تو میں نے تم سے کہا تھا اس چیز کے باہر ایمان اور اندر کینہ وعناد ہے اس کی ابتداء شفقت ومہربانی اور نتیجہ ندامت و پشیمانی ہے۔

ہم (جنگوں میں) رسول اللہؐ کے ساتھ تھے اور قتل ہونے والے وہی تھے جو ایک دوسرے کے باپ، بیٹے بھائی اور رشتہ دار ہوتے تھے لیکن ہر مصیبت اور سختی میں ہمارا ایمان بڑھتا تھا۔(ک 120/351)

ایمان والے دبکے پڑے ہیں اور گمراہیوں اور جھٹلانے والوں کی زبانیں کھلی ہوئی ہیں۔(خ 152/415)

وہ ایمان کا معدن اور مرکز ہے اس سے علم کے چشمے پھوٹتے اور دریا بہتے ہیں اس میں عدل کے چمن اور انصاف کے حوض ہیں۔(خ 196/570)

تم میں سے مومن (کامل) کو اس طرح چن لے گی جس طرح پرندہ باریک دانوں میں سے موٹے دانے کو چن لیتا ہے۔(خ 106/320)

ایمان میں یقین واستواری۔(خ 191/556)

اس عہد نامہ کا ایک حصہ یہ ہے ہدایت کا امام اور ہلاکت کا پیشوا پیغمبر کا دشمن برابر نہیں ہو سکتے مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں نہ مومن سے کھٹکا ہے اور نہ مشرک سے کیونکہ مومن کی اللہ اس کے ایمان کی وجہ سے (گمراہ کرنے سے) حفاظت کرے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی وجہ سے ذلیل وخوار کرے گا۔(کہ کوئی اس کی بات پر کان نہ دھرے گا) بلکہ مجھے تمہارے لیے ہر اس شخص سے اندیشہ ہے کہ جو دل سے منافق اور زبان سے عالم ہے کہتا وہ ہے جسے تم اچھا سمجھتے ہو اور کرتا وہ ہے جسے تم برا جانتے ہو۔(ر 27/691)

ایک تو وہ جس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔وہ ایمان کی نمائش کرتا ہے اور مسلمانوں کی سی وضع قطع بنا لیتا ہے۔(خ 589)

اور نہ ایمان سے متوحش۔(دعا 213/602)

اور نہ تو وہ مہاجر ہیں نہ انصار اور نہ ان لوگوں میں سے ہیں جو مدینہ میں فروکش تھے۔(ک 235/644)

اور ایمان کے ٹھوس عقیدے ان کے لیے اللہ کی معرفت کا وسیلہ بن گئے ہیں۔

وہ ایمان کے پابند ہیں انہیں اس کے بندھنوں سے کجی، روگردانی سستی یا کاہلی نے کبھی نہیں چھڑایا۔(خ 89/276)

ہمارے مومن ان سختیوں کی وجہ سے ثواب کے امیدوار تھے اور ہمارے کافر قرابت کی بنا پر حمایت ضروری سمجھتے تھے۔(ر 9/608)

اور اگر انکار کرے تو اس سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں کے طریقے سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہولیا ہے۔(ر 6/657)

تو بیان کرنے والا اپنے بھی وہ فضائل بیان کرے کہ مومنوں کے دل جن کا اعتراف کرتے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے ابراہیمؑ کے زیادہ حقدار وہ لوگ تھے جو ان کے پیروکار تھے اور یہ نبیؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا سرپرست ہے تو ہمیں قرابت کی وجہ سے بھی دوسروں پر فوقیت حاصل ہے اور اطاعت کی وجہ سے بھی ہمارا حق فائق ہے۔(ر 28/693)

کیا تمہارا قیامت پر ایمان نہیں؟(ر 41/431)

اور یاد رکھو! ایمان والوں میں سب سے افضل وہ ہے جو اپنی طرف سے اور اپنے اہل و عیال اور مال کی طرف سے خیرات کرے کیونکہ تم آخرت کے لیے جو کچھ بھی بھیج دو گے وہ ذخیرہ بن کر تمہارے لیے محفوظ رہے گا اور جو پیچھے چھوڑ جاؤ گے اس سے دوسرے فائدہ اٹھائیں گے۔(ر 69/800)

حضرتؑ سے ایمان کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔صبر، عدل، یقین اور جہاد پھر صبر کی چار شاخیں ہیں۔اشتیاق، خوف، دنیا سے بے اعتنائی اور انتظار، اس لیے کہ جو جنت کا مشتاق ہو وہ خواہشوں کو بھلا دے گا اور جو دوزخ سے خوف کھائے گا وہ محرمات سے کنارہ کشی کرے گا اور جو دنیا سے بے اعتنائی اختیار کرے گا وہ مصیبتوں کو سہل سمجھے گا اور جسے موت کا انتظار ہو گا وہ نیک کاموں میں جلدی کرے گا۔

اور یقین کی بھی چار شاخیں ہیں۔روشن نگاہی، حقیقت شناسی، عبرت اندوزی اور اگلوں کا طور طریقہ۔چنانچہ جو دانش و آگہی حاصل کرے گا اس کے سامنے علم کی راہیں واضح ہو جائیں گی اور جس کے لیے علم و عمل آشکار ہو جائے گا وہ عبرت سے آشنا ہو گا اور جو عبرت سے آشنا ہو گا وہ ایسا ہے جیسے وہ پہلے لوگوں میں موجود رہا ہو۔

اور عدل کی بھی چار شاخیں ہیں تہوں تک پہنچنے والی فکر اور علمی گہرائی اور فیصلہ کی خوبی اور عقل کی پائیداری۔چنانچہ جس نے غور و فکر کیا وہ علم کی گہرائیوں سے آشنا ہوا اور جو علم کی گہرائیوں میں اترا وہ فیصلہ کے سرچشموں سے سیراب ہو کر پلٹا اور جس نے حلم و بردباری اختیار کی اس نے اپنے معاملات میں کوئی کمی نہیں کی اور لوگوں میں نیک رہ کر زندگی بسر کی۔

اور جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تمام موقعوں پر راست گفتاری اور بدکرداروں سے نفرت۔چنانچہ جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنین کی پشت مضبوط کی اور جس نے نہی عن المنکر کی اس نے کافروں کو ذلیل کیا اور جس نے تمام موقعوں پر سچ بولا اس نے اپنا فرض ادا کیا اور جس نے فاسقوں کو برا سمجھا اور اللہ کے لیے غضبناک ہو اللہ بھی اس کے لیے دوسروں پر غضبناک ہو گا اور قیامت کے دن اس کی خوشی کا سامان کرے گا۔

کفر بھی چار ستونوں پر قائم ہے حد سے بڑھی ہوئی کاوش، جھگڑالو پن، کج روی اور اختلاف تو جو بے جا تعمق و کاوش کرتا ہے وہ حق کی طرف رجوع نہیں ہوتا اور جو جہالت کی وجہ سے آئے دن جھگڑا کرتا ہے وہ حق سے ہمیشہ اندھا رہتا ہے اور جو حق سے منہ موڑ لیتا ہے وہ اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے اور گمراہی کے نشہ میں مدہوش پڑا رہتا ہے اور جو حق کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کے راستے بہت دشوار اور اس کے معاملات سخت پیچیدہ ہو جاتے ہیں اور بچ کے نکلنے کی راہ اس کے لیے تنگ ہو جاتی ہے، شک کی بھی چار شاخیں ہیں: کٹھ حجتی، خوف و سرگردانی اور باطل کے آگے جبین رسائی۔ چنانچہ جس نے لڑائی جھگڑے کو اپنا شیوہ بنالیا اس کی رات کبھی صبح سے ہمکنار نہیں ہو سکتی اور جس کو سامنے کی چیزوں نے ہول ڈال دیا، وہ الٹے پیر پلٹ جاتا ہے اور جو شک و شبہہ میں سرگردان رہتا ہے اسے شیاطین اپنے پنجوں سے روند ڈالتے ہیں اور جس نے دنیا و آخرت کی تباہی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا وہ دو جہاں میں تباہ ہوا۔ (ح30/818)

نہ ہم ایمان باللہ اور اس کے رسول کی تصدیق میں ان سے کچھ زیادتی چاہتے تھے اور نہ وہ ہم سے اضافہ کے طالب تھے۔ (ر58/783)

لیکن کل ہم اور تم میں تفرقہ پڑا کہ ہم ایمان لائے اور تم نے کفر اختیار کیا۔ (ر64/791)

انبیاءؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو حاصل ہوئی ہے کہ جو ان کی لائی ہوئی چیزوں کا زیادہ علم رکھتے ہوں (پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی) ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو تھی جو ان کے فرمانبردار تھے اور اب اس نبیؐ اور ایمان لانے والوں کو خصوصیت ہے (پھر فرمایا) حضرت محمدؐ کا دوست وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اگرچہ ان سے کوئی قرابت نہ رکھتا ہو اور ان کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگرچہ نزدیکی قرابت رکھتا ہو۔ (ح96/837)

اور حیاء و صبر سے بڑھ کر کوئی ایمان نہیں۔ (ح113/843)

اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے اگر سر نہ ہو تو بدن بیکار ہے، یونہی ایمان کے ساتھ صبر نہ ہو تو ایمان میں کوئی خوبی نہیں۔ (ح82/833)

خداوند عالم نے ایمان کا فریضہ عائد کیا شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کے لیے۔ (ح252/883)

ایمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں تمہارے لیے سچائی باعث نقصان ہو اسے جھوٹ پر ترجیح دو خواہ وہ تمہارے فائدے کا باعث ہو رہا ہو اور تمہاری باتیں تمہارے عمل سے زیادہ نہ ہوں اور دوسرے کے متعلق بات کرنے میں اللہ سے خوف کرتے رہو۔ (ح458/950)

آپؑ سے ایمان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ایمان دل سے پہچاننا، زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء سے عمل کرنا

ہے۔(ح 227/877)

ایمان ایک "لمظہ" کی صورت سے دل میں ظاہر ہوتا ہے جوں جوں ایمان بڑھتا ہے وہ "لمظہ" بھی بڑھتا جاتا ہے۔
(سید رضی کہتے ہیں کہ) لمظہ سفید نقطہ یا اس کے مانند سفید نشان کو کہتے ہیں اور اسی سے "فرس المظ" اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جس کے نیچے کے ہونٹ پر کچھ سفیدی ہو۔(حدیث 5/892)

اہل ایمان کے گمان سے ڈرتے رہو کیونکہ خداوند عالم نے حق کو ان کی زبانوں پر قرار دیا ہے۔(ح 309/909)

کسی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا نہیں ہوتا جب تک اپنے ہاتھ میں موجود ہونے والے مال سے اس پر زیادہ اطمینان نہ ہو جو قدرت کے ہاتھ میں ہے۔(ح 310/909)

حکمت مومن ہی کی گمشدہ چیز ہے۔(ح 80/832)

صدقہ سے اپنے ایمان کی نگہداشت کرو۔(ح 146/854)

حکمت کی بات جہاں کہیں ہو اسے حاصل کرو کیونکہ حکمت منافق کے سینہ میں ہوتی ہے لیکن جب تک اس (کی زبان) سے نکل کر مومن کے سینہ میں پہنچ کر دوسری حکمتوں کے ساتھ بہل نہیں جاتی، تڑپتی رہتی ہے۔(ح 79/832)

حکمت مومن ہی کی گمشدہ چیز ہے اسے حاصل کرو اگرچہ منافق سے لینا پڑے۔(ح 80/832)

حرب آگے بڑھ کر ہمرکاب ہو لیے درآں حالیکہ حضرتؑ سوار تھے تو آپؑ نے فرمایا پلٹ جاؤ تم ایسے آدمی کا مجھ ایسے کے ساتھ پیادہ چلنا والی کے لیے فتنہ اور مومن کے لیے ذلت ہے۔(ح 322/914)

اور مومن اسی کی تاسی کرتے ہیں۔(ح 103/839)

جو شخص اپنی حاجت کا گلہ کسی مرد مومن سے کرتا ہے گویا اس نے اللہ کے سامنے اپنی شکایت پیش کی اور جو کافر کے سامنے گلہ کرتا ہے، گویا اس نے اپنے اللہ کی شکایت کی۔(ح 428/941)

جب کوئی مومن اپنے کسی بھائی کا احتشام کرے تو یہ اس سے جدائی کا سبب ہوگا۔(ح 480/956)

نماز کا حق تو وہی مردان باخدا ہی پہچانتے ہیں جنہیں متاع دنیا کی سج دھج اور مال و اولاد کا سرور دیدہ و دل اس سے غفلت میں نہیں ڈالتا۔(چنانچہ اللہ سبحانہ) کا ارشاد ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے، نہ خرید و فروخت۔(ک 197/572)

ایمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں تمہارے لیے سچائی باعث نقصان ہو اسے جھوٹ پر ترجیح دو خواہ وہ تمہارے فائدہ کا باعث ہو رہا ہو اور تمہاری باتیں تمہارے عمل سے زیادہ ہوں اور دوسرے کے متعلق بات کرنے میں اللہ کا خوف کرتے

رہو۔(ح418/950)

اور مرد کا غیور ہونا ایمان ہے۔(ح124/846)

اگر میں مومن کی ناک پر تلوار لگاؤں کہ وہ مجھے دشمن رکھے تو جب بھی وہ مجھ سے دشمنی نہ کرے گا اور اگر تمام متاع دنیا کافر کے آگے ڈھیر کر دوں کہ وہ مجھے دوست رکھے، تو بھی وہ مجھے دوست نہ رکھے گا اس لیے کہ یہ وہ فیصلہ ہے جو پیغمبر امی کی زبان سے ہو گیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا! اے علیؑ! کوئی مومن تم سے دشمنی نہ رکھے گا اور کوئی منافق تم سے محبت نہ کرے گا۔(ح45/824)

مومن دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس سے اتنی ہی غذا حاصل کرتا ہے جتنی پیٹ کی ضرورت مجبور کرتی ہے اور اس کے بارے میں ہر بات کو بغض و عناد کے کانوں سے سنتا ہے اگر کسی کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مال دار ہو گیا ہے تو پھر یہ بھی کہنے میں آتا ہے کہ نادار ہو گیا ہے اگر زندگی پر خوشی کی جاتی ہے تو مرنے پر غم بھی ہوتا ہے یہ حالت ہے حالانکہ ابھی وہ دن نہیں آیا کہ جس میں پوری پوری مایوسی چھا جائے گی۔(ح359/367)

مومن کے اوقات تین ساعتوں پر منقسم ہوتے ہیں۔

ایک وہ کہ جس میں اپنے پروردگار سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے اور ایک وہ کہ جس میں اپنے معاش کا سروسامان کرتا ہے اور وہ کہ جس میں حلال و پاکیزہ لذتوں میں اپنے نفس کو آزاد چھوڑ دیتا ہے۔ عقلمند آدمی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ گھر سے دور ہو مگر تین چیزوں کے لیے معاش کے بندوبست کے لیے یا امر آخرت کیطرف قدم اٹھانے کے لیے یا ایسی لذت اندوزی کے لیے کہ جو حرام نہ ہو۔(ح390/932)

میں اہل ایمان کا یعسوب ہوں اور بدکرداروں کا یعسوب مال ہے۔(ح316/911)

مومن کے متعلق فرمایا! مومن کے چہرے پر بشاشت اور دل میں غم و اندوہ ہوتا ہے ہمت اس کی بلند ہے اور اپنے دل میں وہ اپنے کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے سر بلندی کو برا سمجھتا ہے اور شہرت سے نفرت کرتا ہے اس کا غم بے پایاں اور ہمت بلند ہوتی ہے بہت خاموش، ہمہ وقت مشغول، شاکر، صابر، فکر میں غرق، دست طلب بڑھانے میں بخیل ہے۔ خوش خلق اور نرم طبیعت ہوتا ہے اور اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت اور خود غلام سے زیادہ متواضع ہوتا ہے۔(ح333/916)

احکام کے علل

اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لیے بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا ہے اور اس کی راہ میں جہاد کرنا کہ وہ اسلام کی سربلند چوٹی ہے اور کلمہ توحید کہ وہ فطرت (کی آواز) ہے اور نماز کی پابندی کہ وہ عین دین ہے اور زکوٰۃ ادا کرنا کہ وہ فرض و واجب ہے اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا کہ وہ عذاب کی سپر ہیں اور خانہ کعبہ کا حج و عمرہ بجالانا کہ وہ فقر کو دور کرتے اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں اور عزیزوں سے حسن سلوک کرنا کہ وہ مال کی فراوانی اور عمر کی درازی کا سبب ہے اور مخفی طور پر خیرات کرنا کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے اور کھلم کھلا خیرات کرنا کہ وہ بری موت سے بچاتا ہے اور لوگوں پر احسان کرنا کہ وہ ذلت و رسوائی کے مواقع سے بچاتا ہے۔ (خ 108/328)

خداوند عالم نے ایمان کا فریضہ عائد کیا شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کے لیے اور نماز کو فرض کیا رعونت سے بچانے کے لیے اور زکوٰۃ کو رزق کے اضافہ کا سبب بنانے کے لیے اور روزہ کو مخلوق کے اخلاص کو آزمانے کے لیے اور حج کو دین کے تقویت پہنچانے کے لیے اور جہاد کو اسلام کی سرفرازی بخشنے کے لیے اور امر بالمعروف کو اصلاح خلائق کے لیے اور نہی عن المنکر کو سرپھروں کی روک تھام کے لیے اور حقوق قرابت کے ادا کرنے کو یار و انصار کی گنتی بڑھانے کے لیے اور قصاص کو خونریزی کے انسداد کے لیے اور حدود شرعیہ کے اجراء کو محرمات کی اہمیت قائم کرنے کے لیے اور شراب خوری کے ترک کو عقل کی حفاظت کے لیے اور چوری سے پرہیز کو پاک بازی کا باعث ہونے کے لیے اور زنا کاری سے بچنے کو نسب کے محفوظ رکھنے کے لیے اور اغلام کے ترک کو نسل بڑھانے کے لیے اور گواہی کو انکار حقوق کے مقابلہ میں ثبوت مہیا کرنے کے لیے اور جھوٹ سے علیحدگی سچائی کا شرف آشکار کرنے کے لیے اور قیام امن کو خطروں سے تحفظ کے لیے اور امانتوں کی حفاظت کو امت کا نظام درست رکھنے کے لیے اور اطاعت کو امامت کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے۔ (ح 252/883)

جہاد بالنفس

اور دلوں سے شیطان کی دوڑ دھوپ (کا اثر) مٹا دیتی اور لوگوں سے شکوک کے خلجان دور کر دیتی لیکن اللہ سبحانہ اپنے بندوں کو گوناگوں سختیوں سے آزماتا ہے اور ان سے ایسی عبادت کا خواہاں ہے جو طرح طرح کی مشقتوں سے بجا لائی گئی ہو اور انہیں قسم قسم کی ناگواریوں سے جانچتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تمکنت وغرور کو نکال باہر کرے اور ان کے نفوس میں عجز وفروتنی کو جگہ دے اور یہ کہ اس ابتلاء وآزمائش (کی راہ) سے اپنے فضل واطمینان کے کھلے ہوئے دروازوں تک (انہیں) پہنچائے اور اسے اپنی معافی وبخشش کا آسان وسیلہ وذریعہ قرار دے۔

یہی وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکوٰۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے ان کی آنکھوں کو عجز وشکستگی سے جھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع بنا کر رعونت وخود پسندی کو ان سے دور کرتا ہے۔(خ190/536)

لہٰذا تمہیں لازم ہے کہ تم سعی وکوشش کرو اور (سفر آخرت کے لیے) تیار ہو جاؤ اور سروسامان مہیا کرو اور زاد مہیا کر لینے والی منزل سے زاد فراہم کر لو۔(خ227/635)

وہ مجاہد جو خدا کی راہ میں شہید ہو اس شخص سے زیادہ اجر کا مستحق نہیں ہے جو قدرت واختیار رکھتے ہوئے پاک دامن رہے کیا بعید ہے کہ پاکدامن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہو جائے۔(خ227/635)

جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے تو اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہیئے اور زبان سے درس اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت وکردار سے تعلیم دینا چاہیئے اور جو اپنے نفس کی تعلیم وتادیب کرے وہ دوسروں کی تعلیم وتادیب کرنے والے سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔(ح73/829)

اے لوگو! خود ہی اپنی اصلاح کا ذمہ لو اور اپنی عادتوں کے تقاضوں سے منہ موڑ لو۔(ح359/923)

لیکن اتنا تو کرو کہ پرہیزگاری، سعی وکوشش، پاکدامانی اور سلامت روی میں میرا ساتھ دو۔(ر45/737)

اس کے علاوہ انہیں حکم ہے کہ وہ نفسانی خواہشوں کے وقت اپنے نفس کو کچلیں اور اس کی منہ زوریوں کے وقت اسے روکیں کیونکہ نفس برائیوں کی طرف ہی لے جانے والا ہے مگر یہ کہ خدا کا لطف وکرم شامل حال ہو۔

اور جو ہدایات میں نے اس عہد نامہ میں درج کی ہیں اور ان کے ذریعہ سے میں نے اپنی حجت تم پر قائم کر دی ہے تا کہ تمہارا نفس اپنی خواہشات کی طرف بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر نہ ہو۔ (ر 53/754,770)

ابن حارثؓ کے بارے میں فرمایا ''اورانہوں نے مجاہدانہ شان سے زندگی بسر کی۔ (ح 43/824)

اور حج ہر ضعیف و ناتوان کا جہاد ہے اور عورت کا جہاد شوہر سے حسن معاشرت ہے۔ (ح 136/852)

میری توجہ تو صرف اس طرف ہے کہ میں تقوی الہٰی کے ذریعہ اپنے نفس کو بے قابو نہ ہونے دوں تا کہ اس دن کہ جب کہ خوف حد سے بڑھ جائے گا وہ مطمئن رہے اور پھسلنے کی جگہوں پر مضبوطی سے جما رہے۔ اگر میں چاہتا تو صاف ستھرے شہر، عمدہ گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے ذرائع مہیا کر سکتا تھا لیکن ایسا کہاں ہوسکتا ہے کہ خواہشیں مجھے مغلوب بنا لیں اور حرص مجھے اچھے اچھے کھانوں کے چن لینے کی دعوت دے جب کہ حجاز و یمامہ میں ایسے لوگ ہوں کہ جنہیں ایک روٹی کے ملنے کی بھی آس نہ ہو اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی کبھی نصیب نہ ہوا ہو کہاں میں شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں درحالانکہ میرے گردو پیش بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں یا میں ویسا ہو جاؤں جیسا کہنے والے نے کہا ہے:

''کہ تمہاری بیماری یہ کیا کم ہے کہ تم پیٹ بھر کر لمبی تان لو اور تمہارے گرد کچھ ایسے گھر ہوں جو سوکھے چمڑے کو ترس رہے ہوں''۔

مجھ سے دور ہو میں تیرے قابو میں آنے والا نہیں کہ تو مجھے ذلتوں میں جھونک دے اور نہ میں تیرے سامنے اپنی باگ ڈھیلی چھوڑنے والا ہوں کہ تو مجھے ہنکا لے جائے، میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں ایسی قسم کہ جس میں اللہ کی مشیت کے علاوہ کسی چیز کا استثناء نہیں کرتا میں اپنے نفس کو ایسا سدھاؤں گا کہ وہ کھانے میں ایک روٹی کے ملنے پر خوش ہو جائے اور اس کے ساتھ صرف نمک پر قناعت کر لے اور اپنی آنکھوں کا سوتا اس طرح خالی کر دوں گا جس طرح وہ چشمہ آب جس کا پانی تہ نشین ہو چکا ہو۔ کیا جس طرح بکریاں پیٹ بھر لینے کے بعد سینہ کے بل بیٹھ جاتی ہیں اور سیر ہو کر اپنے باڑے میں گھس جاتی ہیں اسی طرح علیؑ بھی اپنے پاس کا کھانا کھا لے اور بس سو جائے اس کی آنکھیں بے نور ہو جائیں اگر وہ زندگی کے طویل سال گزارنے کے بعد کھلے ہوئے چوپاؤں اور چرنے والے جانوروں کی پیروی کرنے لگے۔ (ر 45/737,740)

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لیے کھولا ہے۔ پرہیزگاری کا لباس، اللہ کی محکم زرہ اور مضبوط سپر ہے جو اس سے پہلو بچاتے ہوئے اسے چھوڑ دیتا ہے خدا اسے ذلت وخواری کا لباس پہنا اور مصیبت و ابتلاء کی ردا اوڑھا دیتا ہے خدا اسے ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ ٹھکرا دیتا ہے اور مدہوشی وغفلت کا پردہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور جہاد کو ضائع و برباد کرنے سے حق اس کے ہاتھ سے لے لیا جاتا ہے، ذلت اسے سہنا پڑتی ہے اور انصاف اس سے روک لیا جاتا ہے۔

اللہ ان کا بھلا کرے کیا ان میں سے کوئی ہے جو مجھ سے جنگ کی منزلت رکھنے والا اور میدان دغا میں میرے سے پہلے کارنمایاں کیے ہوئے ہو، میں تو ابھی بیس برس کا بھی نہ تھا کہ حرب وضرب کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور اب تو ساٹھ سے اوپر ہو گیا ہوں، لیکن اس کی رائے ہی کیا جس کی بات نہ مانی جائے۔(خ 27/166)

حیف ہے تمہارے لیے میں تو تمہیں ملامت کرتے کرتے بھی اکتا گیا ہوں کیا تمہیں آخرت کے بدلے دنیوی زندگی اور عزت کے بدلے ذلت ہی گوارا ہے جب تمہیں دشمنوں سے لڑنے کے لیے بلاتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح گھومنے لگ جاتی ہیں کہ گویا تم موت کے گرداب میں ہو اور جان کنی کی غفلت اور مدہوشی تم پر طاری ہو، میری باتیں جیسے تمہاری سمجھ ہی میں نہیں آتیں، تو تم ششدر رہ جاتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تمہارے دل دماغ پر دیوانگی کا اثر ہے کہ تم کچھ عقل سے کام نہیں لے سکتے، تم ہمیشہ کے لیے مجھ سے اپنا اعتماد کھو چکے ہو۔ نہ تم کوئی قوی سہارا ہو کہ تم پر بھروسہ کر کے دشمنوں کی طرف رخ کیا جائے اور نہ تم عزت و کامرانی کے وسیلے ہو کہ تمہاری ضرورت محسوس ہو تمہاری مثال تو ان اونٹوں کی سی ہے جن کے چرواہے گم ہو گئے ہوں اگر انہیں ایک طرف سمیٹا جائے تو دوسری طرف سے تتر بتر ہو جائیں گے۔(خ 34/185)

کیا میں اللہ پر ایمان لانے اور رسول اللہؐ کے ساتھ جہاد کرنے کے بعد۔(خ 58/213)

میں نے تمہیں جہاد کے لیے ابھارا لیکن تم اپنے گھروں سے نہ نکلے اور میں نے تمہیں کارآمد باتوں کو سنانا چاہا مگر تم نے ایک نہ سنی اور میں نے پوشیدہ بھی اور اعلانیہ بھی تمہیں جہاد کے لیے پکارا اور للکارا لیکن تم نے ایک نہ مانی اور سمجھایا بجھایا مگر تم نے میری نصیحتیں قبول نہ کیں۔ کیا تم موجود ہوتے ہوئے بھی غائب رہتے ہو، حلقہ بگوش ہوتے ہوئے گویا خود مالک ہو، میں

تمہارے سامنے حکمت اور دانائی کی باتیں بیان کرتا ہوں اور تم ان سے بھڑ کتے ہو۔ تمہیں بلند پایہ نصیحتیں کرتا ہوں اور تم پراگندہ خاطر ہو جاتے ہو میں ان باغیوں سے جہاد کرنے پر تمہیں آمادہ کرتا ہوں تو ابھی میری بات ختم بھی نہیں ہوتی کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اولادِ سبا کی طرح تتر بتر ہو گئے، اپنی نشست گاہوں کے طرف واپس چلے جاتے ہو اور ان نصیحتوں سے غافل ہو کر ایک دوسرے کے چکمے میں آجاتے ہو۔ صبح کو میں تمہیں سیدھا کرتا ہوں اور شام کو جب آتے ہو تو (ویسے کے ویسے) کمان کی پشت کی طرح ٹیڑھے۔ سیدھا کرنے والا عاجز آ گیا، اور جسے سیدھا کیا جا رہا ہے وہ لا علاج ثابت ہوا۔ (خ 95/299)

اللہ تعالیٰ کیطرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لیے بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا ہے۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرنا کہ وہ اسلام کی سر بلند چوٹی ہے۔ (خ 108/328)

اور جہاد کے لیے اپنے دانتوں کو بھینچ لو اور اس چلانے والے کی طرف دھیان نہ دو کہ اگر اس کی آواز پر لبیک کہی گئی۔ تو یہ گمراہ کرے گا اور اگر اسے یونہی رہنے دیا جائے تو ذلیل ہو کر رہ جائے گا۔ (لیکن) جب تحکیم کی صورت انجام پا گئی تو میں تمہیں دیکھ رہا تھا کہ تم ہی اس پر رضامندی دینے والے تھے۔

اور ہم (جنگوں میں) رسول اللہؐ کے ساتھ تھے اور قتل ہونے والے وہی تھے جو ایک دوسرے کے باپ، بیٹے، بھائی اور رشتہ دار ہوتے تھے۔ لیکن ہر مصیبت اور سختی میں ہمارا ایمان بڑھتا تھا اور حق کی پیروی اور دین کی اطاعت میں زیادتی ہوتی تھی اور زخموں کی ٹیسوں میں صبر میں اضافہ ہوتا تھا مگر اب ہم کو ان لوگوں سے جو اسلام کی رو سے ہمارے بھائی کہلاتے ہیں جنگ کرنا پڑ گئی ہے چونکہ (ان کی وجہ سے) اس میں گمراہی، کجی، شبہات اور غلط سلط تاویلات داخل ہو گئے ہیں تو جب ہمیں کوئی ایسا ذریعہ نظر آئے کہ جس سے (ممکن) ہے اللہ ہماری پریشانیوں کو دور کر دے اور اس کی وجہ سے ہمارے درمیان جو باقی ماندہ (لگاؤ) رہ گیا ہے اس کی طرف بڑھتے ہوئے ایک دوسرے سے قریب ہوں تو ہم اسی کے خواہشمند رہیں گے اور کسی دوسری صورت سے جو اس کے خلاف ہو ہاتھ روک لیں گے۔ (ک 120/351)

تم اب نصرت کے لیے آمادہ ہونے اور اپنے حق کے لیے جہاد کرنے میں کس چیز کے منتظر ہو موت کے یا اپنی ذلت و رسوائی کے۔ خدا کی قسم! اگر میری موت کا دن آئے گا اور البتہ آ کر رہے گا تو وہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا درآنحالیکہ میں تمہاری ہم نشینی سے بیزار اور (تمہاری کثرت کے باوجود) اکیلا ہوں۔ (خ 178/482)

وہ تم سے جنگ کے لقمے طلب کرتے ہیں تو اب یا تو تم ذلت اور اپنے مقام کی پستی و حقارت پر تسلیم خم کر دو یا تلواروں کی پیاس خون سے بجھا کر اپنی پیاس پانی سے بجھاؤ اور ان سے دب جانا جیتے جی موت ہے اور غالب آ کر مرنا بھی جینے کے برابر ہے۔ (ک 51/206)

بھلا ہمارے ان بھائی بندوں کو کہ جن کے خون صفین میں بہائے گئے اس سے کیا نقصان پہنچا کہ وہ آج زندہ موجود نہیں ہیں (یہی نہ اگر وہ ہوتے) تو تلخ گھونٹوں کو گوارہ کرتے اور گندلا پانی پیتے۔ خدا کی قسم! وہ خدا کے حضور میں پہنچ گئے اس نے ان کو پورا پورا اجر دیا اور خوف و ہراس کے بعد انہیں امن چین والے گھر میں اتارا۔ کہاں ہیں وہ میرے بھائی؟ کہ جو سیدھی راہ چلتے رہے اور حق پر گذر گئے کہاں ہیں عمارؓ اور کہاں ہیں ابن تیہانؓ اور کہاں ہیں ذوالشہادتینؓ اور کہاں ہیں ان کے ایسے اور دوسرے بھائی جو مرنے پر عہد و پیمان باندھے ہوئے تھے اور جن کے سروں کو فاسقوں کے پاس روانہ کیا گیا۔

نوفؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرتؑ نے اپنا ہاتھ ریش مبارک پر پھیرا اور دیر تک گریہ کیا اور پھر فرمایا:

''آہ! میرے وہ بھائی کہ جنہوں نے قرآن کو پڑھا تو اسے مضبوط کیا اپنے فرائض میں غور و فکر کیا تو انہیں ادا کیا سنت کو زندہ کیا اور بدعت کو موت کے گھاٹ اتارا جہاد کے لیے انہیں بلایا تو انہوں نے لبیک کہی اور اپنے پیشوا پر یقین کامل کے ساتھ بھروسا کیا تو اس کی پیروی بھی کی''۔

(اس کے بعد حضرتؑ نے بلند آواز سے پکار کر کہا)

''جہاد جہاد اے بندگان خدا! دیکھو میں آج ہی لشکر کو ترتیب دے رہا ہوں جسے اللہ کی طرف بڑھنا ہے وہ نکل کھڑا ہو''۔ (خ180/490)

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں جنہوں نے اس کی اطاعت کیطرف لوگوں کو بلایا اور دین کی راہ میں جہاد کر کے اس کے دشمنوں پر غلبہ پایا ان کے جھٹلانے پر لوگوں کا ایکا کر لینا اور ان کے نور کو بجھانے کے لیے کوشش و تلاش میں لگے رہنا ان کو (تبلیغ و جہاد کی) راہ سے ہٹا نہ سکا۔ (خ188/520)

اپنے امیر کی طرف تیزی سے بڑھو اور اپنے دشمنوں سے جہاد کرنے کے لیے جلدی سے نکل کھڑے ہو۔ (ر1/650)

تو اب ان کی زندگی میں اور موت کے بعد مجھ سے زائد کون ان کا حق ادا کر سکتا ہے؟ (جب میرا حق تمہیں معلوم ہو چکا) تو تم بصیرت کے جلو میں دشمن سے جہاد کرنے کے لیے صدق نیت سے بڑھو۔ (ک195/564)

واقعہ یہ ہے کہ میں نے شام کے ستمگاروں کیطرف قدم بڑھانے کا ارادہ کیا ہے اور چاہا ہے کہ تم میرے ساتھ رہو کیونکہ تم ان لوگوں سے ہو جن سے دشمنی سے لڑنے اور دین کا ستون گاڑنے میں مدد لے سکتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ر42/733)

وہ لوگ کہاں ہیں کہ جنہیں اللہ کی دعوت دی گئی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور قرآن کو پڑھا تو اس پر عمل بھی کیا جہاد کے لیے انہیں ابھارا گیا تو اس طرح شوق سے بڑھے جیسے دودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف انہوں نے تلواروں کو

نیاموں سے نکال لیا اور دستہ بدستہ اور صف بصف بڑھتے ہوئے زمین کے اطراف پر قابو پالیا۔ ان میں سے کچھ مر گئے کچھ بچ گئے۔ نہ زندہ رہنے والوں کے مژدہ سے وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر ہوتے ہیں رونے سے ان کی آنکھیں سفید، روزوں سے ان کے پیٹ لاغر، دعاؤں سے ان کے ہونٹ خشک اور جاگنے سے ان کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور فروتنی و عاجزی کرنے والوں کی طرح ان کے چہرے خاک آلودر ہتے تھے، یہ میرے وہ بھائی تھے جو دنیا سے گزر گئے اب ہم حق بجانب ہیں اگر ان کی دید کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔ بے شک تمہارے لیے شیطان نے اپنی راہیں آسان کر دی ہیں وہ چاہتا ہے کہ تمہارے دین کی ایک ایک گرہ کھول دے اور تم میں یکجائی کے بجائے پھوٹ ڈلوائے۔ تم اس کے وسوسوں اور جھاڑ پھونک سے منہ موڑے رہو اور نصیحت کی پیش کش کرنے والے کا ہدیہ قبول کرو اور اپنے نفسوں میں اس کی گرہ باندھ لو۔ (ک119/349)

خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرو اور اس کے بارے میں کبھی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو۔ (وص31/705)

جان، مال اور زبان سے راہ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا۔ (وص47/748)

تا کہ وہ خراج جمع کریں، دشمنوں سے لڑیں رعایا کی فلاح و بہبود اور شہروں کی آبادی کا انتظام کریں۔ (ر53/753)

اور جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تمام موقعوں پر راست گفتاری اور بدکرداری سے نفرت۔ چنانچہ جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنین کی پشت مضبوط کی۔

اور جس نے نہی عن المنکر کیا اس نے کافروں کو ذلیل کیا۔ اور جس نے تمام موقعوں پر سچ بولا اس نے فرض ادا کر دیا اور جس نے فاسقوں کو برا سمجھا اور اللہ کے لیے غضبناک ہوا، اللہ بھی اس کے لیے دوسروں پر غضبناک ہوگا اور قیامت کے دن اس کی خوشی کا سامان کرے گا۔ (ح31/819)

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمام اعمال خیر اور جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے گہرے دریا میں لعاب دہن کے ریزے ہوں۔ (ح374/928)

جہاد کی تعلیمات

اے گروہ مسلمین! خوف خدا کو اپنا شعار بناؤ، اطمینان و وقار کی چادر اوڑھ لو اور اپنے دانتوں کو بھینچ لو اس سے تلواریں سروں سے اچٹ جایا کرتی ہیں ۔ زرہ کی تکمیل کرو (یعنی اس کے ساتھ خود، جوشن بھی پہن لو) اور تلواروں کو کھینچنے سے پہلے نیاموں میں اچھی طرح ہلا جلا لو اور دشمن کو ترچھی نظروں سے دیکھتے رہو اور دائیں بائیں دونوں طرف نیزوں کے وار کرو اور دشمن کو تلواروں کی باڑ پر رکھ لو اور تلواروں کے ساتھ ساتھ قدموں کو آگے بڑھاؤ اور یقین رکھو کہ تم اللہ کے روبرو اور رسولؐ کے چچا زاد بھائی کے ساتھ ہو کر بار بار حملہ کرو اور بھاگنے سے شرم کرو اس لیے یہ پشتوں تک کے لیے ننگ و عار اور روز محشر جہنم کی آگ کا باعث ہے ۔ خوشی سے اپنے جانیں اللہ کو دے دو اور پر اطمینان رفتار سے موت کی جانب پیش قدمی کرو اور شامیوں کی اس بڑی جماعت اور طنابوں سے کھنچے ہوئے خیمے کو اپنے پیش نظر رکھو اور اس کے وسط پر حملہ کرو اس لیے کہ شیطان اس کے ایک گوشے میں چھپا بیٹھا ہے جس نے ایک طرف تو حملہ کے لیے ہاتھ بڑھایا ہوا ہے اور دوسری طرف بھاگنے کے لیے قدم پیچھے ہٹا رکھا ہے تم مضبوطی سے اپنے ارادہ پر جمے رہو یہاں تک کہ حق (صبح کے) اجالے کی طرح ظاہر ہو جائے نتیجہ میں تم ہی غالب ہو اور خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تمہارے اعمال کو ضائع و برباد نہیں ہونے دے گا۔ (ک 64/221)

اے ان اونٹوں کی چال ڈھال والو! کہ جن کے چرواہے گم ہو چکے ہوں اور انہیں ایک طرف سے گھیر کر لایا جاتا ہے۔ خدا کی قسم! جیسا کہ میرا تمہارے متعلق خیال ہے گویا یہی منظر میرے سامنے ہے کہ اگر جنگ شدت اختیار کرے اور میدان کارزار گرم ہو جائے تو تم علی ابن ابی طالبؑ سے ایسے شرمناک طریقے پر علیحدہ ہو جیسے عورت بالکل برہنہ ہو جائے، میں اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل اور اپنے نبیؐ کے طریقے اور شاہراہ حق پر ہوں جسے میں باطل کے راستوں میں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاتا رہتا ہوں۔

اپنے نبیؐ کے اہل بیتؑ کو دیکھو، ان کی سیرت پر چلو، اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو۔ وہ تمہیں ہدایت سے باہر نہیں ہونے دیں گے اور نہ گمراہی و ہلاکت کی طرف پلٹائیں گے۔ اگر وہ کہیں ٹھہریں، تو تم بھی ٹھہر جاؤ اور اگر وہ اٹھیں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہو، ان سے آگے نہ بڑھ جاؤ، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور نہ (انہیں چھوڑ کر) پیچھے رہ جاؤ، ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ (خ 95/300)

زرہ پوش کو آگے رکھو اور بے زرہ کو پیچھے کر دو اور دانتوں کو بھینچ لو کہ اس سے تلواریں سروں سے اچٹ جاتی ہیں اور نیزوں کی انیوں کو پہلو بدل کر خالی دیا کرو کہ اس سے ان کے رخ پلٹ جاتے ہیں آنکھیں جھکائے رکھو کہ اس سے حوصلہ مضبوط رہتا ہے اور دل ٹھہرے رہتے ہیں اور آوازوں کو بلند نہ کرو کہ اس سے بزدلی دور رہتی ہے اور اپنا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے دو اور نہ اسے اکیلا چھوڑو اسے اپنے جوانمردوں اور عزت کے پاسبانوں کے ہاتھوں ہی میں رکھو، چونکہ مصیبتوں کے ٹوٹ پڑنے پر وہی لوگ صبر کرتے ہیں اور آگے پیچھے سے اس کا احاطہ کر لیتے ہیں وہ پیچھے نہیں ہٹتے کہ (اسے) دشمنوں کے ہاتھوں میں سونپ دیں اور نہ آگے بڑھ جاتے ہیں کہ اسے اکیلا چھوڑ دیں۔ ہر شخص اپنے مدمقابل سے خود نپٹے اور دل و جان سے اپنے بھائی کی بھی مدد کرے اور اپنے حریف کو کسی اور بھائی کے حوالے نہ کرے کہ یہ اور اس کا حریف ایکا کر کے اس پر ٹوٹ پڑیں خدا کی قسم! تم اگر دنیا کی تلوار سے بھاگے تو آخرت کی تلوار سے نہیں بچ سکتے تم تو عرب کے جوانمرد اور سربلند لوگ ہو (یاد رکھو کہ) بھاگنے میں اللہ کا غضب اور نہ ٹلنے والی رسوائی اور ہمیشہ کے لیے ننگ و عار ہے بھاگنے والا اپنی عمر بڑھا نہیں لیتا اور اور نہ اس میں اور اس کی موت کے دن میں کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے اللہ کیطرف جانے والا تو ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا پانی تک پہنچ جائے۔ جنت نیزوں کی انیوں کے نیچے ہے، آج حالات پرکھ لیے جائیں گے۔ خدا کی قسم! میں ان دشمنوں سے دوبدو ہو کر لڑنے کا اس سے زیادہ مشتاق ہوں جتنا یہ اپنے گھروں کو پلٹنے کے مشتاق ہوں گے۔ خداوندا! اگر یہ حق کو ٹھکرا دیں تو ان کے جتھے کو توڑ دے اور انہیں ایک آواز پر جمع نہ ہونے دے اور ان کے گناہوں کی پاداش میں انہیں تباہ و برباد کر یہ اپنے موقف (شر وفساد) سے اس وقت تک ہٹنے والے نہیں جب تک تابڑتوڑ نیزوں کے ایسے وار نہ ہوں (کہ جس سے زخموں کے منہ اس طرح کھل جائیں کہ ہوا کے جھونکے گزر سکیں اور تلواروں کی ایسی چوٹیں نہ پڑیں کہ جو سروں کو شگافتہ کر دیں اور ہڈیوں کے پرخچے اڑا دیں اور بازوؤں اور قدموں کو توڑ کر پھینک دیں اور پے در پے لشکروں کا نشانہ نہ بنائے جائیں اور ایسی فوجیں ان پر ٹوٹ نہ پڑیں کہ جن کے پیچھے (کمک کے لیے) اور شہسواروں کے دستے ہوں اور جب تک کہ ان کے شہروں پر یکے بعد دیگرے فوجوں کی چڑھائی نہ ہو یہاں تک کہ گھوڑے ان کی زمینوں کو آخر روند ڈالیں اور ان کے سبزہ زاروں اور چراگاہوں کو پامال کر دیں۔ (ک 122/354)

خداوند عالم تم سے ادائے شکر کا طلب گار ہے اور اس نے تمہیں اپنے اقتدار کا مالک بنایا ہے اور تمہیں اس زندگی کے محدود میدان میں مہلت دے رکھی ہے تا کہ سبقت کا انعام حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو، کمریں مضبوطی سے کس لو اور دامن گردان لو بلند ہمتی اور دعوتوں کی خواہش ایک ساتھ نہیں چل سکتی رات کی گہری نیند دن کی مہموں میں بڑی کمزوری پیدا کرنے والی ہے اور (اس کی) اندھاریاں ہمت و جرات کی یاد کو بہت مٹا دینے والی ہے۔

(ک 238/646)

پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں مگر تم اپنی جگہ سے نہ ہٹو اپنے دانتوں کو بھینچ لینا، اپنا کاسہ سر اللہ کو رعایت دے دینا، اپنے قدم زمین میں گاڑ دینا، لشکر کی آخری صفوں پر اپنی نظر رکھنا اور (دشمن کی کثرت و طاقت سے) آنکھوں کو بند کر لینا اور یقین رکھنا کہ مدد خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ (ک 11/128)

اگر وہ اطاعت کی چھاؤں میں پلٹ آئیں تو یہ تو ہم چاہتے ہی ہیں اور اگر ان کی تانیں بغاوت اور نافرمانی ہی پر ٹوٹیں تو تم فرمان برداروں کو لے کر نافرمانوں کی طرف اٹھ کھڑے ہو اور جو تمہارے ہمنوا ہو کے تمہارے ساتھ ہے اس کے ہوتے ہوئے منہ موڑنے والوں کی پروانہ کرو کیونکہ جو بددلی سے ساتھ ہوتا ہے، اس کا ساتھ نہ ہونے سے بہتر ہے اور اس کا بیٹھے رہنا اس کے اٹھ کھڑے ہونے سے زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ (ر 4/655)

جب تم دشمن کی طرف بڑھو یا دشمن تمہاری طرف بڑھے تو تمہارا پڑاؤ ٹیلوں کے آگے یا پہاڑ کے دامن میں یا نہروں کے موڑ میں ہونا چاہئے تاکہ یہ چیز تمہارے لیے پشت پناہی اور روک کا کام دے اور جنگ بس ایک طرف یا (زائد سے زائد دو طرف ہو) اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلند سطحوں پر دیدبانوں کو بٹھا دو تاکہ دشمن کسی کھٹکے کی جگہ سے یا اطمینان والی جگہ سے اچانک نہ آ پڑے اور اس بات کو جانے رہو کہ فوج کا ہراول دستہ فوج کا خبر رساں ہوتا ہے اور ہراول دستے کو اطلاعات ان مخبروں سے حاصل ہوتی ہے (جو آگے بڑھ کر سراغ لگاتے ہیں) دیکھو تتر بتر ہونے سے بچے رہو، اترو تو ایک ساتھ اترو اور کوچ کرو تو ایک ساتھ کرو اور جب رات تم پر چھا جائے تو نیزوں کو (اپنے گرد) گاڑ کر ایک دائرہ سا بنا لو اور صرف اونگھ لینے اور ایک آدھ جھپکی لے لینے کے سوا نیند کا مزہ نہ چکھو۔ (وص 11/665)

اللہ سے ڈرتے رہنا کہ جس کے روبرو پیش ہونا لازمی ہے اور جس کے علاوہ تمہارے لیے کوئی اور آخری منزل نہیں۔ جو تم سے جنگ کرے اس کے سوا کسی سے جنگ نہ کرنا اور صبح و شام کے ٹھنڈے وقت سفر کرنا اور دوپہر کے وقت لوگوں کو ستانے اور آرام کرنے کا موقعہ دینا آہستہ چلنا اور شروع رات میں سفر نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رات سکون کے لیے بنائی ہے اور اسے قیام کرنے کے لیے رکھا ہے نہ سفر و راہ پیمائی کے لیے، اس میں اپنے بدن اور اپنی سواری کو آرام پہنچاؤ اور جب جان لو کہ سپیدۂ سحر پھیلنے اور پو پھوٹنے لگی ہے تو اللہ کی برکت پر چل کھڑے ہونا جب دشمن کا سامنا ہو تو اپنے ساتھیوں کے درمیان ٹھہرو اور دیکھو کہ دشمن کے اتنے قریب نہ پہنچ جاؤ کہ جیسے کوئی جنگ چھیڑنا ہی چاہتا ہے اور نہ اتنے دور ہٹ کر رہو جیسے کوئی لڑائی سے خوفزدہ ہو، اس وقت تک کہ جب تک میرا حکم تم تک پہنچے اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ ان کی عداوت تمہیں اس پر آمادہ کر دے کہ تم حق کی دعوت دینے اور ان پر حجت تمام کرنے سے پہلے ان سے جنگ کرنے لگو۔ (وص 12/667)

میں نے مالک ابن حارث اشترؒ کو تم پر اور تمہارے ماتحت لشکر پر امیر مقرر کیا ہے لہٰذا ان کے فرمان کی پیروی کرو اور انہیں اپنے لیے زرہ ڈھال سمجھو کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے کمزوری ولغزش کا اور جہاں جلدی کرنا تقاضائے ہوشمندی ہو وہاں سستی کا اور جہاں ڈھیل کرنا مناسب ہو وہاں جلد بازی کا اندیشہ نہیں ہے۔(ر13/668)

جب تک وہ پہل نہ کریں تم ان سے جنگ نہ کرنا کیونکہ تم بحمد اللہ دلیل و حجت رکھتے ہو اور تم انہیں چھوڑ دینا کہ وہی پہل کریں یہ ان پر دوسری حجت ہوگی۔ خبردار! جب دشمن (منہ کی کھا کر) میدان چھوڑ بھاگے تو کسی پیٹھ پھیرانے والے کو قتل نہ کرنا کسی بے دست و پا پر ہاتھ نہ اٹھانا، کسی زخمی کی جان نہ لینا اور عورتوں کو اذیت پہنچا کر نہ ستانا، چاہے وہ تمہاری عزت وآبرو پر گالیوں کے ساتھ حملہ کریں اور تمہارے افسروں کو گالیاں دیں کیونکہ ان کی قوتیں ان کی جانیں اور ان کی عقلیں کمزور وضعیف ہوتی ہیں ہم (پیغمبرؐ کے زمانہ میں بھی) مامور تھے کہ ان سے کوئی تعرض نہ کریں حالانکہ وہ مشرک ہوتی ہیں اگر جاہلیت میں بھی کوئی شخص کسی عورت کو پتھر یا لاٹھی سے گزند پہنچاتا تھا تو اس کو اور اس کے بعد کی پشتوں کو مطعون کیا جاتا تھا۔(وص14/669)

وہ پسپائی کہ جس کے بعد پلٹنا ہو اور وہ اپنی جگہ سے ہٹنا جس کے بعد حملہ مقصود ہو تمہیں گراں نہ گزرے، تلواروں کا حق ادا کر دو اور پہلوؤں کے بل گرنے والے دشمنوں کے لیے میدان تیار رکھو۔ سخت سنرہ لگانے اور تلواروں کو بھرپور ہاتھ چلانے کے لیے اپنے کو آمادہ کرو۔ آوازوں کو دبا لو کہ اس سے بوداپن، فریب نہیں پھٹکتا۔ اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو چیرا اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا یہ لوگ اسلام نہیں لائے تھے بلکہ اطاعت کر لی تھی اور دلوں میں کفر کو چھپائے رکھا تھا اب جب یارومددگار مل گئے تو اسے ظاہر کر دیا۔(ر16/673)

مجھ پر تمہارا یہ بھی حق ہے کہ جنگ کی حالت کے علاوہ کوئی راز تم سے پوشیدہ نہ رکھوں اور حکم شرعی کے سوا دوسرے امور میں تمہاری رائے، مشورہ سے پہلوتہی نہ کروں اور تمہارے کسی حق کو پورا کرنے میں کوتاہی نہ کروں۔(ر50/751)

اور فوجی سرداروں میں تمہارے یہاں وہ بلند منزلت سمجھا جائے جو فوجیوں کی اعانت میں برابر کا حصہ لیتا ہو اور اپنے روپے پیسے سے اتنا سلوک کرتا ہو کہ جس سے ان کا اور ان کے پیچھے رہ جانے والے بال بچوں کا بخوبی گزارا ہو سکتا ہو تا کہ وہ ساری فکروں سے بے فکر ہو کر یکسوئی کے ساتھ دشمن سے جہاد کریں اس لیے کہ فوجی سرداروں کے ساتھ تمہارا مہربانی سے پیش آنا ان کے دلوں کو تمہاری طرف موڑ دے گا۔(ر53/762)

تم ان یتیموں، مسکینوں، مومنوں اور مجاہدوں کے مال سے جسے اللہ نے ان کا حق قرار دیا تھا اور ان کے ذریعہ سے ان شہروں کی حفاظت کی تھی کنیزیں خریدتے ہو اور عورتوں سے بیاہ رچاتے ہو۔(ر41/732)

اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا کسی کو مقابلہ کے لیے خود نہ للکارو، ہاں! ہاں اگر دوسرا للکارے تو فوراً جواب دو اس لیے

کہ جنگ کی خود سے دعوت دینے والا زیادتی کرنے والا ہے اور زیادتی کرنے والا تباہ ہوتا ہے۔ (ح 233/878)

والئی ہیئت کمیلؒ ابن زیاد نخعی کے نام:

اس میں ان کے اس طرز عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے کہ جب دشمن کی فوجیں لوٹ مار کے قصد سے ان کے علاقہ کی طرف سے گزریں، تو انہوں نے ان کو روکا نہیں۔

آدمی کا اس کام کو نظر انداز کر دینا کہ جو اسے سپرد کیا گیا ہے اور جو کام اس کے بجائے دوسروں سے متعلق ہے اس میں خواہ مخواہ کو گھسنا ایک کھلی ہوئی کمزوری اور تباہ کن فکر ہے تمہارا اہل قرقیسیا پر دھاوا بول دینا اور اپنی سرحدوں کو خالی چھوڑ دینا جبکہ وہاں نہ کوئی حفاظت کرنے والا ہو، نہ دشمن کی سپاہ کو روکنے والا ہے ایک پریشان خیالی کا مظاہرہ تھا اس طرح تم اپنے دشمنوں کے لیے پل بن گئے۔

جو تمہارے دوستوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں اس عالم میں کہ نہ تمہارے بازوؤں میں توانائی ہے نہ تمہارا کچھ رعب و دبدبہ ہے۔ تم دشمن کا راستہ روکنے والے ہو، نہ اس کا زور توڑنے والے ہو، نہ اپنے شہر والوں کے کام آنے والے ہو اور نہ اپنے امیر کی طرف سے کوئی کام انجام دینے والے ہو۔ (ر 61/786)

پہلا جہاد کہ جس سے تم مغلوب ہو جاؤ گے ہاتھ کا جہاد ہے پھر زبان کا اور پھر دل کا جس نے دل سے بھلائی کو اچھا اور برائی کو برا نہ سمجھا اسے الٹ پلٹ کر دیا جائے گا اس طرح کہ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر دیا جائے گا۔ (ح 375/928)

تم جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اس کے لیے ساز و سامان مہیا کر لو اس کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں اور لپیٹیں بلند ہو رہی ہیں اور جامۂ صبر پہن لو کہ اس سے نصرت و کامرانی حاصل ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ (خ 26/165)

اور رسالت مآبؐ کا یہ طریقہ تھا کہ جب جنگ کے شعلے بھڑکتے تھے اور لوگوں کے قدم پیچھے ہٹنے لگتے تھے تو پیغمبرؐ اپنے اہل بیتؑ کو آگے بڑھا دیتے تھے اور یوں انہیں سینہ سپر بنا کر اصحاب کو نیزہ و شمشیر کی مار سے بچالے جاتے تھے چنانچہ عبیدہ ابن حارثؓ بدر میں، حمزہؓ احد میں اور جعفر جنگ موتہ میں شہید ہو گئے ایک اور شخص نے بھی اگر میں چاہوں تو نام لے سکتا ہوں انہیں لوگوں کی طرح شہید ہونا چاہا لیکن ان کی عمریں جلدی پوری ہو گئیں اور اس کی موت پیچھے جا پڑی۔ (ر 9/660)

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تمہاری طرف بھیجا ہے جو خطرے کے دنوں میں سوتا نہیں اور خوف کی گھڑیوں میں دشمن سے ہراساں نہیں ہوتا اور فاجروں کے لیے جلانے والی آگ سے بھی زیادہ سخت ہے، وہ مالک ابن حارثؓ مذحجی ہے، ان کی بات کو سنو اور ان کے ہر اس حکم کو جو حق کے مطابق ہو مانو کیونکہ وہ اللہ کی تلواروں

میں سے ایک تلوار ہیں کہ جس کی نہ دھار کند ہوتی ہے اور نہ اس کا وار خالی جاتا ہے۔ اگر وہ تمہیں دشمنوں کی طرف بڑھنے کے لیے کہیں تو بڑھو اور ٹھہرنے کے لیے کہیں تو ٹھہرے رہو کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھیں گے، نہ پیچھے ہٹیں گے، نہ کسی کو پیچھے ہٹاتے ہیں اور نہ آگے بڑھاتے ہیں میں نے ان کے بارے میں تمہیں خود اپنے اوپر ترجیح دی ہے اس خیال سے کہ تمہارے خیر خواہ اور دشمنوں کے لیے سخت گیر ثابت ہوں گے۔ (ر 38/729)

فوج کا سردار اس کو بنانا جو اپنے اللہ کا اور اپنے رسولؐ کا اور تمہارے امامؑ کا سب سے زیادہ خیر خواہ ہو، سب سے زیادہ پاک دامن ہو اور بردباری میں نمایاں ہو، جلد غصہ میں نہ آجاتا ہو، عذر معذرت پر مطمئن ہو جاتا ہو، کمزوروں پر رحم کھاتا ہو اور طاقتوروں کے سامنے اکڑ جاتا ہو، نہ بدخوئی اسے جوش میں لے آتی ہو اور نہ پست ہمتی اسے بٹھا دیتی ہو۔ (ر 53/761)

اور کسی مسلمان یا ذمی کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ مگر یہ کہ اس کے پاس گھوڑا یا ہتھیار جو اہل اسلام کے خلاف استعمال ہونے والا ہو اس لیے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اس کو دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں رہنے دے کہ جو مسلمانوں پر غلبہ کا سبب بن جائے۔ (ر 51/752)

خدا کی قسم! تم جنگ کے شعلے بھڑکانے کے لیے بہت برے ثابت ہوئے ہو تمہارے خلاف سب تدبیریں ہوا کرتی ہیں اور تم دشمنوں کے خلاف کوئی تدبیر نہیں کرتے۔ تمہارے (شہروں کے) حدود دن بہ دن کم ہوتے جارہے ہیں مگر تمہیں غصہ نہیں آتا وہ تمہاری طرف سے کبھی غافل نہیں ہوتے اور تم ہو کہ غفلت میں سب کچھ بھولے ہوئے ہو، خدا کی قسم! ایک دوسرے پر ٹالنے والے ہارا ہی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں تمہارے متعلق یہی گمان رکھتا ہوں کہ اگر جنگ زور پکڑ لے اور موت کی گرم بازاری ہو تو تم ابن ابی طالبؑ سے اس طرح کٹ جاؤ گے جس طرح بدن سے سر (کہ دوبارہ پلٹنا ممکن ہی نہ ہو) جو شخص اپنے دشمن کو اس طرح اپنے قابو میں دے دے کہ وہ اس کی ہڈیوں سے گوشت تک اڑا ڈالے اور ہڈیوں کو توڑ دے اور کھال کو پارہ پارہ کر دے تو اس کا عجز انتہاء کو پہنچا ہوا ہے، وہ سینے کی پسلیوں میں گھرا ہوا (دل) کمزور وناتواں ہے اگر تم ایسا ہونا چاہتے ہو تو ہوا کرو لیکن میں تو ایسا اس وقت تک نہ ہونے دوں گا جب تک مقام مشارف کی (تیز دھار) تلواریں چلا نہ لوں کہ جس سے سر کی ہڈیوں کے پرخچے اڑ جائیں اور بازو اور قدم کٹ کٹ کر گرنے لگیں اس کے بعد جو اللہ چاہے، وہ کرے۔ (خ 34/186)

میں نے اس قوم سے لڑنے کے لیے رات بھی اور دن بھی علانیہ بھی اور پوشیدہ بھی تمہیں پکارا اور للکارا اور تم سے کہا کہ قبل اس سے کہ وہ جنگ کے لیے بڑھیں تم ان پر دھاوا بول دو۔ خدا کی قسم! جن افراد قوم پر ان کے گھروں کے حدود کے اندر ہی حملہ ہو جاتا ہے وہ ذلیل وخوار ہوتے ہیں لیکن تم نے جہاد کو دوسروں پر ٹال دیا اور ایک دوسرے کی مدد سے پہلو بچانے لگے یہاں تک کہ تم پر غارت گریاں ہوئیں اور تمہارے شہروں پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا اسی بنی غامد کے آدمی (سفیان ابن عوف) ہی کو دیکھ لو کہ اس کی فوج کے سوار (شہر) انبار کے اندر کے پہنچ گئے اور حسان ابن حسان بکری کو قتل کر دیا اور تمہارے محافظ سواروں کو سرحدوں سے ہٹا دیا اور مجھے تو یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ اس جماعت کا ایک آدمی مسلمان اور ذمی عورتوں کے گھروں میں گھس جاتا تھا اور ان کے پیروں سے کڑے (ہاتھوں سے کنگن) اور گلو بند اور گوشوارے اتار لیتا تھا اور ان کے پاس اس سے حفاظت کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔ سوا اس کے کہ **انا للہ و انا الیہ راجعون** کہتے ہوئے صبر سے کام لیں یا خوشامدیں کر کے اس سے رحم کی التجا کریں۔ وہ لدے پھندے ہوئے پلٹ گئے نہ کسی کے زخم آیا نہ کسی کا خون بہا اب اگر کوئی مسلمان ان سانحات کے بعد رنج وملال سے مر جائے تو اسے ملامت نہیں کی جا سکتی بلکہ میرے نزدیک ایسا ہی ہونا چاہیے، العجب ثم العجب ۔۔۔ خدا کی قسم! ان لوگوں کا باطل پر ایکا کر لینا اور تمہاری جمعیت کا حق سے منتشر ہو جانا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور رنج و اندوہ بڑھا دیتا ہے تمہارا برا ہو تم غم وحزن میں مبتلا ہو تم تو تیروں کا از خود نشانہ بنے ہوئے ہو، تمہیں ہلاک وتاراج کیا جا رہا ہے مگر تمہارے قدم حملے کے لیے نہیں اٹھتے، وہ تم سے لڑ بھڑ رہے ہیں اور تم جنگ سے جی چراتے ہو، اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں اور تم راضی ہو رہے ہو اگر گرمیوں میں تمہیں ان کی طرف بڑھنے کے لیے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ یہ انتہائی شدت کی گرمی کا زمانہ ہے اتنی مہلت دیجیئے کہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے اور اگر سردیوں میں چلنے کے لیے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا ہے اتنا ٹھہر جائیے کہ سردی کا موسم گزر جائے یہ سب سردی اور گرمی سے بچنے کے لیے باتیں ہیں جب تم سردی اور گرمی سے اس طرح بھاگتے ہو تو پھر خدا کی قسم! تم تلواروں کو دیکھ کر اس سے کہیں زیادہ بھاگو گے۔ (خ 27/166)

اور اس طرح تم لوگوں کا یہ کہنا کہ مجھے اہل شام سے جہاد کرنے کے جواز میں کچھ شبہ ہے تو خدا کی قسم! میں نے جنگ کو ایک دن کے لیے بھی التوا میں نہیں ڈالا مگر اس خیال سے کہ ان میں سے شاید کوئی گروہ مجھ سے آ کر مل جائے اور میری وجہ سے

ھدایت پا جائے اور اپنی چندھیائی ہوئی آنکھوں سے میری روشنی کو بھی دیکھ لے اور مجھے یہ چیز گمراہی کی حالت میں انہیں قتل کر دینے سے کہیں زیادہ پسند ہے اگر چہ اپنے گناہوں کے ذمہ دار بہر حال یہ خود ہوں گے۔ (ک 55/210)

ہم (مسلمانوں) رسول اللہؐ کے ساتھ ہو کر اپنے باپ، بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے اس سے ہمارا ایمان بڑھتا تھا اطاعت اور راہ حق کی پیروی میں اضافہ ہوتا تھا اور کرب و الم کی سوزشوں پر صبر میں زیادتی ہوتی تھی اور دشمنوں سے جہاد کرنے کی کوششیں بڑھ جاتی تھیں (جہاد کی صورت یہ تھی کہ) ہم میں سے ایک شخص اور فوج دشمن کا کوئی سپاہی دونوں مردوں کی طرح آپس میں بھڑ تے تھے اور جان لینے کے لیے ایک دوسرے پر جھپٹ پڑتے تھے کہ کون اپنے حریف کو موت کا پیالہ پلاتا ہے کبھی ہماری جیت ہوتی تھی اور کبھی ہمارے دشمن کی۔ چنانچہ جب خداوند عالم نے ہماری (نیتوں) کی سچائی دیکھ لی تو اس نے ہمارے دشمنوں کو رسوا و ذلیل کیا اور ہماری نصرت و تائید فرمائی یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ پر جم گیا اور منزل پر برقرار ہو گیا۔ خدا کی قسم! اگر ہم بھی تمہاری طرح کرتے تو نہ کبھی دین کا ستون گڑتا اور نہ ایمان کا تنا برگ و بار لاتا۔ خدا کی قسم! اپنے کیے کے بدلے میں دودھ کے بجائے خون دوہو گے اور آخر تمہیں ندامت و شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔ (ک 56/210)

اور اس کی راہ میں جہاد کرنا کہ وہ اسلام کی سربلند چوٹی ہے۔ (خ 108/328)

مگر اب ہم کو ان لوگوں سے کہ جو اسلام کی رو سے بھائی کہلاتے ہیں جنگ کرنا پڑ گئی ہے چونکہ (ان کی وجہ سے) اس میں گمراہی، کجی شبہات اور غلط سلط تاویلات داخل ہو گئے ہیں تو ہمیں کوئی ایسا ذریعہ نظر آئے کہ جس سے (ممکن) ہے اللہ ہماری پریشانیوں کو دور کر دے اور اس کی وجہ سے ہمارے درمیان جو باقی ماندہ (لگاؤ) رہ گیا ہے اس کی طرف بڑھتے ہوئے ایک دوسرے سے قریب ہوں تو ہم اسی کے خواہشمند رہیں گے اور کسی دوسری صورت سے جو اس کے خلاف ہو ہاتھ روک لیں گے۔ (خ 120/352)

بارالہا! تو خوب جانتا ہے کہ یہ جو کچھ بھی ہم سے (جنگ و پیکار کی صورت میں) ظاہر ہوا اس لیے نہیں تھا کہ ہمیں تسلط و اقتدار کی خواہش تھی یا مال دنیا کی طلب تھی بلکہ یہ اس لیے تھا کہ ہم دین کے نشانات کو (پھر ان کی جگہ پر) پلٹائیں اور تیرے شہروں میں امن و بہبودی کی صورت پیدا کریں تا کہ تیرے ستم رسیدہ بندوں کو کوئی کھٹکا نہ رہے اور تیرے وہ احکام (پھر سے) جاری ہو جائیں جنہیں بیکار بنا دیا گیا ہے۔ اے اللہ! میں پہلا شخص ہوں جس نے تیری طرف رجوع کی اور تیرے حکم کو سن کر لبیک کہی اور رسول اللہؐ کے علاوہ کسی نے بھی نماز پڑھنے میں مجھ پر سبقت نہیں کی۔ (ک 130/376)

خدا کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے ان لوگوں کے نام جو اللہ کے لیے غضب ناک ہوئے اس وقت زمین

میں اللہ کی نافرمانی اور اس کے حق کی بربادی ہو رہی تھی اور ظلم نے اپنے شامیانے ہر اچھے برے مقامی اور پردیسی پر تان رکھے تھے۔ نہ نیکی کا چلن تھا اور نہ برائی سے بچا جاتا تھا۔ (ر38/728)

اسی خط کا ایک حصہ یہ ہے:۔ بخدا اگر میں تن تنہا ان سے مقابلہ کے لیے نکلوں اور زمین کی ساری وسعتیں ان سے چھلک رہی ہوں، جب بھی میں پروانہ کروں اور نہ پریشان ہوں اور میں جس گمراہی میں وہ ہیں اور جس ہدایت پر میں ہوں اس کے متعلق پوری بصیرت اور اپنے پروردگار کے فضل و کرم سے یقین رکھتا ہوں اور میں اللہ کے حضور میں پہنچنے کا مشتاق اور اس کے حسن ثواب کے لیے دامن امید پھیلائے ہوئے منتظر ہوں مگر مجھے اس کی فکر ہے کہ اس قوم پر حکومت کریں بدمغز اور بدکردار لوگ اور وہ اللہ کے مال کو اپنی املاک اور اس کے بندوں کو غلام بنالیں نیکوں سے برسرپیکار رہیں اور بدکرداروں کو اپنے جتھے میں رکھیں کیونکہ ان میں بعض کا مشاہدہ تمہیں ہو چکا ہے کہ اس نے تمہارے اندر شراب نوشی کی اور اسلامی حد کے سلسلہ میں اسے کوڑے لگائے گئے اور ان میں ایسا شخص بھی ہے جو اس وقت تک اسلام نہیں لایا جب تک اسے آمدنیاں نہیں ہوئیں اگر اس کی فکر مجھے نہ ہوتی تو میں اس طرح تمہیں (جہاد پر) نہ آمادہ کرتا، نہ اس طرح جھنجھوڑتا، نہ تمہیں اکٹھا کرنے اور شوق دلانے کی کوشش کرتا بلکہ تم سرتابی اور کوتاہی کرتے تو تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دیتا۔

کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے شہروں کے حدود (روز بروز) کم ہوتے جا رہے ہیں اور تمہارے ملک کے مختلف حصوں پر قبضہ کیا جاتا ہے تمہاری ملکیتیں چھن رہی ہیں اور تمہارے شہروں پر جو چڑھائیاں ہو رہی ہیں خدا تم پر رحم کرے اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لیے چل پڑو اور سست ہو کر زمین سے چمٹے نہ رہو ورنہ یاد رکھو کہ ظلم وستم سہتے رہو گے اور ذلت میں پڑے رہو گے اور تمہارا حصہ انتہائی پست ہو گا، سنو! جنگ آزما ہوشیار و بیدار رہا کرتا ہے اور جو سو جاتا ہے دشمن اس سے غافل ہو کر سویا نہیں کرتا۔ والسلام (ر62/787)

فوجی دستے بہ حکم خدا رعیت کی حفاظت کا قلعہ، فرمانروائی کی زینت، دین و مذہب کی قوت اور امن کی راہ ہیں۔ رعیت کا نظم ونسق انہی سے قائم رہ سکتا ہے اور فوج کی زندگی کا سہارا وہ خراج ہے جو اللہ نے اس کے لیے معین کیا ہے کہ جس سے وہ دشمنوں سے جہاد کرنے میں تقویت حاصل کرتے اور اپنی حالت کو درست بناتے اور ضروریات کو بہم پہنچاتے ہیں۔ (ر53/760)

اور جہاد کو اسلام کی سرفرازی بخشنے کے لیے۔ (ح252/883)

اے اہل ایمان! جو شخص دیکھے کہ ظلم و عدوان پر عمل ہو رہا ہے اور برائی کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور وہ دل سے اسے برا سمجھے تو وہ (عذاب سے) محفوظ اور (گناہ سے) بری ہو گیا اور جو زبان سے اسے برا کہے وہ ماجور ہے اور صرف دل سے برا سمجھنے والے سے افضل ہے اور جو شخص شمشیر بکف ہو کر اس برائی کے خلاف کھڑا ہوتا کہ اللہ کا بول بالا ہو اور ظالموں کی بات گر جائے تو یہی وہ شخص ہے جس نے ہدایت کی راہ کو پا لیا اور سیدھے راستے پر ہو لیا اور اس کے دل میں یقین نے روشنی پھیلا دی۔ (ح373/927)

عقد صلح

اگر دشمن ایسی صلح کی تمہیں دعوت دے کہ جس میں اللہ کی رضا مندی ہو تو اسے کبھی ٹھکرا نہ دینا کیونکہ صلح میں تمہارے لشکر کے لیے آرام و راحت، خود تمہارے لیے فکروں سے نجات اور شہروں کے لیے امن کا سامان ہے لیکن صلح کے بعد دشمن سے چوکنا اور خوب ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دشمن قرب حاصل کرتا ہے تاکہ یہ تمہاری غفلت سے فائدہ اٹھائے لہٰذا احتیاط کو ملحوظ رکھو اور اس کے بارے میں حسن ظن سے کام نہ لو اور اگر اپنے اور دشمن سے معاہدہ کرو یا اسے اپنے دامن میں پناہ دو تو پھر عہد و پیمان دے کر وعدہ کا لحاظ رکھو۔ اور اپنے قول اقرار کی حفاظت کے لیے اپنی جان کو سپر بنادو کیونکہ اللہ کے فرائض میں سے ایفائے عہد کی ایسی کوئی چیز نہیں کہ جس کی اہمیت پر دنیا اپنے الگ الگ نظریوں اور مختلف رایوں کے باوجود یکجہتی سے متفق ہو اور مسلمانوں کے علاوہ مشرکوں تک نے اپنے درمیان معاہدوں کی پابندی کی ہے اس لیے کہ عہد شکنی کے نتیجہ میں انہوں نے تباہیوں کا اندازہ کیا تھا لہٰذا اپنے عہد و پیمان میں غداری اور قول و قرار میں بدعہدی نہ کرنا اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کرنا کیونکہ اللہ پر جرأت جاہل بدبخت کے علاوہ دوسرا نہیں کرسکتا اور اللہ نے عہد و پیمان کی پابندی کو امن کا مقام قرار دیا ہے کہ جسے اپنی رحمت سے بندوں میں عام کردیا ہے۔ اور ایسی پناہ گاہ بنایا ہے کہ جس کے دامن حفاظت میں پناہ لینے اور اس کے جوار میں منزل کرنے کے لیے وہ تیزی سے بڑھتے ہیں لہٰذا اس میں کوئی جعلسازی فریب کاری اور مکاری نہ ہونا چاہئے اور ایسا کوئی معاہدہ کرو ہی نہ جس کی تاویلوں کی ضرورت پڑنے کا امکان ہو اور معاہدہ کے پختہ اور طے ہوجانے کے بعد اس کے کسی مبہم لفظ کے دوسرے معنی نکال کر فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو اور اس عہد و پیمان خداوندی میں کسی دشواری کا محسوس ہونا تمہارے لیے اس کا باعث نہ ہونا چاہئے کہ تم اسے ناحق کرنے کی کوشش کرو کیونکہ ایسی دشواریوں کو جھیلے جانا کہ جن سے چھٹکارے کی اور انجام بخیر ہونے کی امید ہو اس بدعہدی کرنے سے بہتر ہے، جس کے برے انجام کا تمہیں خوف اور اس کا اندیشہ ہو کہ اللہ کے یہاں تم سے اس پر کوئی جواب دہی ہوگی اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی ہوگی (ر53/773)۔

بارالہا! دل تیری طرف کھنچ رہے ہیں، گردنیں تیری طرف اٹھ رہی ہیں، آنکھیں تجھ پر لگی ہوئی ہیں، قدم حرکت میں آچکے ہیں اور بدن لاغر پڑ چکے ہیں۔ بارالہا چھپی ہوئی عداوتیں ابھر آئی ہیں اور کینہ وعناد کی دیگیں جوش کھانے لگی ہیں، خداوندا! ہم تجھ سے اپنے نبیؐ کے نظروں سے اوجھل ہوجانے، اپنے دشمنوں کے بڑھ جانے اور اپنی خواہشوں میں تفرقہ پڑجانے کا شکوہ کرتے ہیں ، پروردگار! تو ہی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کر اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ (ر15/672)

اس کے بعد تھوڑے سے وہ لوگ رہ گئے جن کی آنکھیں آخرت کی یاد اور حشر کے خوف سے جھکی ہوئی ہیں اور ان سے آنسو رواں رہتے ہیں۔ ان میں کچھ تو وہ ہیں جو دنیا والوں سے الگ تھلگ تنہائی میں پڑے ہیں اور کچھ خوف و ہراس کے عالم میں ذلتیں سہہ رہے ہیں اور بعض نے اس طرح چپ سادھ لی ہے کہ گویا ان کے منہ باندھ دیئے گئے ہیں، کچھ خلوص سے دعائیں مانگ رہے ہیں کچھ غم زدہ و درد رسیدہ ہیں جنہیں خوف نے گمنامی کے گوشہ میں بٹھا دیا ہے اور خستگی و درماندگی ان پر چھائی ہوئی ہے وہ ایک شور دریا میں ہیں (کہ باوجود پانی کی کثرت کے پھر وہ پیاسے ہیں) ان کے منہ بند اور دل مجروح ہیں انہوں نے لوگوں کو اتنا سمجھایا بجھایا کہ وہ اکتا گئے اور اتنا ان پر جبر کیا گیا کہ وہ بالکل دب گئے اور اتنے قتل کئے گئے کہ ان میں (نمایاں) کمی ہوگئی۔ (خ 32/182)

اور مجھے اپنی زندگی کی قسم! کہ تم قلبی کیفیت پر پردہ ڈالنے اور اسے چھپانے میں دوسرے مہاجرین سے زیادہ سزاوار نہ تھے اور بیعت کرنے سے پہلے اسے رد کرنے کی تمہارے لیے اس سے زیادہ گنجائش تھی کہ اب اقرار کے بعد اس سے نکلنے کی کوشش کرو۔ (ر 54/780)

میرے بعد جلد ہی تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہوگا جس کا حلق کشادہ اور پیٹ بڑا ہوگا جو پائے گا نگل جائے گا اور جو نہ پائے گا اس کی اسے ڈھونڈ لگی رہے گی (بہتر تو یہ ہے کہ) تم اسے قتل کر ڈالنا لیکن مجھے یہ معلوم ہے کہ تم اسے ہرگز قتل نہ کرو گے، وہ تمہیں حکم دے گا کہ مجھے برا کہو اور مجھ سے بیزاری کا اظہار کرو جہاں تک برا کہنے کا تعلق ہے مجھے برا کہہ لینا اس لیے کہ میرے لیے پاکیزگی کا سبب اور تمہارے لیے (دشمنوں سے) نجات پانے کا باعث ہے لیکن (دل سے) بیزاری اختیار نہ کرنا اس لیے کہ میں (دین) فطرت پر پیدا ہوا ہوں اور ایمان و ہجرت میں سابق ہوں۔ (ک 57/212)

زمین سے چمٹے رہو، بلا و سختی کو برداشت کرتے رہو اور اپنی زبان کی خواہشوں سے مغلوب ہو کر اپنے ہاتھوں اور تلواروں کو حرکت نہ دو اور جن چیزوں میں اللہ نے جلدی نہیں کی ان میں جلدی نہ مچاؤ بلا شبہ تم میں سے جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ اور ان کے اہل بیتؑ کے حق کو پہچانتے ہوئے بستر پر بھی دم توڑے وہ شہید مرتا ہے اور اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس عمل خیر کی نیت اس نے کی ہے اس کے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے اور اس کی یہ نیت تلوار سونتنے کے قائم مقام ہے بیشک ہر چیز

کی ایک مدت اور میعاد ہوا کرتی ہے۔(خ188/522)

اپنے نبیؐ کے اہل بیتؑ کو دیکھو ان کی سیرت پر چلو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو وہ تمہیں ہدایت سے باہر نہیں ہونے دیں گے اور نہ گمراہی و ہلاکت کی طرف پلٹائیں گے اگر وہ کہیں ٹھہریں تو تم بھی ٹھہر جاؤ اور اگر وہ اٹھیں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہو ان سے آگے نہ بڑھ جاؤ ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔اور نہ (انہیں چھوڑ کر) پیچھے رہ جاؤ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔(خ95/300)

اے لوگو! فتنہ وفساد کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیر کر اپنے کو نکال لے جاؤ،تفرقہ و انتشار کی راہوں سے اپنے رخ موڑ لو،فخر ومباہات کے تاج اتار ڈالو،صحیح طریقہ پرعمل اختیار کرنے میں کامیاب وہ ہے جو اٹھے تو پر وبال کے ساتھ اٹھے اورنہیں تو (اقتدار کی کرسی) دوسروں کے لیے چھوڑ بیٹھے اور اس طرح خلق خدا کو بدامنی سے راحت میں رکھے (اس وقت طلب خلافت کے لیے کھڑا ہونا) یہ ایک گندلا پانی اور ایسا لقمہ ہے جو کھانے والے کے گلوگیر ہو کر رہے گا۔پھلوں کو ان کے پکنے سے پہلے چننے والا ایسا ہے جیسے دوسروں کی زمین میں کاشت کرنے والا۔(خ5/121)

فتنہ وفساد میں اس طرح رہو جس طرح اونٹ کا وہ بچہ جس نے ابھی اپنی عمر کے دو سال ختم کیے ہوں کہ نہ تو اس کی پیٹھ پر سواری کی جا سکتی ہے اور نہ اس کے تھنوں سے دودھ دوہا جا سکتا ہے۔(ح1/809)

میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو مجھے اپنے اہل بیتؑ کے علاوہ کوئی اپنا معین و مددگار نظر نہ آیا،میں نے انہیں موت کے منہ میں دینے سے بخل کیا،آنکھوں میں خس و خاشاک تھا مگر میں نے چشم پوشی کی،حلق میں پھندے تھے مگر میں نے غم وغصہ کے گھونٹ پی لیے اور گلوگرفتگی کے باوجود حنظل سے زیادہ تلخ حالت پر صبر کیا۔(خ26/165)

نماز

نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت کرو اور اسے زیادہ سے زیادہ بجالاؤ اور اس کے ذریعہ سے اللہ کا تقرب چاہو کیونکہ نماز مسلمانوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ واجب کی گئی ہے کیا (قرآن میں) دوزخیوں کے جواب کو تم نے نہیں سنا کہ جب ان سے پوچھا جائے گا کہ کون سی چیز تمہیں دوزخ کی طرف کھینچ لائی ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے بلاشبہ نماز گناہوں کو جھاڑ کر اس طرح الگ کر دیتی ہے جس طرح (درخت سے) پتے جھڑتے ہیں اور انہیں اس طرح الگ کرتی ہے جس طرح چوپاؤں کی گردنوں سے پھندے کھول کر انہیں رہا کیا جاتا ہے۔ رسول اللہؐ نے نماز کو اس گرم چشمہ سے تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے گھر کے دروازہ پر ہو اور وہ اس میں دن رات پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا امید کی جا سکتی ہے کہ اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گا، نماز کا حق تو وہی مردان باخدا پہچانتے ہیں جنہیں متاع دنیا کی سج دھج اور مال و اولاد کا سرور دیدہ و دل اس سے غفلت میں نہیں ڈالتا (چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ" کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے، نہ خرید و فروخت"۔ اور رسول اللہؐ باوجودیکہ انہیں جنت کی نوید دی جا چکی تھی (بکثرت) نماز پڑھنے سے اپنے کو زحمت و تعب میں ڈالتے تھے چونکہ انہیں اللہ کا ارشاد تھا کہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو چنانچہ حضرتؐ اپنے گھر والوں کو خصوصیت کے ساتھ نماز کی تاکید بھی فرماتے تھے اور خود بھی اس کی کثرت بجا آوری میں زحمت و مشقت برداشت کرتے تھے۔ (ک197/572)

نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ (وص47/748)

اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص حصوں میں ناقص اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ ایّام کے دور میں نماز اور روزہ انہیں چھوڑنا پڑتا ہے۔ (خ78/237)

اور نماز کی پابندی کرو کہ وہ عین دین ہے۔ (خ108/328)

سید الشہداء اور پیغمبرؐ نے صرف انہیں یہ خصوصیت بخشی کہ ان کے نماز جنازہ میں ستر تکبیریں کہیں۔ (ر28/693)

اور نماز کو فرض کیا رعونت سے بچانے کے لیے۔ (ح252/883)

وہ گناہ مجھے اندوہناک نہیں کرتا جس کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں اور اللہ سے امن وعافیت کا سوال کروں۔(ح 299/907)

یہی وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکوٰۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے۔ ان کی آنکھوں کو عجز و شکستگی سے جھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع بنا کر رعونت وخود پسندی کو ان سے دور کرتا ہے۔ نماز میں نازک چہروں کو عجز و نیازمندی کی بناء پر خاک آلودہ کیا جاتا ہے۔(خ 190/537)

ان مخصوص اشغال میں سے کہ جن کے ساتھ تم خلوص کے ساتھ اللہ کے لیے اپنے دینی فریضہ کو ادا کرتے ہو ان واجبات کی انجام دہی ہونا چاہیئے جو اس کی ذات سے مخصوص ہیں تم شب و روز کے اوقات میں اپنی جسمانی طاقتوں کا کچھ حصہ اللہ کے سپرد کر دو اور جو عبادت بھی تقرب الٰہی کی غرض سے بجالانا ایسی ہو کہ نہ اس میں کوئی خلل ہو اور نہ کوئی نقص۔ چاہے اس میں کتنی جسمانی زحمت اٹھانا پڑے اور دیکھو! جب لوگوں کو نماز پڑھانا تو ایسی نہیں کہ (طول دے کر) لوگوں کو بیزار کر دو اور نہ ایسی مختصر کہ نماز برباد ہو جائے اس لیے کہ نمازیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور ایسے جنہیں کوئی ضرورت درپیش ہوتی ہے چنانچہ جب مجھے رسول اللہؐ نے یمن کی طرف روانہ کیا تو میں نے آپؐ سے دریافت کیا کہ انہیں نماز کس طرح پڑھاؤں تو فرمایا کہ جیسی ان میں سب سے زیادہ کمزور و ناتواں کی نماز ہو سکتی ہے اور مومنوں کے حال پر مہربان ہونا چاہیئے۔(ر 53/771)

نماز ہر پرہیزگار کے لیے باعث تقرب ہے۔(ر 136/852)

اوقات نماز

نماز کو اس کے مقررہ وقت پر ادا کرنا اور فرصت ہونے کی وجہ سے قبل از وقت نہ پڑھ لینا اور نہ مشغولیت کی وجہ سے اسے پیچھے ڈال دینا۔ یاد رکھو! کہ تمہارا ہر عمل نماز کے تابع ہے۔ (ر 27/691)

ظہر کی نماز پڑھاؤ اس وقت تک کہ سورج اتنا جھک جائے کہ بکریوں کے باڑے کی دیوار کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت تک پڑھا دینا چاہئے کہ سورج ابھی روشن اور زندہ ہو اور دن ابھی اتنا باقی ہو کہ چھ میل کی مسافت طے کی جا سکے اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھاؤ کہ جب روزہ دار افطار کرتا ہے اور حاجی عرفات سے واپس جاتے ہیں اور عشاء کی نماز مغرب کی سرخی غائب ہونے سے رات کے ایک تہائی حصہ تک پڑھا دو اور صبح کی نماز اس وقت پڑھاؤ جب آدمی اپنے ہمراہی کا چہرہ پہچان لے۔ (ر 52/753)

نماز جماعت

اور نماز اتنی مختصر پڑھاؤ جو ان میں سے سب سے کمزور آدمی پر بھی بار نہ ہو اور لوگوں کے لیے صبر آزما نہ بن جاؤ۔ (ر 52/753)

چنانچہ جب مجھے رسول اللہؐ نے یمن کی طرف روانہ کیا تو میں نے آپؐ سے دریافت کیا کہ انہیں نماز کس طرح پڑھاؤں تو فرمایا کہ جیسی ان میں سب سے زیادہ کمزور و ناتواں کی نماز ہو سکتی ہے اور تمہیں مومنوں کے حال پر مہربان ہونا چاہئے۔ (ر 53/771)

جمعہ کے دن نماز میں حاضر ہوئے بغیر سفر نہ کرنا مگر یہ کہ خدا کی راہ میں جہاد کے لیے جانا ہو یا کوئی معذوری درپیش ہو اور اپنے تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت کرو کیونکہ اللہ کی اطاعت دوسری چیزوں پر مقدم ہے۔ (ر 69/801)

14 مناجات اور نماز شب

وہ لوگ کہاں ہیں کہ جنہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے اسے قبول کرلیا اور قرآن کو پڑھا تو اس پر عمل بھی کیا جہاد کے لیے انہیں ابھارا گیا تو اس طرح شوق سے بڑھے جیسے دودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف۔انہوں نے تلواروں کو نیاموں سے نکال لیا اور دستہ بدستہ اور صف بصف بڑھتے ہوئے زمین کے اطراف پر قابو پالیا۔ان میں سے کچھ مر گئے، کچھ بچ گئے، نہ زندہ رہنے والوں کے مژدہ سے وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر ہوتے ہیں، رونے سے ان کی آنکھیں سفید، روزوں سے ان کے پیٹ لاغر دعاؤں سے ان کے ہونٹ خشک اور جاگنے سے ان کے چہرے خاک آلود رہتے تھے یہ میرے وہ بھائی تھے جو دنیا سے گزر گئے اب ہم حق بجانب ہیں اگر ان کی دید کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔(خ119/349)

اللہ کے بندو! تقوٰی ہی نے اللہ کے دوستوں کو منہیات سے بچایا ہے اور ان کے دلوں میں خوف پیدا کیا ہے، یہاں تک کہ ان کی راتیں جاگتے اور تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گزر جاتی ہیں اور اس تعب وکلفت کے عوض راحت (دائمی) اور اس پیاس کے بدلہ میں (تسنیم وکوثر سے) سیرابی حاصل کرتے ہیں انہوں نے موت کو قریب سمجھ کر ایمان میں جلدی کی اور امیدوں کو جھٹلا کر اجل کو نگاہ میں رکھا۔(خ112/337)

اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح وہ مرد زیرک و دانا ڈرتا ہے کہ جس کے دل کو (عقبیٰ کی) سوچ بچار نے اور چیزوں سے غافل کردیا ہو اور خوف نے اس کے بدن کو تعب وکلفت میں ڈال دیا ہو اور نماز شب نے اس کی تھوڑی بہت نیند کو بھی بیداری سے بدل دیا ہو اور امید ثواب میں اس کے دن کی تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گزرتی ہوں اور زہد وورع نے اس کی خواہشوں کو روک دیا ہو اور ذکر الٰہی سے اس کی زبان ہر وقت حرکت میں ہو خطروں کے آنے سے پہلے اس نے خوف کھایا ہو۔(خ81/247)

انہیں جوق در جوق جنت کی طرف بڑھایا جائے گا وہ عذاب سے محفوظ عتاب و سرزنش سے علیحدہ اور آگ سے بری ہوں گے۔گھر ان کا پرسکون اور وہ اپنی منزل و جائے قرار سے خوش ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دنیا میں اعمال پاک و پاکیزہ تھے اور آنکھیں اشکبار رہتی تھیں دنیا میں ان کی راتیں خضوع وخشوع اور توبہ واستغفار میں (بیداری کی وجہ سے) دن اور

دن لوگوں سے متوحش وعلیحدہ رہنے کے باعث ان کے لیے رات تھے تو اللہ نے جنت کو ان کی جائے بازگشت اور وہاں کی نعمتوں کو ان کی جزاء قرار دیا ہے اور وہ اس کے سزاوار اور اہل وحقدار تھے اس ہمیشہ رہنے والی سلطنت اور برقرار رہنے والی نعمتوں میں۔ (خ 188/521)

میں تو اس جماعت میں سے ہوں کہ جن پر اللہ کے بارے میں کوئی ملامت اثر انداز نہیں ہوتی، وہ جماعت ایسی ہے جن کے چہرے سچوں کی تصویر اور جن کا کلام نیکوں کے کلام کا آئینہ دار ہے وہ شب زندہ دار، دن کے روشن مینار اور اللہ کی رسی سے وابستہ ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے فرمانوں اور پیغمبرؐ کی سنتوں کو زندگی بخشتے ہیں ان کے دل جنت میں اٹکے ہوئے اور جسم اعمال میں لگے ہوئے ہیں۔ (190/547)

میں نے محمدؐ کے خاص خاص اصحاب دیکھے ہیں مجھے تو تم میں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جو ان کے مثل ہو وہ اس عالم میں صبح کرتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوتے اور چہرے خاک سے اٹے ہوتے تھے اس عالم میں کہ کبھی پیشانیاں سجدے میں رکھتے تھے اور کبھی رخسار، اور حشر کی یاد سے اس طرح بے چین رہتے تھے کہ جیسے انگاروں پر ٹھہرے ہوئے ہوں اور لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانیوں پر) بکری کے گھٹنوں ایسے گٹے پڑے ہوئے تھے، جب بھی ان کے سامنے اللہ کا ذکر آ جاتا تھا تو ان کی آنکھیں برس پڑتی تھیں یہاں تک کہ ان گریبانوں کو بھگو دیتی تھیں وہ اس طرح کانپتے رہتے تھے جس طرح تیز جھکڑ والے دن درخت تھرتھراتے ہیں سزا کے خوف اور ثواب کی امید میں۔ (خ 95/300)

رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں غم واندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے فرض کا چارہ ڈھونڈھتے ہیں جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی ترغیب دلائی گئی ہو تو اس کی طمع میں ادھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پرکیف) منظر ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے کہ جس میں (دوزخ سے) ڈرایا گیا ہو تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار ان کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے وہ (رکوع میں) اپنی کمریں جھکائے اور سجدہ میں اپنی پیشانیاں، ہتھیلیاں، گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے ہیں اور اللہ سے گلوخلاصی کے لیے التجائیں کرتے ہیں دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند، عالم، نیکوکار اور پرہیزگار نظر آتے ہیں۔ (خ 191/554)

اگر تم ان کی پاکیزہ جگہوں اور پسندیدہ محفلوں میں ان کی تصویر اپنے ذہن میں کھینچو جب کہ وہ اپنے اعمال ناموں کو

کھولے ہوں اور اپنے نفسوں سے چھوٹے بڑے کام کا محاسبہ کرنے پر آمادہ ہوں ایسے کام کو جن پر وہ مامور تھے اور انہوں نے کوتاہی کی یا ایسے جن سے انہیں روکا گیا تھا اور ان سے تقصیر ہوئی اور ہمیشہ اپنی پشتوں کو اپنے گناہوں سے گرانبار محسوس کرتے رہے ہوں کہ جن کے اٹھانے سے وہ اپنے کو عاجز و درماندہ پاتے ہوں اس لیے روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئی ہوں اور بلک بلک کر روتے ہوئے ایک دوسرے کو جواباً چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہوں تو اس صورت میں تمہیں ہدایت کے نشانوں اور اندھیروں کے چراغ نظر آئیں گے کہ جن کے گرد فرشتے حلقہ کیے ہوں گے تسلی و تسکین کا ان پر ورود ہو، آسمان کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہوں، عزت کی مسندیں ان کے لیے مہیا ہوں ایسی جگہ پر کہ جہاں اللہ کی نظر توجہ ان پر ہو، وہ ان کی کوششوں سے خوش ہو اور ان کی منزلت پر آفرین کرتا ہو، وہ اسے پکارنے کی وجہ سے عفو و بخشش کی ہواؤں میں سانس لیتے ہوں، وہ اس کے فضل و کرم کی احتیاج میں گروی ہوں اور اس کی عظمت و رفعت کے سامنے ذلت و پستی میں جکڑے ہوئے ہوں، غم و اندوہ کی طویل مدت نے ان کے دلوں کو زخمی اور گریہ و بکا کی کثرت نے ان کی آنکھوں کو مجروح کر دیا ہو، ہر اس دروازے پر ان کا ہاتھ دستک دینے والا ہے جو اس کیطرف متوجہ و راغب کرے اور اس سے مانگتے ہیں کہ جس کے جود و کرم کی پہنائیاں تنگ نہیں ہوتیں اور نہ خواہش لے کر بڑھنے والے ناامید پھرتے ہیں۔ (ک219/619)

خوش نصیب اس شخص کے کہ جس نے اللہ کے فرائض کو پورا کیا سختی اور مصیبت میں صبر کیے پڑا رہا راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور جب نیند کا غلبہ ہوا تو ہاتھ کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرش خاک پر رہا کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار، پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یادِ خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور کثرت استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں یہی اللہ کا گروہ ہے اور بیشک اللہ کا گروہ ہی کامران ہونے والا ہے۔ (ر45/740)

اور اپنی گردنوں کو قبل اس کے کہ وہ اس طرح گروی ہو جائیں کہ انہیں چھڑایا نہ جا سکے چھڑانے کی کوشش کرو اور اپنی آنکھوں کو بیدار اور شکموں کو لاغر بناؤ۔ (میدان سعی میں) اپنے قدموں کو کام میں لاؤ۔ (خ181/498)

نوف (ابن فضالہ) بکالی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب امیرالمومنینؑ کو دیکھا کہ وہ فرش خواب سے اٹھے ایک نظر ستاروں پر ڈالی اور فرمایا اے نوفؒ! سوتے ہو یا جاگ رہے ہو؟ میں نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ! جاگ رہا ہوں۔ فرمایا اے نوفؒ! خوشا نصیب ان کے جنہوں نے دنیا میں زہد اختیار کیا اور ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ رہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو فرش، مٹی کو بستر اور پانی کو شربت خوش گوار قرار دیا اور قرآن کو سینے سے لگایا اور دعا کو سپر بنایا پھر حضرت مسیحؑ کی طرح دامن جھاڑ کر دنیا سے الگ ہو گئے۔

اے نوف! داؤدؑ رات کے ایسے ہی حصہ میں اٹھے اور فرمایا کہ وہ گھڑی ہے کہ جس میں بندہ جو بھی دعا مانگے مستجاب

ہو گی سوا اس شخص کے جو سرکاری ٹیکس وصول کرنے والا یا لوگوں کی برائیاں کرنے والا یا (کسی ظالم حکومت کی) پولیس میں ہو یا سارنگی یا ڈھول تاشہ بجانے والا ہو۔ سیدؒ رضیؒ کہتے ہیں کہ عرطبہ کے معنی سارنگی اور گوبہ کے معنی ڈھول کے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ عرطبہ کے معنی ڈھول اور گوبہ کے معنی طنبور کے ہیں۔ (ح104/839)

جب ضرار ابن ضمرہؓ معاویہ کے پاس گئے اور معاویہ نے امیرالمومنینؑ کے متعلق ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے بعض موقعوں پر آپ کو دیکھا جب کہ رات اپنے دامن ظلمت کو پھیلا چکی تھی۔ تو آپؑ محراب عبادت میں ایستادہ، ریش مبارک کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے، مار گزیدہ کی طرح تڑپ رہے تھے اور غم رسیدہ کی طرح رو دیئے تھے اور کہہ رہے تھے۔ اے دنیا! اے دنیا! دور ہو مجھ سے، کیا میرے سامنے اپنے کو لاتی ہے یا میری دلدادہ و فریفتہ بن کر آئی ہے میرا وہ وقت نہ آئے (کہ مجھے فریب دے سکے) بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ جا کسی اور کو جل دے، مجھے تیری خواہش نہیں ہے میں تو تین بار تجھے طلاق دے چکا ہوں کہ جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں۔ تیری زندگی تھوڑی، تیری اہمیت بہت ہی کم اور تیری آرزو ذلیل و پست ہے افسوس زادِ راہ تھوڑا، راستہ طویل، سفر دور دراز اور منزل سخت ہے۔ (ح77/830)

ایک خارجی کے متعلق آپؑ نے سنا کہ وہ نماز شب پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا یقین کی حالت میں سونا شک کی حالت میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (خ97/837)

اور بہت سے عابد شب زندہ دار ایسے ہیں جنہیں عبادت کے نتیجے میں جاگنے اور زحمت اٹھانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا زیرک و دانا لوگوں کا سونا بھی قابل ستائش ہوتا ہے۔ (ح145/854)

روزہ

اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔(ح 136/852)

بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزوں کا ثمرہ بھوک پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا اور بہت سے عابد وشب زندہ دار ایسے ہیں جنہیں عبادت کے نتیجہ میں جاگنے، زحمت اٹھانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ زیرک ودانا لوگوں کا سونا اور روزہ نہ رکھنا بھی قابل ستائش ہوتا ہے۔ (ح 145/853) اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھاؤ کہ جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے (ر 52/753) اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص، حصوں میں ناقص اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ ایّام کے دور میں نماز اور روزہ انہیں چھوڑنا پڑتا ہے۔(خ 78/237) اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا کہ وہ عذاب کی سپر ہیں اور خانہ کعبہ کا حج بجالانا۔(خ 108/328) روزوں سے ان کے پیٹ لاغر رہتے تھے۔(خ 119/349)

یہی وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکوٰۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے ان کی آنکھوں کو عجز وشکستگی سے جھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع بنا کر رعونت وخود پسندی کو ان سے دور کرتا ہے (نماز میں) نازک چہروں کو عجز و نیازمندی کی بناء پر خاک آلودہ کیا جاتا ہے اور روزوں میں ازروئے فرمانبرداری پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کی پیداوار وغیرہ کو فقراء اور مساکین تک پہنچایا جاتا ہے۔(خ 190/537)

میں تم کو اپنی اولاد کو اپنے کنبہ کو اور جن جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز روزہ سے افضل ہے۔(وص 47/748) اور روزہ کو مخلوق کے اخلاص کو آزمانے کے لیے (رکھا ہے۔)(ح 252/883)

ایک عید کے موقع پر فرمایا عید صرف اس کے لیے ہے جس کے روزوں کو اللہ نے قبول کیا ہو اور اس کے قیام (نماز) کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہو اور ہر وہ دن کہ جس میں اللہ کی معصیت نہ کی جائے عید کا دن ہے۔(خ 428/948)

یہی وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکوٰۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے ان کی آنکھوں کو عجز وشکستگی سے جھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع بنا کر رعونت وخود پسندی کو ان سے دور کرتا ہے۔(نماز میں) نازک چہروں کو عجز و نیازمندی کی بناء پر خاک آلودہ کیا جاتا ہے اور روزوں میں ازروئے فرمانبرداری پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں۔(خ 190/537)

زکوٰۃ

پھر مسلمانوں کے لیے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی تقربِ خدا کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے تو جو شخص اسے برضا و رغبت ادا کرے گا اس کے لیے یہ گناہوں کا کفارہ اور دوزخ سے آڑ اور بچاؤ ہے (دیکھو! ادا کرنے کے بعد) کوئی شخص اس کا خیال تک دل میں نہ لائے اور نہ اس پر زیادہ ہائے وائے مچائے کیونکہ جو شخص دلی لگن کے بغیر زکوٰۃ دے کہ اس سے بہتر چیز کے لیے چشم براہ رہتا ہے وہ سنت سے بے خبر، اجر کے اعتبار سے نقصان اٹھانے والا، غلط کار اور دائمی پریشانی و ندامت میں گرفتار ہے۔(خ197/573)

ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔(ح136/852)

اور زکوٰۃ سے اپنے مال کی حفاظت کرو۔(ح146/854)

یہی وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکوٰۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے، ان کی آنکھوں کو عجز و شکستگی سے جھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع بنا کر رعونت و خود پسندی کو ان سے دور کرتا ہے (نماز میں) نازک چہروں کو عجز و نیازمندی کی بناء پر خاک آلودہ کیا جاتا ہے اور روزوں میں از روئے فرمانبرداری پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کی پیداوار وغیرہ کو فقراء اور مساکین تک پہنچایا جاتا ہے۔(خ190/537)

حج وکعبہ

اللہ نے اپنے گھر کا حج تم پر واجب کیا جسے لوگوں کا قبلہ بنایا جہاں لوگ اس طرح کھنچ کر آتے ہیں جس طرح پیاسے حیوان پانی کی طرف اور اس طرح وارفتگی سے بڑھتے ہیں جس طرح کبوتر اپنے آشیانوں کیجانب۔ اللہ جل شانہ نے اس کو اپنی عظمت کے سامنے ان کی فروتنی و عاجزی اور اپنی عزت کے اعتراف کا نشان بنایا ہے اس نے اپنی مخلوق میں سے سننے والے لوگ چن لیے جنہوں نے اس کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے کلام کی تصدیق کی وہ انبیاءؑ کی جگہوں پر ٹھہرے عرش پر طواف کرنے والے فرشتوں سے مشابہت اختیار کی وہ اپنی عبادت کی تجارت گاہ میں منفعتوں کو سمیٹتے ہیں اور اس کی وعدہ گاہِ مغفرت کیطرف بڑھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ نے اس گھر کو اسلام کا نشان، پناہ چاہنے والوں کے لیے حرم بنایا ہے اور اس کا حج فرض اور ادائیگی حق کو واجب کیا ہے اور اس کی طرف راہ نوردی فرض کردی ہے چنانچہ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ اللہ کا واجب الاداحق لوگوں پر یہ ہے کہ وہ خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے کفر کیا تو جان لے کہ اللہ سارے جہاں سے بے نیاز ہے۔ (خ 1/91)

اور خانہ کعبہ کا حج وعمرہ بجالانا فقر کو دور کرتے اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں۔ (خ 108/328)

تم دیکھتے نہیں کہ اللہ سبحانہ نے آدمؑ سے لے کر اس جہاں کے آخر تک کے اگلے پچھلوں کو ایسے پتھروں سے آزمایا ہے کہ جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ، سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں، اس نے پتھروں ہی کو اپنا محترم قرار دیا کہ جسے لوگوں کے لیے (امن کے) قیام کا ذریعہ ٹھہرایا ہے پھر یہ کہ اس نے اسے زمین کے رقبوں میں سے ایک سنگلاخ رقبہ اور دنیا میں بلندی پر واقع ہونے والی آبادیوں میں سے ایک کم مٹی والے مقام اور گھاٹیوں میں سے ایک تنگ اطراف والی گھاٹی قرار دیا ہے۔ کھرے اور کھردرے پہاڑوں، نرم ریتلے میدانوں، کم آب چشموں اور متفرق دیہاتوں کے درمیان کہ جہاں اونٹ، گھوڑا، اور گائے بکری نشوونما نہیں پا سکتے پھر بھی اس نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو حکم دیا کہ اپنے رخ اس کی طرف موڑیں چنانچہ وہ ان کے سفروں سے فائدہ اٹھانے کا مرکز اور پالانوں کے اترنے کی منزل بن گیا اور افتادہ بے آب وگیاہ بیابانوں، دور و دراز گھاٹیوں کے نشیبی راہوں اور (زمین سے) کٹے ہوئے دریاؤں کے جزیروں سے نفوس انسانی ادھر متوجہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ پوری طرح فرمانبرداری سے اپنے کندھوں کو ہلاتے ہوئے اس کے گرد **لبیک اللھم لبیک** کی آوازیں بلند کرتے

ہیں اور اپنے پیروں سے پویہ دوڑ لگاتے ہیں اس حالت میں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور بدن خاک میں اٹے ہوتے ہیں انہوں نے اپنا لباس پشت پر ڈال دیا ہوتا ہے اور بالوں کو بڑھا کر اپنے کو بدصورت بنا لیا ہوتا ہے یہ بڑی ابتلاء، کڑی آزمائش، کھلم کھلا امتحان اور پوری پوری جانچ ہے۔(خ190/535)

اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھاؤ کہ جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور حاجی عرفات سے واپس جاتے ہیں۔(ر52/753)

اور حج ہر ضعیف و ناتواں کا جہاد ہے۔(ح136/852)

اور حج کو دین کے تقویت پہنچانے کے لیے۔(ح252/883)

لوگوں کے لیے حج کے قیام کا سروسامان کرو اور اللہ کے یادگار دنوں کی یاد لاؤ اور لوگوں کے لیے صبح و شام اپنی نشست قرار دو مسئلہ پوچھنے والے کو مسئلہ بتاؤ، جاہل کو تعلیم دو اور عالم سے تبادلہ خیال کرو اور دیکھو لوگوں تک پیغام پہنچانے کے لیے تمہاری زبان کے سوا کوئی سفیر نہ ہونا چاہیے اور کسی ضرورت مند کو اپنی ملاقات سے محروم نہ کرنا اس لیے کہ پہلی دفعہ اگر حاجت تمہارے دروازوں سے ناکام واپس کر دی گئی تو بعد میں اسے پورا کر دینے سے بھی تمہاری تعریف نہ ہوگی۔

اور دیکھو! تمہارے پاس جو اللہ کا مال جمع ہو اسے اپنی طرف کے عیال داروں اور بھوکے ننگوں تک پہنچاؤ اس لحاظ کے ساتھ کہ وہ استحقاق اور احتیاج کے صحیح مرکزوں تک پہنچے اور جو اس سے بچ رہے اسے ہماری طرف بھیج دو تاکہ ہم اسے ان لوگوں میں بانٹیں جو ہمارے گرد جمع ہیں۔

اور مکہ والوں کو حکم دو کہ وہ باہر سے آکر ٹھہرنے والوں سے کرایہ نہ لیں کیونکہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے اس میں عاکف اور بادی یکساں ہیں عاکف وہ ہے جو باہر سے حج کے لیے آیا ہو خداوند عالم ہمیں اور تمہیں پسندیدہ کاموں کی توفیق دے۔ والسلام(ر67/997)

اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا کیونکہ اگر یہ خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر (عذاب سے مہلت نہ پاؤ گے)۔(47/748)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

جحیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے امیر المومنینؑ کو فرماتے سنا کہ پہلا جہاد کہ جس سے تم مغلوب ہو جاؤ گے ہاتھ کا جہاد ہے پھر زبان کا اور پھر دل کا جس نے دل سے بھلائی کو اچھا اور برائی کو برا نہ سمجھا اسے الٹ پلٹ کر دیا جائے گا اس طرح کہ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر دیا جائے گا۔ (ح375/928)

اللہ ہی سے شکوہ ہے ان لوگوں کا جو جہالت میں جیتے ہیں اور گمراہی میں مر جاتے ہیں ان میں قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہیں جب کہ اسے اس طرح پیش کیا جائے جیسا کہ پیش کرنے کا حق ہے اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہیں اس وقت جب کہ اس کی آیتوں کا بے محل استعمال کیا جائے ان کے نزدیک نیکی نہیں۔ (ک17/145)

عدل وانصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے باز رہتے ہیں۔ (خ219/619)

اور امر بالمعروف کو اصلاح خلائق کے لیے اور نہی عن المنکر کو سر پھروں کی روک تھام کے لیے۔ (ح252/883)

خدا کی قسم! انہوں نے مجھ پر کوئی سچا الزام نہیں لگایا۔ (خ22/157)

خدا کی قسم! انہوں نے مجھ پر کوئی سچا الزام نہیں لگایا۔ (ک135/383)

خدا کی قسم! اگر وہ مسلمانوں میں سے صرف ایک نا کردہ گناہ مسلمان کو عمداً قتل کرتے تو بھی میرے لیے جائز ہوتا کہ میں اس تمام لشکر کو قتل کر دوں کیوں کہ وہ موجود تھے اور انہوں نے نہ تو انہیں برا سمجھا اور نہ زبان اور ہاتھ سے اس کی روک تھام کی چہ جائیکہ انہوں نے مسلمانوں کے اتنے آدمی قتل کر دیئے جتنی تعداد خود ان کے لشکر کی تھی جسے لے کر ان پر چڑھ دوڑے تھے۔ (خ170/462)

تمہیں جو حکم دیا جائے اس پر عمل کرو اور جس چیز سے روکا جائے اس سے باز رہو اور کسی بات میں جلدی نہ کرو جب تک اسے خوب سوچ سمجھ نہ لو ہمیں ان امور میں کہ جب پر تم ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہو غیر معمولی انقلاب کا اندیشہ رہتا ہے۔ (خ171/464)

اللہ نے زمانے کے کسی سرکش کی گردن نہیں توڑی جب تک کہ اسے مہلت و فراغت نہیں عطا کر دی اور کسی امت کی ہڈی کو نہیں جوڑا جب تک اسے شدت و سختی اور ابتلاء و آزمائش میں ڈال نہیں لیا جو مصیبتیں تمہیں پیش آنے والی اور جن سختیوں سے تم گزر چکے ہو ان سے کم بھی عبرت اندوزی کے لیے کافی ہیں ہر صاحب دل عاقل نہیں ہوتا اور نہ ہر کان رکھنے والا گوش شنوا اور نہ ہر آنکھ والا چشم بینا رکھتا ہے مجھے حیرت ہے اور کیوں نہ حیرت ہو ان فرقوں کی خطاؤں پر جنہوں نے اپنے دین کی حجتوں میں اختلاف پیدا کر رکھے ہیں جو نہ نبیؐ کے نقش قدم پر چلتے ہیں، نہ وصی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں، نہ غیب پر ایمان لاتے ہیں، نہ عیب سے دامن بچاتے ہیں۔ مشکوک و مشتبہ چیزوں پر ان کا عمل ہے اور اپنی خواہشوں کی راہ پر چلتے پھرتے ہیں جس چیز کو وہ اچھا سمجھیں ان کے نزدیک بس وہ بری ہے مشکل گتھیوں کو سلجھانے کے لیے اپنے نفسوں پر اعتماد کر لیا ہے اور مشتبہ چیزوں میں اپنی رائے پر بھروسا کر لیتے ہیں گویا ان میں سے ہر شخص خود ہی اپنا امام ہے اور اس نے جو اپنے مقام پر اپنی رائے سے طے کر لیے ہے اس کے متعلق یہ سمجھا ہے کہ اسے قابل اطمینان وسیلوں اور مضبوط ذریعوں سے حاصل کیا ہے۔(خ86/623)

دوسروں کو برائیوں سے روکو اور خود بھی رکے رہو اس لیے کہ تمہیں برائیوں سے رکنے کا حکم پہلے ہے اور دوسروں کو روکنے کا بعد میں ہے۔(خ103/315)

خدا ان لوگوں پر لعنت کرے کہ جو اوروں کو بھلائی کا حکم دیں اور خود اسے چھوڑ بیٹھیں اور دوسروں کو بری باتوں سے روکیں اور خود ان پر عمل کرتے رہیں۔(خ128/372)

اور نہ (ان کے) شہروں میں نیکی سے زیادہ برائی اور برائی سے زیادہ کوئی نیکی ہوگی۔(خ145/399)

نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ایسے دو کام ہیں جو امداد خداوندی میں سے ہیں نہ ان کی وجہ سے موت قبل از وقت آسکتی ہے اور نہ جو رزق مقرر ہے اس میں کوئی کمی ہو سکتی ہے۔(ک154/420)

خدا کا سخت عذاب جھنجھوڑنے والا عقاب ابتلاؤں کے دن اور تعزیر و ہلاکت کے حادثے تمہارے سامنے ہیں اس کی گرفت سے انجان بن کر اور اس کی پکڑ کو آسان سمجھ کر اور اس کی سختی سے غافل ہو کر اس کے قہر و عذاب کو دور نہ سمجھو، خداوند عالم نے گزشتہ امتوں کو محض اس لیے اپنی رحمت سے دور رکھا کہ وہ اچھائی کا حکم دینے سے اور برائی سے روکنے سے منہ موڑ چکے تھے چنانچہ اللہ نے بے وقوفوں پر ارتکاب گناہ کی وجہ سے اور دانشمندوں پر خطاؤں سے باز نہ آنے کے سبب سے لعنت کی ہے۔(خ190/543)

کیا وہ سب کے سب اس ذلیل اور زندگی کا مزہ کرکرا کرنے والی تیز رو دنیا سے گزر نہیں گئے اور کیا تم ان کے بعد

ایسے رذیل اور ادنیٰ لوگوں میں نہیں رہ گئے کہ جن کے مرتبہ کو پست و حقیر سمجھتے ہوئے اور ان کے ذکر سے پہلو بچاتے ہوئے ہونٹ ان کی مذمت میں بھی کھلنا گوارا نہیں کرتے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون** فساد ابھر آیا ہے برائی کا وہ دور ایسا ہے کہ انقلاب کے کوئی آثار نہیں اور نہ کوئی روک تھام کرنے والا ہے جو خود بھی باز رہے کیا انہی کرتوتوں سے جنت میں اللہ کے پڑوس میں بسنے اور اس کا گہرا دوست بننے کا ارادہ ہے ارے توبہ! اللہ کو دھوکا دے کر اس سے جنت نہیں لی جا سکتی اور بغیر اس کی اطاعت کے اس کی رضا مندیاں حاصل نہیں ہو سکتیں خدا ان لوگوں پر لعنت کرے کہ جو اوروں کو بھلائی کا حکم دیں اور خود اسے چھوڑ بیٹھیں اور دوسروں کو بری باتوں سے روکیں اور خود ان پر عمل کرتے رہیں۔ (خ128/372)

اے لوگو! (افعال و اعمال چاہے مختلف ہوں مگر) ناراضگی کے جذبات تمام لوگوں کو ایک حکم میں لے آتے ہیں آخر قوم ثمود کی اونٹنی کو ایک شخص نے پے کیا تھا لیکن اللہ نے عذاب سب پر کیا کیونکہ وہ سارے کے سارے اس پر رضامند تھے چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے کہ انہوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور صبح کے وقت (جب عذاب کے آثار دیکھے تو اپنے کیے پر) نادم و پریشان ہوئے (عذاب کی آمد یوں تھی) کہ زمین کے دھنسنے (اور زلزلوں کے جھٹکوں سے) ایسی گڑگڑاہٹ ہونے لگی جیسے نرم زمین میں ہل کی تپی ہوئی پھالی کے چلانے سے آواز آتی ہے۔ (ک199/577)

نہ نیکی کا چلن تھا اور نہ برائی سے بچا جاتا تھا۔ (ر38/728)

نیکی کی تلقین کرو تا کہ خود بھی اہل خیر میں محسوب ہو، ہاتھ اور زبان کے ذریعہ برائی کو روکتے رہو، جہاں تک ہو سکے بروں سے الگ رہو۔ (ر31/702)

اور خبردار ایک دوسرے کی طرف سے پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے سے پرہیز کرنا، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ بدکردار تم پر مسلط ہو جائیں گے پھر دعا مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔ (وص47/749)

اور جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں: امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تمام موقعوں پر راستگفتاری اور بدکرداروں سے نفرت چنانچہ جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنین کی پشت مضبوط کی اور جس نے نہی عن المنکر کیا اس نے کافروں کو ذلیل کیا۔ (ح30/819)

کسی جماعت کے فعل پر رضامند ہونے والا ایسا ہے جیسے اس کے کام میں شریک ہو اور غلط کام میں شریک ہونے والے پر دو گناہ ہیں ایک اس پر عمل کرنے کا اور ایک اس پر رضامند ہونے کا۔ (ح154/860)

اے اہل ایمان! جو شخص دیکھے کہ ظلم و عدوان پر عمل ہو رہا ہے اور برائی کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور وہ دل سے اسے برا سمجھے تو وہ (عذاب سے) محفوظ اور (گناہ سے) بری ہو گیا اور جو زبان سے اسے برا کہے وہ ماجور ہے اور صرف دل

سے برا سمجھنے والے سے افضل ہے اور جو شخص شمشیر بکف ہو کر اس برائی کے خلاف کھڑا ہوتا کہ اللہ کا بول بالا ہو اور ظالموں کی بات گر جائے تو یہی وہ شخص ہے جس نے ہدایت کی راہ کو پالیا اور سیدھے راستے پر ہولیا اور اس کے دل میں یقین نے روشنی پھیلا دی۔(ح 373/927)

لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو برائی کو ہاتھ زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے چنانچہ اس نے اچھی خصلتوں کو پورے طور پر حاصل کر لیا ہے اور ایک وہ ہے جو زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے لیکن ہاتھ سے اسے نہیں مٹاتا تو اس نے اچھی خصلتوں میں سے دو خصلتوں سے رابطہ رکھا اور ایک خصلت کو رائیگاں کر دیا اور ایک وہ ہے جو دل سے برا سمجھتا ہے لیکن اسے مٹانے کے لیے ہاتھ اور زبان کسی سے کام نہیں لیتا اس نے تین خصلتوں میں سے دو عمدہ خصلتوں کو ضائع کر دیا اور صرف ایک سے وابستہ رہا اور ایک وہ ہے جو نہ زبان سے نہ دل اور نہ ہاتھ سے برائی کی روک تھام کرتا ہے یہ زندوں میں (چلتی پھرتی ہوئی) لاش ہے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمام اعمال خیر اور جہاد فی سبیل اللہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے گہرے دریا میں لعاب دہن کے ریزے ہوں یہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے موت قبل از وقت آجائے یا رزق معین میں کمی ہو جائے اور ان سب سے بہتر وہ حق بات ہے جو کسی جابر حکمران کے سامنے کہی جائے۔(ح 374/928)

جب خداوند عالم نے آپؑ کو جمل والوں پر غلبہ عطا کیا تو اس موقعہ پر آپؑ کے ایک صحابی نے آپؑ سے عرض کیا کہ میرا فلاں بھی یہاں موجود ہوتا تو وہ بھی دیکھتا کہ اللہ نے کیسی آپؑ کو دشموں پر فتح و کامرانی عطا فرمائی ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا تمہارا بھائی ہمیں دوست رکھتا ہے اس نے کہا ہاں تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ ہمارے پاس موجود تھا بلکہ ہمارے اس لشکر میں وہ اشخاص بھی موجود تھے جو ابھی مردوں کی صلب اور عورتوں کے شکم میں ہیں عنقریب زمانہ انہیں ظاہر کرے گا اور ان سے ایمان کو تقویت پہنچے گی۔(ک 12/131)

یہ لوگ بصرہ میں میرے (مقرر کردہ) عامل اور مسلمانوں کے بیت المال کے خزینہ داروں اور وہاں کے دوسرے باشندوں تک پہنچ گئے اور کچھ لوگوں کو قید کے اندر مار مار کے اور کچھ لوگوں کو حیلہ و مکر سے شہید کیا خدا کی قسم! اگر وہ مسلمانوں میں سے صرف ایک نا کردہ گناہ مسلمان کو قتل کرتے تو بھی میرے لیے جائز ہوتا کہ میں اس تمام لشکر کو قتل کر دوں کیونکہ وہ موجود تھے اور انہوں نے نہ تو اسے برا سمجھا اور نہ زبان اور ہاتھ سے اس کی روک تھام کی چہ جائیکہ انہوں نے مسلمانوں کے اتنے آدمی قتل کر دیئے جتنی تعداد خود ان کے لشکر کی تھی جسے لے کر ان پر چڑھ دوڑے تھے۔(خ 170/462)

احکام فقہ میں سے چند احکام

قربانی کے جانور کا مکمل ہونا یہ ہے کہ اس کے کان اٹھے ہوئے ہوں (یعنی کٹے ہوئے نہ ہوں) اور اس کی آنکھیں صحیح و سالم ہوں اگر کان اور آنکھیں سالم ہیں تو قربانی بھی سالم اور ہر طرح سے مکمل ہے اگرچہ اس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں اور ذبح کی جگہ تک اپنے پیر کو گھسیٹ کر پہنچے (خ53/209)

حالانکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہؐ نے جب زانی کو سنگسار کیا تو نماز جنازہ بھی اس کی پڑھی اور اس کے وارثوں کو اس کا ورثہ بھی دلوایا اور قاتل سے قصاص لیا تو اس کی میراث اس کے گھر والوں کو دلائی، چور کے ہاتھ کاٹے اور زنائے غیر محصنہ کے مرتکب کو تازیانے لگوائے تو اس کے ساتھ انہیں مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا اور انہوں نے (مسلمان ہونے کی حیثیت سے) مسلمان عورتوں سے نکاح بھی کیے۔ (ک125/365)

اگر میں زندہ رہا تو مجھے اپنے خون کا اختیار ہو گا اور اگر مر جاؤں تو موت میری وعدہ گاہ ہے اگر معاف کر دوں تو یہ میرے لیے رضائے الٰہی کا باعث ہے اور وہ تمہارے لیے بھی نیکی ہو گی کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے۔ (ر23/682)

بھلا مسلمان آدمی کے لیے اس میں کون سی عیب کی بات ہے کہ وہ مظلوم ہو جب کہ وہ نہ اپنے دین میں شک کرتا ہو نہ اس کا یقین ڈانواں ڈول ہو۔ (ر28/695)

جن لوگوں کا دامن خطاؤں سے پاک وصاف ہے اور بفضل الٰہی گناہوں سے محفوظ ہیں انہیں چاہیے کہ گناہگاروں اور خطاکاروں پر رحم کریں اور اس چیز کا شکر (کہ اللہ نے انہیں گناہوں سے بچا رکھا ہے) ان پر غالب اور دوسروں کے عیب اچھالنے سے مانع رہے چہ جائیکہ وہ عیب لگانے والے اپنے کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرے اور اس کے عیب بیان کر کے طعن و تشنیع کرے یہ آخر خدا کی اس پردہ پوشی کو کیوں نہیں یاد کرتا جو اس نے خود اس کے ایسے گناہوں پر کی ہے جو اس گناہ سے بھی جس کی وہ غیبت کر رہا ہے بڑے تھے اور کیونکہ کسی ایسے گناہ کی بنا پر اس کی برائی کرتا ہے جبکہ خود بھی ویسے ہی گناہ کا مرتکب ہو چکا ہے اور اگر بعینہ ویسا گناہ نہیں بھی کیا تو ایسے گناہ کیے ہیں جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے۔ خدا کی قسم! اگر اس نے گناہ کبیرہ نہیں بھی کیا تھا اور صرف صغیرہ کا مرتکب ہوا تھا تب بھی اس کا لوگوں کے عیوب بیان کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اے خدا کے بندے! جھٹ سے کسی پر گناہ کا عیب نہ لگا شاید اللہ نے وہ بخش دیا ہو اور اپنے کسی چھوٹے (سے چھوٹے) گناہ کے لیے بھی اطمینان نہ کرنا شاید کہ اس پر تجھے عذاب ہو لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی کسی دوسرے کے عیوب کو جانتا ہو اسے ان کے اظہار سے باز رہنا چاہیے اس علم کی وجہ سے جو خود اسے اپنے گناہوں کے متعلق ہے اور اس امر کا شکر کہ اللہ نے اسے ان چیزوں سے محفوظ رکھا ہے کہ جن میں دوسرے مبتلا ہیں کسی اور طرف اسے متوجہ نہ ہونے دے۔ (خ 138/387)

یاد رکھو! کہ ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو انتہائی تنگ نظر اور بڑے کنجوس ہوتے ہیں جو نفع اندوزی کے لیے مال روک رکھتے ہیں اور اونچے نرخ معین کر لیتے ہیں یہ چیز عوام کے لیے نقصان دہ اور حکام کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے لہٰذا ذخیرہ اندوزی سے منع کرنا کیونکہ رسول اللہؐ نے اس سے ممانعت فرمائی ہے اور خرید و فروخت صحیح ترازوؤں اور مناسب نرخوں کے ساتھ بسہولت ہونا چاہیے کہ نہ بیچنے والے کو نقصان ہو اور نہ خریدنے والے کو خسارہ ہو اس کے بعد بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کے جرم کا مرتکب ہو تو اسے مناسب حد تک سزا دینا۔ (ر 53/768)

روایت کی گئی ہے کہ حضرتؑ کے سامنے دو آدمیوں کو پیش کیا گیا جنہوں نے بیت المال میں چوری کی تھی ایک تو ان میں غلام اور خود بیت المال کی ملکیت تھا اور دوسرا لوگوں میں سے کسی کی ملکیت میں تھا۔

آپؑ نے فرمایا یہ غلام جو بیت المال کا ہے اس پر حد جاری نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ کا مال اللہ کے مال ہی نے کھایا ہے لیکن دوسرے پر حد جاری ہو گی چنانچہ اس کا ہاتھ قطع کر دیا۔ (ح 271/899)

اے عبدالمطلب کے بیٹو ایسا نہ ہونے پائے کہ تم امیر المومنینؑ قتل ہو گئے۔۔۔۔ امیر المومنینؑ قتل ہو گئے۔۔۔۔ کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کر دو۔

دیکھو! میرے بدلے میں صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے اور دیکھو کہ جب میں اس ضرب میں مر جاؤں تو اس ایک ضرب کے بدلے ایک ہی ضرب لگانا اور اس شخص کے ہاتھ پیر نہ کاٹنا کیونکہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا ہے کہ خبردار کسی کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹو اگرچہ کاٹنے والا کتا ہی ہو۔ (وص 47/749)

یہ لوگ بصرہ میں میرے (مقررہ کردہ) عامل اور مسلمانوں کے بیت المال کے خزینہ داروں اور وہاں کے دوسرے باشندوں تک پہنچ گئے اور کچھ لوگوں کو قید کے اندر مار مار کے اور کچھ لوگوں کو حیلہ و مکر سے شہید کیا۔ خدا کی قسم! اگر وہ مسلمانوں میں سے صرف ایک ناکردہ گناہ مسلمان کو عمداً قتل کرتے تو بھی میرے لیے جائز ہوتا کہ میں اس تمام لشکر کو قتل کر دوں کیوں کہ وہ موجود تھے اور انہوں نے نہ تو اسے برا سمجھا اور نہ زبان اور ہاتھ سے اس کی روک تھام کی چہ جائیکہ انہوں نے مسلمانوں کے

اتنے آدمی قتل کر دیئے جتنی تعداد خود ان کے لشکر کی تھی جسے لے کر ان پر چڑھ دوڑے تھے۔ (خ170/462)

مستحبات سے قرب الٰہی نہیں حاصل ہو سکتا جب کہ وہ واجبات میں سد راہ ہوں۔ (ح39/822)

صدقہ سے اپنے ایمان کی نگہداشت کرو۔ (ح146/854)

جب مستحبات فرائض میں سدارہ ہوں تو انہیں چھوڑ دو۔ (ح279/902)

غیرت مند کبھی زنا نہیں کرتا۔ (ح305/908)

بے بس لوگوں سے خرید و فروخت کی جائے گی حالانکہ رسول اللہؐ نے مجبور و مضطر لوگوں سے (اونے پونے) خریدنے کو منع کیا ہے۔ (ح468/953)

جو شخص احکام فقہ کے جانے بغیر تجارت کرے گا وہ ربا میں مبتلا ہو جائے گا۔ (ح447/947)

اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر چل سکے گا نہ میرے سامنے کیونکہ اس میں قصاص ضروری ہے اور اگر غلطی سے تم اس کے مرتکب ہو جاؤ اور سزا دینے میں تمہارا کوڑا یا تلوار یا ہاتھ حد سے بڑھ جائے اس لیے کہ کبھی گھونسا اور اس سے بھی چھوٹی ضرب ہلاکت کا سبب ہو جایا کرتی ہے تو ایسی صورت میں اقتدار کے نشہ میں بے خود ہو کر مقتول کا خون بہا اس کے وارثوں تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کرنا۔ (ر53/775)

پیغمبر کی حدیث کے متعلق

کہ ''بڑھاپے کو خضاب کے ذریعہ بدل دو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو'' آپؑ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا پیغمبرؐ نے یہ اس موقع کے لیے فرمایا تھا جب کہ دین (والے) کم تھے اور اب جب کہ اس کا دامن پھیل چکا ہے اور سینہ ٹیک کر جم چکا ہے تو ہر شخص کو اختیار ہے۔ (ح16/814)

یا علیؑ حقیقت یہ ہے کہ لوگ میرے بعد مال و دولت کی وجہ سے فتنوں میں پڑ جائیں گے اور دین اختیار کر لینے سے اللہ پر احسان جتائیں گے اس کی رحمت کی آرزوئیں تو کریں گے لیکن اس کے قہر و غلبہ کی گرفت سے بے خوف ہو جائیں گے کہ جھوٹ موٹ کے شبہوں اور غافل کر دینے والی خواہشوں کی وجہ سے حلال کو حرام کر لیں گے شراب کو انگور اور خرما کا پانی کہہ کر اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر اور سود کو خرید و فروخت قرار دے کر جائز سمجھ لیں گے پھر میں نے کہا یا رسولؐ اللہ میں انہیں اس موقع پر کس مرتبہ پر سمجھوں اس مرتبہ کہ وہ مرتد ہو گئے ہیں یا اس مرتبہ پر کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہیں تو آپؐ نے فرمایا فتنہ کے مرتبہ پر۔ (ک154/422)

اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص حصوں میں ناقص اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ ایام

کے دور میں نماز روزہ انہیں چھوڑنا پڑتا ہے اور نقص العقل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے اور حصہ ونصیب میں کمی یوں ہے کہ میراث میں ان کا حصہ مردوں سے آدھا ہوتا ہے۔ (ک 78/237)

اللہ نے چند فرائض تم پر عائد کیے ہیں انہیں ضائع نہ کرو اور تمہارے حدود کار مقرر کر دیئے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اس نے چند چیزوں سے تمہیں منع کیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرو اور جن چند چیزوں کا اس نے حکم بیان نہیں کیا ہے انہیں بھولے سے نہیں چھوڑ دیا لہٰذا خواہ مخواہ انہیں جاننے کی کوشش نہ کرو۔ (ح 105/840)

جو شخص کوئی دین ظنون وصول کرے تو جتنے سال اس پر گزرے ہوں گے ان کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

(سید رضیؒ کہتے ہیں کہ) دین ظنون وہ قرضہ ہوتا ہے کہ قرضہ خواہ یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ وہ اسے وصول ہوگا یا انہیں کبھی امید پیدا ہو اور کبھی ناامیدی اور یہ بہت فصیح کلام ہے یوں ہی ہر وہ چیز جس کی تمہیں طلب ہو اور یہ جان نہ سکو کہ تم اسے حاصل کرو گے یا نہیں وہ ظنون کہلاتی ہے چنانچہ اعشیٰ کا یہ قول اسی معنی کا حامل ہے جس کا مضمون یہ ہے۔

''وہ جدظنون جو گرج کہ برسنے والے ابر کی بارش سے بھی محروم ہو، دریائے فرات کے مانند نہیں قرار دیا جا سکتا جب کہ وہ ٹھاٹھیں مار رہا ہو اور کشتی اور اچھے تیراک کو دھکیل کر دور پھینک رہا ہو''۔

جد اس پرانے کنوئیں کو کہتے ہیں جو کسی بیابان میں واقع ہو اور ظنون وہ ہے کہ جس کے متعلق یہ خبر نہ ہو کہ اس میں پانی ہے یا نہیں۔ (حدیث 6/892)

شیطان

اللہ نے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا اسے مصیبت نے گھیر لیا بدبختی اس پر چھا گئی آگ سے پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے کو بزرگ و برتر سمجھا اور کھنکھناتی ہوئی مٹی کی مخلوق کو ذلیل جانا اللہ نے اسے مہلت دی تاکہ وہ پورے طور پر غضب کا مستحق بن جائے اور (بنی آدمؑ) کی آزمائش پایہ تکمیل تک پہنچے اور وعدہ پورا ہو جائے چنانچہ اللہ نے اس سے کہا کہ تجھے وقت معین کے دن تک کی مہلت ہے۔ (خ 1/88)

کھلے (خزانوں) اللہ کی مخالفت ہوتی تھی اور شیطان کو مدد دی جا رہی تھی ایمان بے سہارا تھا۔ (ح 2/99)

انہوں نے اپنے ہر کام کا کرتا دھرتا شیطان کو بنا رکھا ہے اور اس نے ان کو اپنا آلہ کار بنا لیا ہے اس نے ان کے سینوں میں انڈے دیئے ہیں اور بچے نکالے ہیں اور انہی کی گود میں وہ بچے رینگتے اور اچھلتے کودتے ہیں، وہ دیکھتا ہے تو ان کی آنکھوں سے اور بولتا ہے تو ان کی زبانوں سے اس نے انہیں خطاؤں کی راہ پر لگایا ہے اور بری باتیں سجا کر ان کے سامنے رکھی ہیں جیسے اس نے انہیں اپنے تسلط میں شریک بنا لیا ہوا اور انہیں کی زبانوں سے اپنے کلام باطل کے ساتھ بولتا ہو۔ (خ 7/125)

شیطان نے اپنے گروہ کو جمع کر لیا ہے اور اپنے سوار و پیادے سمیٹ لیے ہیں میرے ساتھ یقیناً میری بصیرت ہے۔ (خ 10/127)

معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان نے اپنے گروہ کو بھڑکانا شروع کیا ہے اور اپنی فوجیں فراہم کر لی ہیں تاکہ ظلم اپنی انتہائے حد تک اور باطل اپنے مقام پر پلٹ آئے۔ (خ 22/156)

اور (شامیوں کی) اس بڑی جماعت اور طنابوں سے کھینچے ہوئے خیمے کو اپنے پیش نظر رکھو اور اس کے وسط پر حملہ کرو اس لیے کہ شیطان اسی کے ایک گوشے میں چھپا بیٹھا ہے جس نے ایک طرف تو حملے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہوا ہے اور دوسری طرف بھاگنے کے لیے قدم پیچھے ہٹا رکھا ہے۔ (خ 64/222)

اور شیطان اس پر چھایا ہوا ہے جو گناہوں کو سجا کر اس کے سامنے لاتا ہے کہ وہ اس میں مبتلا ہو اور توبہ کی ڈھارس بندھاتا رہتا ہے کہ وہ اسے تعویق میں ڈالتا رہے یہاں تک کہ موت غفلت و بے خبری کی حالت میں اس پر اچانک ٹوٹ پڑتی ہے۔ (خ 62/219)

اور یاد رکھو کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور ہوس پرستوں کی مصاحبت ایمان فراموشی کی منزل اور شیطان کی آمد کا مقام ہے۔(خ 84/257)

بے شک تمہارے لیے شیطان نے اپنی راہیں آسان کر دی ہیں وہ چاہتا ہے کہ تمہارے دین کی ایک گرہ کھول دے اور تم میں یکجائی کے بجائے پھوٹ ڈلوائے تم اس کے وسوسوں اور جھاڑ پھونک سے منہ موڑے رہو اور نصیحت کی پیش کش کرنے والے کا ہدیہ قبول کرو اور اپنے نفسوں میں اس کی گرہ باندھ لو۔(خ 119/350)

وہ تو مال دنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور مال حرام پر جھگڑ رہے ہیں ان کے سامنے جنت اور دوزخ کے جھنڈے بلند ہیں لیکن انہوں نے جنت سے اپنے منہ موڑ لیے ہیں اور اپنے اعمال کی وجہ سے دوزخ کی طرف بڑھ نکلے ہیں اللہ نے ان لوگوں کو بلایا تو یہ بھڑک اٹھے اور پیٹھ پھرا کر چل دیئے اور شیطان نے ان کو دعوت دی تو لبیک کہتے ہوئے اس کی طرف لپک پڑے۔(خ 142/394)

اللہ نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کے بندوں کو واضح و محکم قرآن کے ذریعہ سے بتوں کی پرستش سے خدا کی پرستش کی طرف اور شیطان کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت کی طرف نکال لے جائیں۔(خ 145/399)

شیطان کی راہوں اور تمرد و سرکشی کے مقاموں سے بچو۔(خ 149/408)

بے شک تمہارے لیے شیطان نے اپنی راہیں آسان کر دی ہیں وہ چاہتا ہے کہ تمہارے دین کی ایک گرہ کھول دے اور تم میں یکجائی کے بجائے پھوٹ ڈلوائے تم اس کے وسوسوں اور جھاڑ پھونک سے منہ موڑے رہو اور نصیحت کی پیش کش کرنے والے کا ہدیہ قبول کرو اور اپنے نفسوں میں اس کی گرہ باندھ لو۔(خ 119/550)

اور وہ کہ جنہیں شیطان نے اپنی مقصد برآوری کی راہ پر لگا رکھا ہے اور گمراہی کے سنسان بیابان میں لا پھینکا ہے۔ اس لیے جماعت سے الگ ہو جانے والا شیطان کے حصہ میں چلا جاتا ہے جس طرح گلے سے کٹ جانے والی بھیڑ بھیڑیے کو مل جاتی ہے۔(ک 125/365)

اور لوگوں کو تباہ کرنے میں شیطان کی حرص تیز ہوتی جا رہی ہے۔(خ 128/372)

اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ شیطان اپنے قدم بقدم چلانے کے لیے راہیں آسان کرتا رہتا ہے۔(خ 136/386)

میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں اور ان چیزوں کے لیے اس سے مدد مانگتا ہوں کہ جو شیطان کو راندہ اور دور کرنے والی اور اس کے پھندوں اور ہتھکنڈوں سے اپنی پناہ میں رکھنے والی ہیں۔۔۔۔۔۔شیطان کی راہوں اور تمرد و سرکشی کے مقاموں سے بچو۔(خ 149/406)

جس میں ابلیس کی مذمت ہے اس کے غرور وتکبر اور آدمؑ کے سامنے سر بسجود نہ ہونے پر اور وہ یہ کہ وہ پہلی فرد ہے جس نے عصبیت کا مظاہرہ کیا اور غرور ونخوت کی راہ اختیار کی اور لوگوں کو اس کے طور طریقوں پر چلنے سے تنبیہ کی گئی ہے۔

ہر تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو عزت اور کبریائی کی ردا اوڑھے ہوئے ہے اور اس نے ان دونوں صفتوں کو بلا شرکت غیر اپنی ذات کے لیے مخصوص کیا ہے اور دوسروں کے لیے ممنوع و ناجائز قرار دیتے ہوئے صرف اپنے لیے انہیں منتخب کیا ہے اور اس کے بندوں میں سے جو ان صفتوں میں اس سے ٹکر لے اس پر لعنت کی ہے اور اسی کی رو سے اس نے اپنے مقرب فرشتوں کا امتحان لیا تا کہ ان میں فروتنی کرنے والوں کو گھمنڈ کرنے والوں سے چھانٹ کر الگ کر دے چنانچہ اللہ سبحانہ نے باوجودیکہ وہ دل کے بھیدوں اور پردہ غیب میں چھپی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہے فرمایا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں، جب میں اس کو تیار کرلوں اور اپنی خاص روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس کو اسے سجدہ کرنے میں عار آئی اور اپنے مادہ تخلیق کی بناء پر آدمؑ کے مقابلہ میں گھمنڈ کیا اور اپنی اصل کے لحاظ سے ان کے سامنے اکڑ گیا چنانچہ یہ دشمن خدا عصبیت برتنے والوں کا سرغنہ اور سرکشوں کا پیشرو ہے کہ جس نے تعصب کی بنیاد رکھی اللہ سے اس کی ردائے عظمت و کبریائی کو چھیننے کا تصور کیا تکبر و سرکشی کا جامہ پہن لیا اور عجز وفروتنی کی نقاب اتار ڈالی پھر تم دیکھتے نہیں کہ اللہ نے اسے بڑے بننے کی وجہ سے کس طرح چھوٹا بنایا اور بلندی کے زعم کی وجہ سے کس طرح پستی دی؟ دنیا میں اسے راندہ درگاہ بنایا اور آخرت میں اس کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کی اور اگر اللہ چاہتا تو آدمؑ کو ایک ایسے نور سے پیدا کرتا کہ جس کی روشنی آنکھوں کو چوندھیا دے اور اس کی خوش نمائی عقلوں پر چھا جائے اور ایسی خوشبو سے کہ جس کی مہک سانسوں کو جکڑ لے اور اگر ایسا کرتا تو ان کے آگے گردنیں خم ہو جاتیں اور فرشتوں کو ان کے بارے میں آزمائش ہلکی ہو جاتی لیکن اللہ سبحانہ اپنی مخلوقات کو ایسی چیزوں سے آزماتا ہے کہ جن کی اصل وحقیقت سے وہ ناواقف ہوتے ہیں تا کہ اس آزمائش کے ذریعہ (اچھے اور برے افراد میں) امتیاز کر دے ان سے نخوت و برتری کو الگ اور غرور وخود پسندی کو دور کر دے۔

تمہیں چاہیے کہ اللہ نے شیطان کے ساتھ جو کیا اس سے عبرت حاصل کرو کہ اس کی طویل طویل عبادتوں اور بھرپور کوششوں پر اس کے ایک گھڑی کے گھمنڈ سے پانی پھیر دیا حالانکہ اس نے چھ ہزار برس تک جو پتہ نہیں دنیا کے سال تھے یا آخرت کے، اس کی عبادت کی تھی تو اب ابلیس کے بعد کون رہ جاتا ہے جو اس جیسی معصیت کر کے اللہ کے عذاب سے محفوظ رہ سکتا ہو؟ ہرگز نہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ جس چیز کی وجہ سے ایک ملک کو جنت سے نکال باہر کیا ہو اسی پر کسی بشر کو جنت میں جگہ دے اس کا حکم تو اہل آسمان اور اہل زمین میں یکساں ہے اللہ اور مخلوقات میں سے کسی فرد خاص کے درمیان دوستی نہیں کہ اس کو ایسے امر ممنوع کی اجازت ہو کہ جسے تمام جہاں والوں کے لیے اس نے حرام کیا ہو۔

خدا کے بندو! اللہ کے دشمن سے ڈرو کہ کہیں وہ تمہیں اپنا روگ نہ لگا دے، اپنی پکار سے تمہیں بہکا نہ دے اور اپنے سوار و پیادے لے کر تم پر چڑھ نہ دوڑے اس لیے کہ میری جان کی قسم! اس نے شر انگیزی کے تیر کو چلہ کمان میں جوڑ رکھا ہے اور قریب کی جگہ سے تمہیں اپنے نشانہ کی زد پر رکھ کر کمان کو زور سے کھینچ لیا ہے جیسا کہ اللہ نے اس کی زبانی فرمایا ہے کہ اے میرے پروردگار! چونکہ تو نے مجھے بہکا دیا ہے اب میں بھی ان کے سامنے زمین میں گناہوں کو سجا کر پیش کروں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا حالانکہ اس نے بالکل اٹکل پچو کیا تھا اور غلط گمان کی بناء پر (اندھیرے میں) تیر چلایا تھا لیکن فرزندان رعونت برداران عصبیت اور شہسواران غرور و جاہلیت نے اس کی بات کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ جب تم میں سے سرکش اور منہ زور لوگ اس کے فرمانبردار ہو گئے اور تمہارے بارے میں اس کی ہوس قوی ہو گئی اور صورت حال پردۂ خفا سے نکل کر کھلم کھلا سامنے آ گئی تو اس کا پورا پورا تسلط تم پر ہو گیا اور وہ اپنے لشکر و سپاہ کو لے کر تمہاری طرف بڑھ آیا اور انہوں نے تمہیں ذلت کے غاروں میں دھکیل دیا اور قتل و خون کے بھنوروں میں لا گرایا اور گھاؤ پر گھاؤ لگا کر تمہیں کچل دیا تمہاری آنکھوں میں نیزے گڑ کر، تمہارے گلے کاٹ کر، تمہارے نتھنوں کو پارہ پارہ کر کے تمہارے ایک ایک جوڑ بند کو توڑ کر اور تمہاری ناک میں غلبہ و تسلط کی نکیلیں ڈال کر تمہیں اس آگ کی طرف کھینچے لیے جاتا ہے جو تمہارے لیے تیار کی گئی ہے اسی طرح ان دشمنوں سے جن سے کھلم کھلا تمہاری مخالفت ہے اور جن کے مقابلہ کے لیے تم فوجیں جمع کرتے ہو، زیادہ بڑھ چڑھ کر وہ تمہارے دین کو مجروح کرنے والا اور دنیا میں تمہارے (فتنہ و فساد) کے شعلے بھڑکانے والا ہے لہٰذا تمہیں لازم ہے کہ اپنے جوش و غضب کا پورا مرکز اسے قرار دو اور پوری کوشش اس کے خلاف صرف کرو کیونکہ اس نے شروع ہی میں تمہاری اصل (آدمؑ) پر فخر کیا تمہارے حسب (قدر و منزلت) پر حرف رکھا تمہارے نسب (اصل و طینت) پر طعن کیا اور اپنے سواروں کو لے کر تم پر یورش کی اور اپنے پیادوں کو لے کر تمہارے راستے کا قصد کیا ہے وہ ہر جگہ سے تمہیں شکار کرتے ہیں اور تمہاری (انگلی کی) ایک ایک پور پر چوٹیں لگاتے ہیں نہ کسی حیلہ و تدبیر سے تم اپنا بچاؤ اور نہ پورا تہیہ کر کے اس کی روک تھام کر سکتے ہو درآنحالیکہ تم رسوائی کے بھنور تنگی و ضیق کے دائرہ، موت کے میدان اور مصیبت و بلا کی جولان گاہ میں ہو تمہیں لازم ہے کہ اپنے دلوں میں چھپی ہوئی عصبیت کی آگ اور جاہلیت کی آگ کینوں کو فرو کرو کیونکہ مسلمان میں یہ غرور خود پسندی، شیطان کی وسوسہ اندازی نحوست پسندی، فتنہ انگیزی اور افسوں کاری کا ہی نتیجہ ہوتی ہے عجز و فروتنی کو سر کا تاج بنانے، کبر و خود بینی کو پیروں تلے روندنے اور تکبر و رعونیت کا طوق گردن سے اتارنے کا عزم بالجزم کرو اپنے اور اپنے دشمن شیطان اور اس کی سپاہ کے درمیان تواضع و فروتنی کا مورچہ قائم کرو کیونکہ ہر جماعت میں اس کے لشکر، یار و مددگار اور سوار و پیادے موجود ہیں تم اس کی طرح نہ بنو کہ جس نے اپنے ماں جائے بھائی کے مقابلے میں غرور کیا بغیر کسی فضیلت و بلندی کے کہ جو اللہ نے اس میں قرار دی ہو، سوا اس کے کہ حاسدانہ عداوت سے اس میں اپنی بڑائی کا

احساس پیدا ہوا اور خود پسندی نے اس کے دل میں غیظ وغضب کی آگ بھڑکا دی اور شیطان نے اس کے ناک میں کبر وغرور کی ہوا پھونک دی کہ جس کی وجہ سے اللہ نے ندامت و پشیمانی کو اس کے پیچھے لگا دیا اور قیامت تک کے قاتلوں کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیئے۔ دیکھو! تم نے اللہ کی کھلم کھلا دشمنی پر اتر کر اور مومنین سے آمادۂ پیکار ہو کر ظلم و تعدی کی انتہا کر دی اور زمین میں فساد مچا دیا تم زمانہ جاہلیت والی خود بینی کی بنا پر فخر و غرور کرنے سے اللہ کا خوف کھاؤ کیونکہ یہ دشمنی وعناد کا سرچشمہ اور شیطان کی فسوں کاری کا مرکز ہے جس سے اس نے گزشتہ امتوں اور پہلی قوموں کو ورغلایا یہاں تک کہ وہ اس کے دھکیلنے اور آگے سے کھینچنے پر بے چون و چرا جہالت کی اندھیاریوں اور ضلالت کے گڑھوں میں تیزی سے جا پڑیں ایسی صورت سے جس میں ایسے لوگوں کے تمام دل ملتے جلتے ہوئے ہیں اور صدیوں کا حال ایک ہی سا رہا ہے اور ایسا غرور جس کے چھپانے سے سینوں کی وسعتیں تنگ ہوتی ہیں۔

دنیا میں سرکشی کی پاداش اور آخرت میں ظلم کی گرانباری کے عذاب اور غرور و نخوت کے انجام سے اللہ کا خوف کھاؤ کیونکہ یہ (سرکشی ظلم اور غرور و تکبر) شیطان کا بہت بڑا جال اور بہت برا ہتھکنڈا ہے کہ جو لوگوں کے دلوں میں زہر قاتل کی طرح اتر جاتا ہے، نہ اس کا اثر کبھی رائیگان جاتا ہے، نہ اس کا وار کسی سے خطا کرتا ہے، نہ عالم سے اس کے علم کے باوجود اور نہ پھٹے پرانے چیتھڑوں میں کسی فقیر بے نوا سے، یہی وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکوۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے، ان کی آنکھوں کو عجز و شکستگی سے جھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع بنا کر رعونت و خود پسندی کو ان سے دور کرتا ہے، (نماز میں) نازک چہروں کو عجز و نیازمندی کی بناء پر خاک آلود کیا جاتا ہے اور روزوں میں از روئے فرمانبرداری پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوۃ میں زمین کی پیداوار وغیرہ کو فقراء اور مساکین تک پہنچایا جاتا ہے۔

ابلیس ہی کو لو کہ اس نے آدمؑ کے سامنے حمیت جاہلیت کا مظاہرہ کیا تو اپنی اصل آگ کی وجہ سے اور ان پر چوٹ کی تو اپنی خلقت و پیدائش کی بنا پر چنانچہ اس نے آدمؑ سے کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور تم مٹی سے۔

مگر گڑھے (میں گر کر مرنے) والا شیطان میرے لیے اس کی مہم سر ہو گئی ایک ایسی چنگھاڑ کے ساتھ کہ جس میں اس کے دل کی دھڑکن اور سینے کی تھرتھری کی آواز میری کانوں میں پہنچ رہی تھی۔

جب آپؐ پر (پہلے پہل) وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی ایک چیخ سنی جس پر میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ یہ آواز کیسی ہے آپؐ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے کہ جو اپنے پوجے جانے سے مایوس ہو گیا ہے (اے علیؑ!) میں جو سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو اور جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو فرق اتنا ہے کہ تم نبی نہیں ہو بلکہ (میرے) وزیر و جانشین ہو اور یقیناً بھلائی کی راہ پر

ہو۔(خ190/526,528,537,538,539,545)

جو شخص اپنے نفس کو سنوارنے کے بجائے اور چیزوں میں پڑ جاتا ہے وہ تیرگیوں میں سرگرداں اور ہلاکتوں میں پھنسا رہتا ہے اور شیاطین اسے سرکشیوں میں کھینچ کر لے جاتے ہیں اور اس کی بد اعمالیوں کو اس کے سامنے سجا دیتے ہیں۔(خ155/425)

کیا تم نے اپنے میں سے کسی ایک کو دیکھا ہے کہ وہ جسم میں کانٹا لگنے سے یا ایسی ٹھوکر کھانے سے کہ جو اسے لہولہان کر دے یا ایسی گرم ریت (کی تپش) سے کہ جو اسے جلا دے کس طرح بے چین ہو کر چیختا ہے (ذرا سوچو تو) کہ اس وقت کیا حالت ہو گی کہ جب وہ جہنم کے دو آتشیں تودوں کے درمیان (دہلتے ہوئے) پتھروں کا پہلو نشین اور شیطان کا ساتھی ہو گا۔(خ181/497)

اور اگر باطل حق کے شائبہ سے پاک وصاف سامنے آتا، تو عناد رکھنے والی زبانیں بھی بند ہو جاتیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ کچھ ادھر سے لیا جاتا ہے اور کچھ ادھر سے اور دونوں کو آپس میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے اس موقعہ پر شیطان اپنے دوستوں پر چھا جاتا ہے اور صرف وہی لوگ بچے رہتے ہیں جن کے لئے توفیق الٰہی اور عنایت خداوندی پہلے سے موجود ہو۔

اے (اللہ کی صفتوں کو) دریافت کرنے والے دیکھو! کہ جن صفتوں کا تمہیں قرآن نے پتہ دیا ہے (ان میں) تم اس کی پیروی کرو اور اسی کے نور ہدایت سے کسب ضیا کرتے رہو۔(ک50/206)

اور جو چیزیں قرآن میں واجب نہیں اور نہ سنت پیغمبرؐ و آئمہ ہدیٰ میں ان کا نام ونشان ہے اور صرف شیطان نے اس کے جاننے کی تمہیں زحمت دی ہے اس کا علم اللہ ہی کے پاس رہنے دو، اور یہی تم پر اللہ کے حق کی آخری حد ہے۔ (خ89/269)

میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے ڈرانے والی چیزوں کے ذریعے عذر تراشی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی اور سیدھی راہ دکھا کر حجت تمام کر دی ہے اور تمہیں اس دشمن سے ہوشیار کر دیا ہے جو چپکے سے سینوں میں نفوذ کر جاتا ہے اور کانا پھوسی کرتے ہوئے کانوں میں پھونک دیتا ہے، چنانچہ وہ گمراہ کر کے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وعدے کر کے طفل تسلیوں سے ڈھارس بندھائے رکھتا ہے۔ (پہلے تو) بڑے سے بڑے جرموں کو سنوار کر سامنے لاتا ہے اور بڑے بڑے مہلک گناہوں کو ہلکا اور سبک کر کے دکھاتا ہے اور جب بہکائے ہوئے نفس کو گمراہی کے ڈھوے پر لگا دیتا ہے اور اسے اپنے پھندوں میں اچھی طرح جکڑ لیتا ہے تو جسے سجایا تھا اس کو برا کہنے لگتا ہے، اور جسے ہلکا اور سبک دکھایا تھا اس کی گراں باری واہمیت بتاتا ہے اور جس سے مطمئن اور بے خوف کیا تھا اس سے ڈرانے لگتا ہے۔(خ81/248)

اور چوتھی حد گمراہ کرنے والے شیطان سے تعلق رکھتی ہے۔(ر 3/654)

اے معاویہ! اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنی مہار شیطان کے ہاتھ سے چھین لو۔(ر 32/723)

(معاویہ) لہٰذا تم بھی اس دن سے ڈرو جس میں وہی شخص خوش ہوگا جس نے اپنے اعمال کے نتیجہ کو بہتر بنالیا ہو اور وہ شخص نادم وشرمسار ہوگا جس نے اپنی باگ ڈور شیطان کو تھمادی اور اس کے ہاتھ سے اسے نہ چھیننا چاہا۔(ر 48/750)

اور دیکھو خود پسندی سے بچتے رہنا اور اپنی جو باتیں اچھی معلوم ہوں ان پر اترانا نہیں اور نہ لوگوں کے بڑھا چڑھا کر سراہنے کو پسند کرنا، کیونکہ شیطان کو جو مواقع ملا کرتے ہیں۔ ان میں یہ سب سے زیادہ اس کے نزدیک بھروسے کا ذریعہ ہے کہ وہ اس طرح نیکوکاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے۔(ر 53/775)

اور جو شک وشبہ میں سرگرداں رہتا ہے اسے شیاطین اپنے پنجوں سے روند ڈالتے ہیں اور جس نے دنیا وآخرت کی تباہی کے آگے سرتسلیم خم کر دیا وہ دو جہاں میں تباہ ہوا۔(ح 31/820)

نہروان کے دن خوارج کے کشتوں کی طرف ہو کر گزرے تو فرمایا! تمہارے لیے ہلاکت وتباہی ہو جس نے تمہیں ورغلایا تھا؟ فرمایا کہ گمراہ کرنے والے شیطان اور برائی پر ابھارنے والے نفس نے کہ جس نے انہیں امیدوں کے فریب میں ڈالا اور گناہوں کا راستہ ان کے لیے کھول دیا، فتح وکامرانی کے ان سے وعدے کیے اور اس طرح انہیں دوزخ میں جھونک دیا۔(ح 323/914)

ایسی (بے معنی) گفتگو شیطان نے تمہاری زبان پر جاری کی ہے۔(خ 191/558)

انہوں نے (اپنے لیے) تو راستے آسان بنا رکھے ہیں اور دوسروں کے لیے پیچیدگیاں ڈال دی ہیں وہ شیطان کا گروہ اور آگ کا شعلہ ہیں (جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ) یہ شیطان کا گروہ ہے اور جانے رہو کہ شیطان کا گروہ ہی گھاٹا اٹھانے والا ہے۔ (خ 192/560)

(سنو) شیطان کا اپنے میں ساجھا نہ رکھو اور نہ اسے اپنے اوپر چھا جانے دو۔(ر 17/675)

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ بصرہ وہ جگہ ہے جہاں شیطان اترتا ہے اور فتنے سر اٹھاتے ہیں۔(ر 18/678)

اور بازاری اڈوں میں اٹھنے بیٹھنے سے الگ رہو کیونکہ یہ شیطان کی بیٹھکیں اور فتنوں کی آماجگاہیں ہوتی ہیں۔

اور غصے سے ڈرو، کیونکہ یہ شیطان کے لشکروں میں سے ایک بڑا لشکر ہے۔ والسلام (ر 69/800)

اس بات کو خوب سمجھ لو کہ شیطان نے تمہیں اچھے کاموں کی طرف رجوع کرنے اور نصیحت کی باتیں سننے سے روک دیا ہے، سلام اس پر جو سلام کے قابل ہے۔(ر 73/804)

غصہ سے پرہیز کرو کیونکہ یہ شیطان کے لیے شگون نیک ہے۔(ر 76/806)

آج تو شیطان نے انہیں تتر بتر کر دیا ہے اور کل ان سے اظہار بیزاری کرتا ہوا ان سے الگ ہو جائے گا۔(خ 179/484)

21 موت، قبر اور اس کے مابعد

اگر میں بولتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ دنیوی سلطنت پر مٹے ہوئے ہیں اور چپ رہتا ہوں تو کہتے ہیں کہ موت سے ڈر گئے۔ افسوس اب یہ بات جب کہ میں ہر طرح کے نشیب و فراز دیکھے بیٹھا ہوں۔ خدا کی قسم! ابو طالبؑ کا بیٹا موت سے اتنا مانوس ہے کہ بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے اتنا مانوس نہیں ہوتا۔ (خ 5/121)

تم امیدوں کے دور میں ہو جس کے پیچھے موت کا ہنگام ہے تو جو شخص موت سے پہلے ان امیدوں کے دنوں میں عمل کر لیتا ہے تو یہ عمل اس کے لیے سودمند ثابت ہوتا ہے اور موت اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ (خ 28/169)

جب تمہیں دشمنوں سے لڑنے کے لیے بلاتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح گھومنے لگ جاتی ہیں کہ گویا تم موت کے گرداب میں ہو اور جان کنی کی غفلت اور مدہوشی تم پر طاری ہے۔ (خ 34/185)

وہ تم سے جنگ کے لقمے طلب کرتے ہیں تو اب یا تو تم ذلت اور اپنے مقام کی پستی و حقارت پر سر تسلیم خم کر دو یا تلواروں کی پیاس خون سے بجھا کر اپنی پیاس پانی سے بجھاؤ۔ ان سے دب جانا جیتے جی موت ہے اور غالب آ کر مرنا بھی جینے کے برابر ہے۔ (خ 51/206)

اپنے پڑوس میں بسنے والوں کو موت کی طرف دھکیل رہی ہے۔ (خ 52/208)

اور آخرت کی تباہیوں سے دنیا کی ہلاکتیں میرے لیے آسان نظر آئیں۔ (خ 54/209)

تم لوگوں کا یہ کہنا، یہ پس و پیش کیا اس لیے ہے کہ میں موت کو ناخوش جانتا ہوں اور اس سے بھاگتا ہوں، تو خدا کی قسم! مجھے ذرا پروا نہیں کہ میں موت کی طرف بڑھوں یا موت میری طرف بڑھے۔ (خ 55/210)

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور موت سے پہلے اپنے اعمال کا ذخیرہ کر لو۔

اور موت کے لیے آمادہ ہو جاؤ کہ وہ تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔

چونکہ موت اس کی نگاہ سے اوجھل ہے اور امیدیں فریب دینے والی ہیں۔

جب موت غفلت و بیخبری کی حالت میں اس پر اچانک ٹوٹ پڑتی ہے وا حسرتا کہ اس غافل و بیخبر کی مدت حیات ہی اس کے خلاف ایک حجت بن جائے۔

اور مرنے کے بعد نہ شرمساری اٹھانا پڑے، اور نہ رنج و غم سہنا پڑے۔ (خ 62/218)

جن چیزوں کو تمہارے مرنے والوں نے دیکھا ہے اگر تم بھی دیکھ لیتے تو گھبرا جاتے اور سراسیمہ اور مضطرب ہو جاتے اور (حق کی بات) سنتے اور اس پر عمل کرتے لیکن جو انہوں نے دیکھا ہے وہ ابھی تم سے پوشیدہ ہے اور قریب ہے کہ وہ پردہ اٹھا دیا جائے اگر تم چشم بینا و گوش شنوا رکھتے ہو تو تمہیں سنایا اور دکھایا جا چکا ہے اور ہدایت کی طلب ہے تو تمہیں ہدایت کی جا چکی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ عبرتیں تمہیں بلند آواز سے پکار چکی ہیں اور دھمکانے والی چیزوں سے تمہیں دھمکایا جا چکا ہے آسمانی رسولوںؑ (فرشتوں) کے بعد بشر ہی ہوتے ہیں جو تم تک اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اسی طرح میری زبان سے جو ہدایت ہو رہی ہے در حقیقت اللہ کا پیغام ہے جو تم تک پہنچ رہا ہے۔ (ک 20/155)

موت وہ چیز ہے کہ ڈرنے والا اس سے چھٹکارا نہیں پا سکتا اور ہمیشہ کی زندگی چاہنے والا ہمیشہ کی زندگی حاصل نہیں کر سکتا۔ (ک 38/195)

اور پر اطمینان رفتار سے موت کی جانب پیش قدمی کرو۔ (ک 64/222)

موت کی طرف قدم بڑھائے اور عمل کا زاد ساتھ لیا۔ (ک 74/234)

اور اپنے جال میں پھانس لیتی ہے اور اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے اور اس کے گلے میں موت کا پھندا ڈال کر تنگ و تار قبر اور وحشت ناک منزل تک لے جاتی ہے کہ جہاں سے وہ اپنا ٹھکانا (جنت یا دوزخ) دیکھ لے اور اپنے کیے کا نتیجہ پا لے، بعد میں آنے والوں کی حالت بھی اگلوں کی سی ہے، نہ موت کانٹ چھانٹ سے منہ موڑتی ہے اور نہ باقی رہنے والے گناہ سے باز آتے ہیں باہم ایک دوسرے کے طور طریقوں کی پیروی کرتے ہیں اور یکے بعد دیگرے منزل منتہاء و مقام فنا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ہو جائیں گے، اور دنیا کی عمر تمام ہو جائے گی، اور قیامت کا ہنگام آ جائے گا تو اللہ سب کو قبر کے گوشوں سے نکالے گا۔

یہ بندے اس کے اقتدار کا ثبوت دینے کے لیے وجود میں آئے ہیں اور غلبہ و تسلط کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے نزع کے وقت ان کی روحیں قبض کر لی جاتی ہیں اور قبروں میں رکھ دیئے جاتے ہیں (جہاں) یہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور (پھر) قبروں سے اکیلے اٹھائے جائیں گے اور عملوں کے مطابق جزا پائیں گے اور سب کو الگ الگ حساب دینا ہوگا انہیں دنیا میں رہتے ہوئے گلوخلاصی کا موقع دیا گیا تھا۔

کس طرح امیدوں کے بر آنے سے پہلے موت نے انہیں جا لیا اور عمر کے ہاتھ نے انہیں ان امیدوں سے دور کر دیا

اس وقت انہوں نے کچھ سامان نہ کیا کہ جب بدن تندرست تھے اور اس وقت عبرت ونصیحت حاصل نہ کی کہ جب جوانی کا دور تھا کیا یہ بھر پور جوانی والے کمر جھکا دینے والے بڑھاپے کے منتظر ہیں اور صحت کی تر وتازگی والے ٹوٹ پڑنے والی بیماریوں کے انتظار میں ہیں اور یہ زندگی والے فنا کی گھڑیاں دیکھ رہے ہیں؟ جب چل چلاؤ کا ہنگام نزدیک اور کوچ قریب ہوگا اور (بستر مرگ پر) قلق واضطراب کی بے قراریاں اور سوز وتپش کی بے چینیاں اور لعاب دہن کے پھندے ہونگے اور عزیز واقارب اور اولاد واحباب سے مدد کے لیے فریاد کرتے ہوئے ادھر ادھر کروٹیں بدلنے کا وقت آ گیا ہوگا، تو کیا قریبیوں نے موت کو روک لیا، یا رونے والیوں کے (رونے نے) کچھ فائدہ پہنچایا اسے تو قبرستان میں قبر کے ایک تنگ گوشے کے اندر جکڑ باندھ کر اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے، سانپ اور بچھوؤں نے اس کی جلد کو چھلنی کر دیا ہے اور (وہاں کی) پامالیوں نے اس کی تر وتازگی کو فنا کر دیا ہے آندھیوں نے اس کے آثار مٹا ڈالے اور حادثات نے اس کے نشانات تک محو کر دیئے تر وتازہ جسم لاغر و پژمردہ ہو گئے، ہڈیاں گل سڑ گئیں اور روحیں (گناہ کے) بارگراں کے نیچے دبی پڑی ہیں اور غیب کی خبروں پر یقین کر چکی ہیں لیکن ان کے لیے اب نہ اچھے عملوں میں اضافہ کی کوئی صورت اور نہ بداعمالیوں سے توبہ کی کچھ گنجائش ہے کیا تم انہی مر چکنے والوں کے بیٹے، باپ، بھائی اور قریبی نہیں ہو۔ آخر تمہیں بھی تو ہو بہو انہی کے سے حالات کا سامنا کرنا اور انہی کی راہ چلنا ہے، اور انہی کی شاہراہ پر گزرنا ہے۔

وہ دنیا کی عبور گاہ سے قابل تعریف سیرت کے ساتھ گزر گیا، اور آخرت کی منزل پر سعادتوں کے ساتھ پہنچا۔ (وہاں کے) خطروں کے پیش نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا اور اچھائیوں کے لیے اس وقفہ حیات میں تیز گام چلا۔ اور طلب آخرت میں دلجمعی ورغبت سے بڑھتا گیا۔

اللہ نے اسے نگہداشت کرنے والا دل اور بولنے والی زبان اور دیکھنے والی آنکھیں دیں تا کہ عبرت حاصل کرتے ہوئے کچھ سمجھے بوجھے اور نصیحت کا اثر لیتے ہوئے برائیوں سے باز رہے مگر ہوا یہ کہ جب اس (کے اعضاء) میں توازن اور اعتدال پیدا ہو گیا اور اس کا قد وقامت اپنی بلندی پر پہنچ گیا تو غرور وسرمستی میں آ کر (ہدایت سے) بھڑک اٹھا، اور اندھا دھند بھٹکنے لگا اس طرح کہ رندی وہوس ناکی کے ڈول بھر بھر کے کھینچ رہا تھا اور نشاط وطرب کی کیفیتوں اور ہوس بازی کی تمناؤں کو پورا کرنے میں جان کھپائے ہوئے تھا۔ نہ کسی مصیبت کو خاطر میں لاتا تھا نہ کسی ڈر اندیشے کا اثر لیتا تھا، آخر انہی شوریدگیوں میں غافل ومدہوش حالت میں مر گیا اور جو تھوڑی بہت زندگی تھی اسے بیہودگیوں میں گزار گیا، نہ ثواب کمایا نہ کوئی فریضہ پورا کیا ابھی وہ باقی ماندہ سرکشیوں کی راہ ہی میں تھا کہ موت لانے والی بیماریاں اس پر ٹوٹ پڑیں کہ وہ بھونچکا سا ہو کر رہ گیا اور اس نے رات اندوہ ومصیبت کی کلفتوں اور درد وآلام کی سختیوں میں جاگتے ہوئے اس طرح گزار دی کہ وہ حقیقی بھائی، مہربان باپ،

بے چینی سے فریاد کرنیوالی ماں اور بیقراری سے سینہ کوٹنے والی بہن کے سامنے سکرات کی مدہوشیوں اور سخت بدحواسیوں اور دردناک چیخوں اور سانس اکھڑنے کی بے چینیوں اور نزع کی درماندہ کر دینے والی شدتوں میں پڑا ہوا تھا پھر اسے کفن میں نامرادی کے عالم میں لپیٹ دیا گیا اور وہ بڑے چپکے سے بلا مزاحمت دوسروں کی نقل وحرکت کا پابند رہا پھر اسے تختے پر ڈالا گیا اس عالم میں کہ وہ محنت و مشقت سے خستہ حال اور بیماریوں کے سبب سے نڈھال ہو چکا تھا اسے سہارا دینے والے نوجوانوں، اور تعاون کرنے والے بھائیوں نے کاندھا دے کر پردیس کے گھر تک پہنچا دیا کہ جہاں میل ملاقات کے سارے سلسلے ٹوٹ جاتے ہیں اور جب مشایعت کرنے والے اور مصیبت زدہ (عزیز واقارب) پلٹ آئے، تو اسے قبر کے گڑھے میں اٹھا کر بٹھا دیا گیا۔ فرشتوں کے سوال و جواب کے واسطے سوال کی دہشتوں اور امتحان کی ٹھوکریں کھانے کے لیے۔

اے چشم و گوش رکھنے والو! اے صحت و ثروت والو! کیا بچاؤ کی کوئی جگہ یا چھٹکارے کی کوئی گنجائش ہے؟ یا کوئی پناہ گاہ یا ٹھکانا ہے؟ بھاگ نکلنے کا موقع یا پھر دنیا میں پلٹ کر آنے کی کوئی صورت ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر کہاں بھٹک رہے ہو، اور کدھر کا رخ کیے ہوئے ہو، یا کن چیزوں کے فریب میں آ گئے ہو؟ حالانکہ اس لمبی چوڑی زمین میں سے تم میں سے ہر ایک کا حصہ اپنے قد بھر کا ٹکڑا ہی تو ہے کہ جس میں وہ مٹی سے اٹا ہوا رخسار کے بل پڑا ہو گا یہ ابھی غنیمت ہے خدا کے بندو! جب کہ گردن میں پھندا نہیں پڑا ہوا ہے اور روح بھی آزاد ہے ہدایت حاصل کرنے کی فرصت اور جسموں کی راحت اور مجلسوں کے اجتماع اور زندگی کی بقایا مہلت اور از سر نو اختیار سے کام لینے کے مواقع اور توبہ کی گنجائش اور اطمینان کی حالت میں قبل اس کے کہ تنگی وضیق میں پڑ جائے اور خوف و اضمحلال اس پر چھا جائے اور قبل اس کے کہ موت آ جائے، اور قادر و غالب کی گرفت اسے جکڑ لے۔ (خ81/242,250)

تم میں سے جسے کچھ کرنا ہو اسے موت کے حائل ہونے سے پہلے مہلت کے دنوں میں میں کر لینا چاہیے۔ (خ84/255)

اے لوگو! خاتم النبیینؐ کے اس ارشاد کو سنو کہ (انہوں نے فرمایا) ہم میں سے جو مر جاتا ہے وہ مردہ نہیں ہے اور ہم میں سے (جو بظاہر مر کر) بوسیدہ ہو جاتا ہے، وہ حقیقت میں کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا۔ (خ85/260)

گلے کا پھندا تنگ ہونے سے پہلے سانس لے لو۔ (خ88/267)

اور اس شخص کی بقا ہی کیا ہے کہ جس کے لیے ایک ایسا دن ہو کہ جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا اور دنیا میں ایک تیز گام طلب کرنے والا اسے ہنکار رہا ہو۔

دنیا والے مختلف حالتوں میں صبح و شام کرتے ہیں کہیں کوئی میت ہے جس پر رویا جا رہا ہے اور کہیں کسی کو تعزیت دی جا

رہی ہے، کوئی عاجز و زمین گیر مبتلائے مرض ہے اور کوئی عیادت کرنے والا عیادت کر رہا ہے کہیں کوئی دم توڑ رہا ہے، کوئی دنیا تلاش کرتا پھرتا ہے اور موت اسے تلاش کر رہی ہے اور کوئی غفلت میں پڑا ہے، لیکن (موت) اس سے غافل نہیں۔ گزر جانے والوں کے نقش قدم پر ہی باقی رہ جانے والے چل رہے ہیں۔

میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ بداعمالیوں کے ارتکاب کے وقت ذرا موت کو بھی یاد کر لیا کرو کہ جو تمام لذتوں کو مٹا دینے والی، اور تمام نفسانی مزوں کو کرکرا دینے والی ہے۔ (خ97/304)

دنیا گھوڑ دوڑ کا میدان اور موت پہنچنے کی حد۔ (خ104/316)

اور تیرے بسنے والے قتل اور سخت بھوک میں مبتلا ہوں گے۔ (خ100/308)

جہاں نہ تدارک کی گنجائش اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کا موقعہ ہوتا ہے اور کس طرح وہ چیزیں ان پر ٹوٹ پڑیں کہ جن سے وہ بے خبر تھے اور کس طرح اس دنیا سے جدائی (کی گھڑی سامنے) آ گئی کہ جس سے پوری طرح مطمئن تھے اور کیونکر آخرت کی ان چیزوں تک پہنچ گئے کہ جن کی انہیں خبر دی گئی تھی اب جو مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں انہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ موت کی سختیاں اور دنیا چھوڑنے کی حسرتیں مل کر انہیں گھیر لیتی ہیں چنانچہ ان کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور رنگتیں بدل جاتی ہیں پھر ان (کے اعضاء) میں موت کی دخل اندازیاں بڑھ جاتی ہیں کوئی ایسا ہوتا ہے کہ پہلے ہی اس کی زبان بند ہو جاتی ہے درصورتیکہ اس کی عقل درست اور ہوش و حواس باقی ہوتے ہیں، وہ اپنے گھر والوں کے سامنے پڑا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اپنے کانوں سے سنتا ہے اور ان چیزوں کو سوچتا ہے کہ جن میں اس نے اپنی عمر گنوا دی ہے اور اپنا زمانہ گزار دیا ہے۔ اور اپنے جمع کیے ہوئے مال و متاع کو یاد کرتا ہے کہ جس کے طلب کرنے میں (جائز و ناجائز سے) آنکھیں بند کر لی تھیں، اور جسے صاف اور مشکوک ہر طرح کی جگہوں سے حاصل کیا تھا اس کا وبال اپنے سر لے کر اسے چھوڑ دینے کی تیاری کرنے لگا وہ مال (اب) اس کے پچھلوں کے لیے رہ جائے گا کہ وہ اس سے عیش و آرام کریں اور گلچھرے اڑائیں اس طرح وہ دوسروں کو تو بغیر ہاتھ پیر ہلائے یونہی مل گیا، لیکن اس کا بوجھ اس کی پیٹھ پر رہا اور یہ اس مال کی وجہ سے ایسا گروی ہوا ہے کہ بس اپنے کو چھڑا نہیں سکتا مرنے کے وقت یہ حقیقت جو کھل کر اس کے سامنے آ گئی تو ندامت سے وہ اپنے ہاتھ کاٹنے لگتا ہے اور عمر بھر جن چیزوں کا طلب گار رہا تھا، اب ان سے کنارہ ڈھونڈتا ہے اور یہ تمنا کرتا ہے کہ جو اس مال کی وجہ سے اس پر رشک و حسد کیا کرتے تھے (کاش کہ) وہی اس مال کو سمیٹتے نہ وہ اب موت کے تصرفات اس کے جسم میں اور بڑھے یہاں تک کہ زبان کے ساتھ ساتھ کانوں پر بھی موت چھا گئی۔ گھر والوں کے سامنے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ نہ زبان سے بول سکتا ہے نہ کانوں سے سن سکتا ہے آنکھیں گھما گھما کر ان کے چہروں کو تکتا ہے ان کی زبانوں کی جنبشوں کو دیکھتا ہے لیکن بات چیت کی آوازیں

نہیں سن پاتا پھراس سے موت اور لپٹ گئی کہ اس کی آنکھوں کو بھی بند کر دیا جس طرح اس کے کانوں کو بند کیا تھااورروح اس کے جسم سے مفارقت کرگئی اب وہ گھر والوں کے سامنے ایک مردار کی صورت میں پڑا ہوا ہے کہ اس کی طرف سے انہیں وحشت ہوتی ہےاوراس کے پاس پھٹکنے سے دور بھاگتے ہیں وہ نہ رونے والے کی کچھ مدد کرسکتا ہے، نہ پکارنے والے کو جواب دے سکتا ہے پھراسے اٹھا کر زمین میں جہاں اس کی قبر بننا ہے، لے جاتے ہیں اوراسے اس کے حوالے کر دیتے ہیں کہ اب وہ جانے اوراس کا کام اوراس کی ملاقات سے ہمیشہ کے لیے منہ موڑ لیتے ہیں۔(خ107/324)

زندہ رہنے والامعرض ہلاکت میں ہے۔

جنہوں نے دنیا کواختیار کیااوراس سے لپٹے تو اس نے (اپنے تیور بدل کران سے کیسی) اجنبیت اختیار کر لی یہاں تک کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیےاس سے جدا ہوکر چل دیئے اوراس نے انہیں بھوک کے سوا کچھ زادراہ نہ دیااورایک تنگ جگہ کے سوا کوئی ٹھہرنے کا سامان نہ کیااورسواگھپ اندھیرے کے کوئی روشنی نہ دی اورندامت کے سوا کوئی نتیجہ نہ دیا،تو کیاتم اسی دنیا کوترجیح دیتے ہو یااسی پر مطمئن ہو گئے ہو یااسی پرمرے جارہے ہو، جو دنیا پر بےاعتماد نہ رہےاوراس میں بےخوف وخطر ہوکر رہے،اس کے لیے یہ بہت برا گھر ہے۔ جان لواورحقیقت میں تم جانتے ہی ہو کہ (ایک نہ ایک دن) تمہیں دنیا کو چھوڑنا ہے اور یہاں سے کوچ کرنا ہے ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو کہا کرتے تھے کہ'' ہم سے زیادہ قوت و طاقت میں کون ہے''۔انہیں لادکر قبروں تک پہنچایا گیا مگراس طرح نہیں کہ انہیں سوار سمجھا جائے انہیں قبروں میں اتار دیا گیا مگر وہ مہمان نہیں کہلاتے پتھروں سے ان کی قبریں چن دی گئیں اور خاک کے کفن ان پر ڈال دیئے گئے اورگلی سڑی ہڈیوں کوان کا ہمسایہ بنادیا گیا ہے۔ وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ جو پکارنے والے کو جواب نہیں دیتے اور نہ زیادتیوں کو روک سکتے ہیں اور نہ رونے دھونے والوں کی پرواکرتے ہیں اگر بادل (جھوم کر) ان پر برسیں تو خوش نہیں ہوتے اور قحط آئے تو ان پر مایوسی نہیں چھا جاتی وہ ایک جگہ ہیں،مگرالگ الگ۔۔۔وہ آپس میں ہمسائے ہیں مگر دوردور۔۔۔پاس پاس ہیں مگر میل ملاقات نہیں۔۔۔قریب قریب ہیں مگرایک دوسرے کے پاس نہیں پھٹکتے۔۔۔وہ بردبار بنے ہوئے بےخبر پڑے ہیں ان کے بغض وعناد ختم ہو گئے اور کینے مٹ گئے، نہ ان سے کسی ضرر کا اندیشہ ہے، نہ کسی تکلیف کے دور کرنے کی توقع ہےانہوں نے زمین کے اوپر کا حصہ اندر کے حصہ سے کشادگی اوروسعت تنگی سے اورگھربار پردیس سےاورروشنی اندھیرے سے بدل لی ہےاورجس طرح ننگے پیراور ننگے بدن پیدا ہوئے تھے ویسے ہی زمین میں (پیوند خاک) ہو گئے اوراس دنیا سے صرف عمل لے کر ہمیشہ کی زندگی اور سدا رہنے والے گھر کی طرف کوچ کر گئے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے،جس طرح ہم نے مخلوقات کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے اس وعدہ کا پورا کرنا ہمارے ذمہ ہےاورہم اسے ضرور پورا کر کے رہیں گے۔(خ109/331)

جب (ملک الموت) کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو کبھی تم اس کی آہٹ محسوس کرتے ہو؟ یا جب کسی کی روح قبض کرتا ہے تو کیا تم اسے دیکھتے ہو؟ (حیرت ہے) کہ وہ کس طرح ماں کے پیٹ میں بچے کی روح کو قبض کر لیتا ہے، کیا وہ ماں کے جسم کے کسی حصہ سے وہاں تک نہیں پہنچتا ہے؟ یا اللہ کے حکم سے روح اس کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی بڑھتی ہے، یا وہ بچہ کے ساتھ شکم مادر میں ٹھہرا ہوا ہے؟ جو اس جیسی مخلوق کے بارے میں بھی کچھ نہ بیان کر سکے، وہ اپنے اللہ کے متعلق کیا بتا سکتا ہے۔ (خ110/334)

اس نے دنیا کی حیات کے ساتھ موت کو خلط ملط کر دیا ہے۔

موت کا پیغام آنے سے پہلے موت کی پکار اپنے کانوں کو سنا دو اس دنیا میں زاہدوں کے دل روتے ہیں اگر چہ وہ ہنس رہے ہوں اور ان کا غم واندوہ حد سے بڑھا ہوتا ہے اگر چہ ان (کے چہروں) سے مسرت ٹپک رہی ہو اور انہیں اپنے نفسوں سے انتہائی بیر ہوتا ہے اگر چہ (اس رزق کی وجہ سے جو انہیں میسر ہے ان پر رشک کیا جاتا ہو تمہارے دلوں سے موت کی یاد جاتی رہی ہے اور جھوٹی امیدیں (تمہارے اندر) موجود ہیں آخرت سے زیادہ دنیا تم پر چھائی ہوئی ہے اور وہ عقبیٰ سے زیادہ تمہیں اپنی طرف کھینچتی ہے۔ (خ111/335)

انہوں نے موت کو قریب سمجھ کر اعمال میں جلدی کی اور امیدوں کو جھٹلا کر اجل کو نگاہ میں رکھا

زندہ پر موت کے تیر چلاتا رہتا ہے۔

عمل کی طرف بڑھو اور موت کے اچانک آجانے سے ڈرو اس لیے کہ عمر کے پلٹ کر آنے کی آس نہیں لگائی جا سکتی جب کہ رزق کے پلٹنے کی امید ہو سکتی ہے جو رزق ہاتھ نہیں لگا، کل اس کی زیادتی کی توقع ہو سکتی ہے اور امید نہیں کہ عمر کا گزرا ہوا "کل" آج پلٹ آئے گا۔ (خ112/338)

بے شک موت تیزی سے ڈھونڈ ھنے والی ہے نہ ٹھہرنے والا اس سے بچ کر نکل سکتا ہے اور نہ بھاگنے والا اسے عاجز کر سکتا ہے بلاشبہ قتل ہونا عزت کی موت ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں ابن ابی طالبؑ کی جان ہے کہ بستر پر بغیر اطاعت الٰہی اپنی موت مرنے سے تلوار کے ہزار وار کھانا مجھے آسان ہیں۔ (خ121/353)

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے تمہیں جاننا چاہیے کہ ہر شے سے آدمی کبھی کبھی سیر ہو جاتا ہے اور اکتا جاتا ہے سوا زندگی کے وہ کبھی مرنے میں راحت نہیں محسوس کرتا اور یہ اس حکمت کی طرح ہے کہ جو قلب مردہ کے لیے حیات ہے۔ (خ131/379)

وہ صرف موت ہے اس کے پکارنے والے نے اپنی آواز پہنچا دی ہے اور اس کے ہنکانے والے نے جلدی مچا رکھی ہے۔

اور امیدوں کی درازی اور موت کا (فریب کھا کر) نتائج سے بے خوف بن چکے تھے، دیکھ چکے ہو کہ کس طرح موت ان پر ٹوٹ پڑی کہ انہیں وطن سے نکال باہر کیا اور ان کی جائے امن سے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا اس عالم میں کہ وہ تابوت پر لدے ہوئے تھے اور لوگ یکے بعد دیگرے کندھا دے رہے تھے اور اپنی انگلیوں (کے سہارے) سے روکے ہوئے تھے کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو دور کی امیدیں لگائے بیٹھے تھے جنہوں نے مضبوط محل بنائے تھے اور ڈھیروں مال جمع کیا تھا کس طرح ان کے گھر قبروں میں بدل گئے اور جمع شدہ پونجی تباہ ہوگئی اور ان کا مال وارثوں کا ہوگیا اور ان کی بیویاں دوسروں کے پاس پہنچ گئیں (اب) نہ وہ نیکیوں میں کچھ اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کا کوئی موقعہ ہے کہ وہ کسی گناہ کے بعد (توبہ کرکے) اللہ کی رضامندیاں حاصل کر لیں۔ (خ 130/377)

اور تم میں سے کوئی زندگی پانے والا ایک دن کی زندگی میں قدم نہیں رکھتا جب تک اس کی مدت حیات میں سے ایک دن کم نہیں ہو جاتا اور اس کے کھانے میں کسی اور رزق کا اضافہ نہیں ہو جاتا جب تک کہ پہلا رزق ختم نہ ہو جائے اور جب تک ایک نقش مٹ نہ جائے دوسرا نقش ابھرتا نہیں اور جب تک کوئی نئی چیز کہنہ و فرسودہ نہ ہو جائے دوسری نئی چیز حاصل نہیں ہوتی اور جب تک کٹی ہوئی فصل گر نہ جائے نئی فصل کھڑی نہیں ہوتی۔ (خ 143/395)

اے لوگو! ہر شخص اسی چیز کا سامنا کرنے والا ہے جس سے وہ راہ فرار اختیار کئے ہوئے ہے اور جہاں زندگی کا سفر کھینچ کر لے جاتا ہے وہی حیات کی منزل منتہا ہے موت سے بھاگنا اسے پالینا ہے میں نے اس موت کے چھپے ہوئے بھیدوں کی جستجو میں کتنا ہی زمانہ گذارا مگر مشیت ایزدی یہی رہی کہ اس کی (تفصیلات) بے نقاب نہ ہوں اس کی منزل تک رسائی کہاں وہ تو ایک پوشیدہ علم ہے تو ہاں میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اور محمد کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرو ان دونوں ستونوں کو قائم و برقرار رکھو اور ان دونوں چراغوں کو روشن کئے رہو جب تک منتشر و پراگندہ نہیں ہوتے تم میں کوئی برائی نہیں آئے گی تم میں سے ہر شخص اپنی وسعت بھر بوجھ اٹھائے نہ جاننے والوں کا بوجھ بھی ہلکا رکھا گیا ہے (کیونکہ) اللہ رحم کرنے والا دین سیدھا (کہ جس میں کوئی الجھاؤ نہیں) اور پیغمبرؐ عالم و دانا ہے میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لیے عبرت بنا ہوا ہوں اور کل تم سے چھوٹ جاؤں گا خدا مجھے اور تمہیں مغفرت عطا کرے۔

اگر اس پھسلنے کی جگہ پر قدم جمے رہے تو خیر اور اگر قدموں کا جماؤ اکھڑ گیا تو ہم بھی انہی (گھنی) شاخوں کی چھاؤں ہوا کی گذرگاہوں اور چھائے ہوئے ابر کے سایوں میں تھے (لیکن) اس کے تہ بہ تہ جمے ہوئے لکے چھٹ گئے اور ہوا کے نشانات مٹ مٹا گئے میں تمہارا ہمسایہ تھا کہ میرا جسم چند دن تمہارے پڑوس میں رہا اور میرے مرنے کے بعد مجھے جسد بے روح پاؤ گے کہ جو حرکت کرنے کے بعد تھم گیا اور بولنے کے بعد خاموش ہوگیا تا کہ میرا یہ سکون اور ٹھہراؤ اور آنکھوں کا مندھ جانا اور ہاتھ

پیروں کا بے حس وحرکت ہو جانا تمہیں پند ونصیحت کرے کیونکہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے یہ (منظر) بلیغ کلموں اور کام میں پڑنے والی باتوں سے زیادہ موعظت وعبرت دلانے والا ہوتا ہے میں تم سے اس طرح رخصت ہو رہا ہوں جیسے کوئی شخص (کسی کی) ملاقات کیلیے چشم براہ ہو۔کل تم میرے اس دور کو یاد کرو گے اور میری نیتیں کھل کر تمہارے سامنے آجائیں گی اور میری جگہ کے خالی ہونے اور دوسروں کے اس مقام پر آنے سے تمہیں میری قدر ومنزلت کی پہچان ہوگی۔(خ147/402)

تم سے پہلے لوگوں کی تباہی کا سبب یہ ہے کہ وہ امیدوں کے دامن پھیلاتے رہے اور موت کو نظروں سے اوجھل سمجھا کیے یہاں تک کہ جب وعدہ کی ہوئی (موت) آگئی تو ان کی معذرت کو ٹھکرا دیا گیا اور توبہ اٹھالی گئی اور مصیبت وبلا ان پر ٹوٹ پڑی۔(خ145/400)

میں جن چیزوں کا سامنا کرنے والا ہوں ان میں سب سے زیادہ محبوب مجھے موت ہے (خ178/482)

اور علم کی بدولت موت سے ڈرا جاتا ہے اور موت سے دنیا کے سارے جھنجٹ ختم ہو جاتے ہیں۔ (ک154/420)

اے پہلے مرنے والوں کا ویسا ہی علم ہے جیسا باقی رہنے والے زندہ لوگوں کا۔(خ161/440)

اے سننے والے! اگر تو ان دلکش مناظر تک پہنچنے کے لیے اپنے نفس کو متوجہ کرے جو تیری طرف ایک دم آنے والے ہیں تو اس کے اشتیاق میں تیری جان ہی نکل جائے گی اور اسے جلد سے جلد پالینے کے لیے میری اس مجلس سے اٹھ کر قبروں میں رہنے والوں کی ہمسائیگی اختیار کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے گا۔(خ163/481)

اگر کوئی دنیوی بقاء کی (بلندیوں پر) چڑھنے کا زینہ یا موت کو دور کرنے کا راستہ پا سکتا ہوتا تو وہ سلیمان ابن داؤدؑ ہوتے کہ جن کے لیے نبوت وانتہائے تقرب کے ساتھ جن وانس کی سلطنت قبضہ میں دے دی گئی تھی لیکن جب وہ اپنا آب ودانہ پورا اور اپنی مدت (حیات) ختم کر چکے تو فنا کی کمانوں نے انہیں موت کے تیروں کی زد پر رکھ لیا گھر ان سے خالی ہو گئے اور بستیاں اجڑ گئیں اور دوسرے لوگ ان کے وارث ہو گئے تمہارے لیے گذشتہ دوروں (کے ہر دور) میں عبرتیں (ہی عبرتیں) ہیں۔

(ذرا سوچو تو) کہ کہاں ہیں عمالقہ اور ان کے بیٹے، اور کہاں ہیں فرعون اور ان کی اولادیں کہاں ہیں اصحاب الرس کے شہروں کے باشندے؟ جنہوں نے نبیوں کو قتل کیا پیغمبروںؑ کے روشن طریقوں کو مٹایا اور ظالموں کے طور طریقوں کو زندہ کیا کہاں ہیں وہ لوگ جو لشکروں کو لے کے بڑھے ہزاروں کو شکست دی اور فوجوں کو فراہم کر کے شہروں کو آباد کیا اور کہاں ہیں ان کے ایسے اور دوسرے بھائی کہ جو مرنے پر عہد وپیمان باندھے ہوئے تھے اور جن کے سروں کو فاسقوں کے پاس روانہ کیا گیا۔

(خ180/488)

اس چیز کی طرف بڑھو کہ جو ہمہ گیر اور تم میں سے ہر ایک کے لیے مخصوص ہے اور وہ موت ہے۔(خ165/456)

اپنی جائے بازگشت کی طرف بڑھو اور زاد عمل فراہم کرنے میں موت پر سبقت کرو اس لیے کہ وہ وقت قریب ہے کہ لوگوں کی امیدیں ٹوٹ جائیں، موت ان پر چھا جائے اور توبہ کا دروازہ ان کے لیے بند ہو جائے ابھی تو تم اس دور میں ہو کہ جس کی طرف پلٹنے کی تم سے قبل گزر جانے والے لوگ تمنا کرتے ہیں تم اس دار دنیا میں کہ جو تمہارے رہنے کا گھر نہیں ہے مسافر راہ نورد ہو۔ اس سے تمہیں کوچ کرنے کی خبر دی جا چکی ہے اور اس میں رہتے ہوئے تمہیں زاد کے مہیا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(خ181/497)

میں تمہیں سمجھاتا ہوں کہ موت کو یاد رکھو اور اس سے اپنی غفلت کو کم کرو اور آخر کیونکہ تم اس سے غفلت میں پڑے ہوئے ہو، جو تم سے غافل نہیں اور کیونکر اس (فرشتہ موت) سے کوئی آس لگاتے ہو، جو تمہیں ذرا مہلت نہ دے گا تمہیں پند و عبرت دینے کے لیے وہی مرنے والے کافی ہیں کہ جنہیں تم دیکھتے رہے ہو، انہیں (کندھوں پر) لاد کر قبروں کی طرف لے جایا گیا درآں حالیکہ وہ خود سوار نہیں ہو سکتے اور انہیں قبروں میں اتار دیا گیا جب کہ وہ خود اترنے پر قادر نہ تھے (یوں مٹ مٹا گئے) کہ گویا یہ کبھی دنیا میں بسے ہوئے تھے ہی نہیں اور گویا یہی آخرت (کا گھر) ان کا ہمیشہ سے گھر تھا جسے وطن بنایا تھا اسے سنسان چھوڑ گئے اور جس سے وحشت کھایا کرتے تھے وہاں اب جا کر سکونت اختیار کرنا پڑی ہمیشہ اس کا انتظام کیا جسے چھوڑنا تھا اور وہاں کی کوئی فکر نہ کی جہاں جانا تھا۔(خ186/515)

ایک ایمان تو وہ ہوتا ہے جو دلوں میں جما ہوا اور برقرار ہوتا ہے، اور ایک وہ کہ دلوں اور سینے (کی تہوں) میں ایک مقررہ مدت تک عاریۃً ہوتا ہے لہٰذا اگر کسی ایک میں تمہیں کوئی برائی ایسی نظر آئے کہ جس سے تمہیں اظہار بیزاری کرنا پڑے تو اسے اس وقت تک موقوف رکھو کہ اس شخص کو موت آ جائے کہ اس موقعہ پر اظہار بیزاری اپنی حد پر واقع ہو گی۔ (خ187/516)

اور موت اور اس کی سختیوں (کے چھا جانے) سے پہلے فرائض و اعمال اپنے پورے کر دو اور اس کے آنے سے پہلے اس کا سروسامان کر لو اور اس کے وارد ہونے سے قبل تہیا کر لو کیونکہ آخری منزل قیامت ہے اور یہ عقلمند کے لیے نصیحت دینے اور نادان کے لیے عبرت بننے کے لیے کافی ہے اور اس کی آخری منزل کے پہلے تم جانتے ہی ہو کہ کیا کیا ہے قبروں کی تنگنائی، برزخ کی ہولناکی، خوف کی دہشتیں (فشار قبر سے) پسلیوں کا ادھر سے ادھر ہو جانا، کانوں کا بہرا پن، لحد کی تاریکی، عذاب کی دھمکیاں، قبر کے شگاف کا بند کیا جانا اور اس پر پتھر کی سلوں کا چن دیا جانا۔

زمین سے چمٹے رہو، بلا وسختی کو برداشت کرتے رہو، اور اپنی زبان کی خواہشوں سے مغلوب ہو کر اپنے ہاتھوں اور تلواروں کو حرکت نہ دو اور جن چیزوں میں اللہ نے جلدی نہیں کی ان میں جلدی نہ مچاؤ۔ بلاشبہ تم میں سے جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ اور ان کے اہل بیت کے حق کو پہچانتے ہوئے بستر پر بھی دم توڑے وہ شہید مرتا ہے اور اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ اور جس عمل خیر کی نیت اس نے کی ہے اس کے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے اور اس کی یہ نیت تلوار سونتنے کے قائم مقام ہے بیشک ہر چیز کی ایک مدت اور میعاد ہوا کرتی ہے۔ (خ 188/521)

اے اللہ کے بندو! اعمال نیک بجالاؤ، ابھی جب کہ زبانوں کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں بدن تندرست اور ہاتھ پیروں میں لچک ہے (کہ جو چاہو ان سے کام لے سکتے ہو) آنے جانے کی جگہ وسیع اور میدان (عمل) کشادہ ہے، قبل اس کے فرصت رفتہ موقع نہ دے اور موت ٹوٹ پڑے اپنے لیے موت کو یہ سمجھو کہ وہ آچکی اس کا انتظار نہ کرو کہ وہ آئے گی؟ (خ 194/563)

نہا نخانہ قبر کے لیے چراغ (تنہائی کی) طویل وحشتوں کے لیے ہمنوا و دمساز اور منزل کی اندوہنا کیوں سے رہائی (کا ذریعہ) قرار دو۔ (خ 196/567)

امیر المومنینؑ نے آیت **الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر** (تمہیں قوم قبیلے کی کثرت پر اترانے نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں دیکھ ڈالیں) کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔

"دیکھو تو ان بوسیدہ ہڈیوں پر فخر کرنے والوں کا مقصد کتنا دور از عقل ہے اور یہ قبروں پر آنے والے کتنے غافل و بیخبر ہیں اور یہ مہم کتنی سخت و دشوار ہے انہوں نے مرنے والوں کو کیسی کیسی عبرت آموز چیزوں سے خالی سمجھ لیا اور دور دراز جگہ سے انہیں (سرمایہ افتخار بنانے کے لیے) لے لیا، کیا یہ اپنے باپ داداؤں کی لاشوں پر فخر کرتے ہیں یا ہلاک ہونے والوں کی تعداد سے اپنی کثرت میں اضافہ محسوس کرتے ہیں، وہ ان جسموں کو پلٹانا چاہتے ہیں، وہ جو بے روح ہو چکے ہیں اور ان جنبشوں کو لوٹانا چاہتے ہیں جو تھم چکی ہیں وہ سبب افتخار بننے سے زیادہ سامان عبرت بننے کے قابل ہیں ان کیوجہ سے عجز و فروتنی کی جگہ پر اترنا، عزت و سرفرازی کے مقام پر ٹھہرنے سے زیادہ مناسب ہے، انہوں نے چوندھیائی ہوئی آنکھوں سے انہیں دیکھا اور ان سے (عبرت لینے کے بجائے) جہالت کے گہراؤ میں اتر پڑے اگر وہ ان کی سرگزشت کو ٹوٹے ہوئے مکانوں اور خالی گھروں کے صحنوں سے پوچھیں تو وہ کہیں گے کہ وہ گمراہی کی حالت میں زمین کے اندر چلے گئے اور تم بھی بے خبری و جہالت کے عالم میں ان کے عقب میں بڑھے جا رہے ہو، تم ان کی کھوپڑیوں کو روندتے ہو اور ان کے جسموں کی جگہ پر عمارتیں کھڑی کرنا چاہتے ہو، جس چیز کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے، اس میں چر رہے ہو اور جسے وہ خالی چھوڑ کر چلے گئے ہیں اس میں آ بسے ہو اور یہ دن بھی

تمہارے اور ان کے درمیان ہیں تم پر رو رہے ہیں اور نوحہ پڑھ رہے ہیں۔

تمہاری منزل منتہاء پر پہلے سے پہنچ جانے والے اور تمہارے سرچشموں پر قبل سے وارد ہونے والے وہی لوگ ہیں جن کے لیے عزت کی منزلیں تھیں اور فخر و سربلندی کی فراوانی تھی کچھ تاجدار تھے کچھ دوسرے درجہ کے بلند منصب مگر اب تو وہ برزخ کی گہرائیوں میں راہ پیما ہیں کہ جہاں زمین ان پر مسلط کر دی گئی ہے جس نے ان کا گوشت کھالیا اور لہو چوس لیا ہے چنانچہ وہ قبر کے شگافوں میں نشو و نما کھو کر جماد کی صورت میں پڑے ہیں اور یوں نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں کہ (ڈھونڈھے سے) نہیں ملتے نہ پر ہول خطرات کا آنا انہیں خوفزدہ کرتا ہے، نہ حالات کا انقلاب انہیں اندوہناک بناتا ہے، نہ زلزلوں کی پروا کرتے ہیں، نہ رعد کی کڑک پر کان دھرتے ہیں وہ ایسے غائب ہیں کہ جن کا انتظار نہیں کیا جاتا اور ایسے موجود ہیں کہ سامنے نہیں آتے وہ مل جل کر رہتے تھے جواب بکھر گئے ہیں اور آپس میں میل محبت رکھتے تھے، جواب جدا ہو گئے ہیں ان کے واقعات سے بے خبری اور ان کے گھروں کی خاموشی امتداد زمانہ اور دوری منزل کی وجہ سے نہیں بلکہ انہیں (موت کا) ایسا ساغر پلا دیا گیا ہے کہ جس نے ان کی گویائی چھین کر انہیں گونگا بنا دیا ہے اور قوت شنوائی سلب کر کے بہرا کر دیا ہے اور ان کی حرکت وجنبش کو سکون و بے حسی سے بدل دیا ہے، گویا کہ وہ سرسری نظر میں یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے نیند میں لیٹے ہوئے ہوں وہ ایسے ہمسائے ہیں جو ایک دوسرے سے انس و محبت کا لگاؤ نہیں رکھتے اور ایسے دوست ہیں جو آپس میں ملتے ملاتے نہیں، ان کے جان پہچان کے رابطے بوسیدہ ہو چکے ہیں اور بھائی بندی کے سلسلے ٹوٹ گئے ہیں وہ ایک ساتھ ہوتے ہوئے بھر اکیلے ہیں اور دوست ہوتے ہوئے پھر علیحدہ اور جدا ہیں یہ لوگ شب ہو تو اس کی صبح سے بے خبر، دن ہو تو اس کی شام سے نا آشنا ہیں۔

جس رات یا جس دن میں انہوں نے رخت سفر باندھا ہے وہ ساعت ان پر ہمیشہ اور یکساں رہنے والی ہے انہوں نے منزل آخرت کی ہولناکیوں کو اس سے بھی زیادہ ہولناک پایا جتنا انہیں ڈر تھا اور وہاں کے آثار کو اس سے عظیم تر دیکھا جتنا کہ وہ اندازہ لگاتے تھے (مومنوں اور کافروں کی) منزل انتہاء کو جائے بازگشت (دوزخ و جنت) تک پھیلا دیا گیا ہے وہ (کافروں کے لیے) ہر درجہ خوف سے بلند تر اور (مومنوں کے لیے) ہر درجہ امید سے بالاتر ہے، اگر وہ بول سکتے ہوتے جب بھی دیکھی ہوئی چیزوں کے بیان سے ان کی زبانیں گنگ ہو جاتیں۔

اگر چہ ان کے نشانات مٹ چکے ہیں اور ان کی خبروں کا سلسلہ قطع ہو چکا ہے لیکن چشم بصیرت انہیں دیکھتی اور گوش عقل وخرد ان کی سنتے ہیں، وہ بولے مگر نطق و کلام کے طریقہ پر نہیں بلکہ انہوں نے زبان حال سے کہا شگفتہ چہرے بگڑ گئے، نرم ونازک بدن مٹی میں مل گئے اور ہم نے بوسیدہ کفن پہن رکھا ہے اور قبر کی تنگی نے ہمیں عاجز کر دیا ہے خوف و دہشت کا ایک دوسرے سے ورثہ پایا ہے ہماری خاموش منزلیں ویران ہو گئیں ہمارے جسم کی رعنائیاں مٹ گئیں، ہماری جانی پہچانی ہوئی

صورتیں بدل گئیں ان وحشت کدوں میں ہماری مدت رہائش دراز ہوگئی نہ بے چینی سے چھٹکارا نصیب ہے نہ تنگی سے فراخی حاصل ہے اب اس عالم میں کہ جب کیڑوں کی وجہ سے ان کے کان سماعت کو کھو کر بہرے ہو چکے ہیں اور ان کی آنکھیں خاک کا سرمہ لگا کر اندر کو دھنس چکی ہیں اور ان کے منہ میں زبانیں طلاقت و روانی دکھانے کے بعد پارہ پارہ ہو چکی ہیں اور سینوں میں دل چوکنا رہنے کے بعد بے حرکت ہو چکے ہیں اور ان کے ایک ایک عضو کو نت نئی بوسیدگیوں نے تباہ کر کے بدہیئت بنا دیا ہے اور اس حالت میں کہ وہ (ہر مصیبت سہنے کے لیے) بلا مزاحمت آمادہ ہیں انکی طرف آفتوں کا راستہ ہموار کر دیا ہے، نہ کوئی ہاتھ ہے جو ان کا بچاؤ کرے اور نہ (پسیجنے والے) دل ہیں جو بے چین ہو جائیں، اگر تم اپنی عقلوں میں ان کا نقشہ جماؤ، یا یہ کہ تمہارے سامنے سے ان پر پڑا ہوا پردہ ہٹا دیا جائے تو البتہ تم ان کے دلوں کے اندوہ اور آنکھوں میں پڑے ہوئے خس و خاشاک کو دیکھو گے کہ ان پر شدت و سختی کی ایسی حالت ہے کہ وہ بدلتی نہیں اور ایسی مصیبت و جان کاہی ہے کہ ہٹنے کا نام نہیں لیتی اور تمہیں معلوم ہوگا کہ زمین نے کتنے باوقار جسموں اور دلفریب رنگ روپ والوں کو کھا لیا جو رنج کی گھڑیوں میں بھی مسرت انگیز چہروں سے دل بہلاتے تھے اگر کوئی مصیبت ان پر آ پڑتی تھی تو اپنے عیش کی تازگیوں پر للچائے رہنے اور کھیل تفریح پر فریفتہ ہونے کی وجہ سے خوش وقتیوں کے سہارے ڈھونڈتے تھے اسی دوران میں کہ وہ غافل و مدہوش کرنے والی زندگی کی چھاؤں میں دنیا کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہے تھے اور دنیا انہیں دیکھ دیکھ کر قہقہے لگا رہی تھی کہ اچانک زمانہ نے انہیں کانٹوں کی طرح روند دیا اور ان کے سارے زور توڑ توڑ دیئے اور قریب ہی سے موت کی نظریں ان پر پڑنے لگیں اور ایسا غم و اندوہ ان پر طاری ہوا کہ جس سے وہ آشنا نہ تھے ایسے اندرونی قلق میں مبتلا ہوئے کہ جس سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا اور اس حالت میں کہ وہ صحت سے بہت زیادہ مانوس تھے ان میں مرض کی کمزوریاں پیدا ہو گئیں تو اب انہوں نے انہی چیزوں کی طرف رجوع کیا جن کا طبیبوں نے انہیں عادی بنا رکھا تھا کہ گرمی کے زور کو سرد دواؤں سے فرو کیا جائے اور سردی کو گرم دواؤں سے ہٹایا جائے مگر سرد دواؤں نے گرمی کو بجھانے کے بجائے اور بھڑکا دیا اور گرم دواؤں نے ٹھنڈک کو ہٹانے کے بجائے اس کا جوش اور بڑھا دیا اور نہ ان طبیعتوں میں مخلوط ہونے والی چیزوں سے ان کے مزاج نقطۂ اعتدال پر آئے بلکہ ان چیزوں نے ہر عضو ماؤف کا آزار اور بڑھا دیا یہاں تک کہ چارہ گر سست پڑ گئے تیمار دار (مایوس ہو کر) غفلت برتنے لگے۔ گھر والے مرض کی حالت بیان کرنے سے عاجز آ گئے اور مزاج پرسی کرنے والوں کے جواب سے خاموشی اختیار کر لی اور اس سے چھپاتے ہوئے اس اندوہناک خبر کے بارے میں اختلاف رائے کرنے لگے ایک کہنے والا یہ کہتا تھا کہ اس کی حالت جو ہے سو ظاہر ہے اور ایک صحت و تندرستی کے پلٹ آنے کی امید دلاتا تھا اور ایک اس کی (ہونے والی) موت پر انہیں صبر کی تلقین کرتا اور اس سے پہلے گزر جانے والوں کی مصیبتیں انہیں یاد دلاتا تھا اسی اثناء میں کہ وہ دنیا سے جانے اور دوستوں کو چھوڑنے کے لیے پر تول رہا تھا کہ ناگاہ گلوگیر

پھندوں میں سے ایک ایسا پھندہ اسے لگا کہ اس کے ہوش و حواس پاشان و پریشان ہو گئے اور زبان کی تری خشک ہوگئی اور کتنے ہی مہم سوالات تھے کہ جن کے جواب وہ جانتا تھا مگر بیان کرنے سے عاجز ہوگیا اور کتنی ہی دل سوز صدائیں اس کے کان سے ٹکرائیں کہ جن کے سننے سے بہرہ ہوگیا وہ آواز یا کسی ایسے بزرگ کی ہوتی تھی جس کا یہ بڑا احترام کرتا تھا یا کسی ایسے خوردسال کی ہوتی تھی جس پر یہ مہربان و شفیق تھا موت کی سختیاں اتنی ہیں کہ مشکل ہے کہ دائرہ بیان میں آسکیں یا اہل دنیا کی عقلوں کے اندازہ پر پوری اتر سکیں''۔ (ک 218/611)

اے خدا کے بندو! اس بات کو جانے رہو کہ تمہیں اور اس دنیا کی ان چیزوں کو کہ جن میں تم ہو انہی لوگوں کی راہ پر گزرنا ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ جو تم سے زیادہ لمبی عمروں والے، تم سے زیادہ آباد گھروں والے اور تم سے زیادہ پائدار نشانیوں والے تھے ان کی آوازیں خاموش ہوگئیں، بندھی ہوائیں اکھڑ گئیں، بدن گل سڑ گئے، گھر سنسان ہو گئے، اور نام ونشان تک مٹ گئے انہوں نے مضبوط محلوں اور بچھی ہوئی مسندوں کو پتھروں اور چنی ہوئی سلوں اور پیوند زمین ہونے والی (اور) لحد والی قبروں سے بدل لیا کہ جن کے صحنوں کی بنیاد تباہی و ویرانی پر ہے اور مٹی ہی سے ان کی عمارتیں مضبوط کی گئی ہیں۔ ان قبروں کی جگہیں آپس میں نزدیک نزدیک ہیں اور ان میں بسنے والے دور افتادہ مسافر ہیں ایسے مقام میں کہ جہاں وہ بوکھلائے ہوئے ہیں اور ایسی جگہ میں کہ جہاں (دنیا کے کاموں سے) فارغ ہو کر آخرت کی فکروں میں مشغول ہیں وہ اپنے وطن سے انس نہیں رکھتے اور نزدیک کی ہمسائیگی اور گھروں کے قرب کے باوجود ہمسایوں کی طرح آپس میں میل ملاپ نہیں رکھتے اور کیونکر آپس میں ملنا جلنا ہوسکتا ہے جب کہ بوسیدگی و تباہی نے اپنے سینہ سے انہیں پیس ڈالا ہے اور پتھروں اور مٹی نے انہیں کھالیا ہے تم بھی یہی سمجھو کہ (گویا) وہیں پہنچ گئے جہاں وہ پہنچ چکے ہیں اور اسی خواب گاہ (قبر) نے تمہیں بھی جکڑ لیا ہے اور اسی امانت گاہ (لحد) نے تمہیں بھی چپٹا لیا ہے۔

اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی کہ جب تمہارے سارے مرحلے انتہا کو پہنچ جائیں گے اور قبروں سے نکل کھڑے ہوگے، وہاں ہر شخص اپنے اعمال کے (نفع و نقصان) کی جانچ کرے گا اور وہ اپنے سچے مالک خدا کی طرف پلٹائے جائیں گے اور جو کچھ افتراء پردازیاں کرتے تھے ان کے کام نہ آئیں گی۔ (خ 223/627)

یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، آپ کے رحلت فرما جانے سے نبوت، خدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ (ک 232/640)

بھلا میں فدک یا فدک کے علاوہ کسی اور چیز کو لے کر کروں ہی گا کیا جب کہ نفس کی منزل کل قبر قرار پانے والی ہے کہ جس کی اندھیاریوں میں اس کے نشانات مٹ جائیں گے اور اس کی خبریں ناپید ہو جائیں گی وہ تو ایک ایسا گڑھا ہے کہ اگر اس

کا پھیلاؤ بڑھا بھی دیا جائے اور گورکن کے ہاتھ اسے کشادہ بھی رکھیں جب بھی پتھر اور کنکر اس کو تنگ کر دیں گے اور مسلسل مٹی کے ڈالے جانے سے اس کی دراڑیں بند ہو جائیں گی۔

کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تو نے کھیل تفریح کی باتوں سے چکمے دیئے کدھر ہیں وہ جماعتیں جنہیں تو نے اپنی آرائشوں سے ورغلائے رکھا؟ وہ قبروں میں جکڑے ہوئے اور خاک لحد میں دبکے پڑے ہیں۔ (ر 14/737)

اور جھپٹ لینے والی موت سے پہلے اعمال کی طرف جلدی کرو کیونکہ موت تمہاری لذتوں کو تباہ کرنے والی، خواہشات کو مکدر بنانے والی اور تمہاری منزلوں کو دور کر دینے والی ہے، یہ ناپسندیدہ ملاقاتی اور شکست نہ کھانے والا حریف ہے اور ایسی خونخوار ہے کہ اس سے (خون بہا کا) مطالبہ نہیں کیا جا سکتا اس کے پھندے تمہیں جکڑے ہوئے ہیں اور اس کی تباہ کاریاں تمہیں گھیرے ہوئے ہیں اور اس کے (تیروں کے) پھل تمہیں سیدھا نشانہ بنائے ہوئے ہیں اور تم پر اس کا غلبہ و تسلط عظیم اور تم پر اس کا ظلم و تعدی برابر جاری ہے اور اس کے وار کے خالی جانے کا امکان کم ہے قریب ہے کہ سحاب مرگ کی تیرگیاں، مرض الموت کے لو کے جان لیوا سختیوں کے اندھیرے، سانس اکھڑنے کی مدہوشیاں، جان کنی کی اذیتیں، اس کے ہر طرف سے چھا جانے کی تاریکی اور کام و دہن کے لیے اس کی بدمزگی تمہیں گھیر لے گویا کہ وہ تم پر اچانک آپڑی ہے کہ جس نے تمہارے ساتھ چپکے چپکے باتیں کرنے والے کو خاموش کر دیا اور تمہاری جماعت کو متفرق و پراگندہ کر دیا اور تمہارے نشانات کو مٹا دیا اور تمہارے گھروں کو سنسان کر دیا اور تمہارے وارثوں کو تیار کر دیا، کہ وہ تمہارے ترکہ کو مخصوص عزیزوں میں کہ جنہوں نے تمہیں کچھ ہی فائدہ نہ دیا اور ان غم زدہ قریبیوں میں کہ جو (موت کو) روک نہ سکے اور ان خوش ہونے والے (رشتہ داروں) میں جو ذرا بے چین نہیں ہوئے تقسیم کر لیں۔

ان کے گھروں نے قبروں کی صورت اختیار کر لی، ان کا مال ترکہ بن گیا جو ان کی قبروں پر آتا ہے، اسے پہچانتے نہیں جو نہیں روتا ہے اس کی پروا نہیں کرتے، اور جو پکارے اسے جواب نہیں دیتے۔

وہ اہل دنیا کو دیکھتے ہیں کہ وہ ان کی جسمانی موت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور وہ ان اشخاص کے حال کو زیادہ اندوہناک سمجھتے ہیں، جو زندہ ہیں مگر ان کے دل مردہ ہیں۔ (خ 227/634)

اور گنہگاروں کو امید دلائی جا رہی ہے قبل اس کے کہ عمل کی روشنی گل ہو جائے اور مہلت ہاتھ سے جاتی رہے اور مدت ختم ہو جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور ملائکہ آسمان پر چڑھ جائیں۔

چاہیے کہ انسان خود اپنے سے اپنے واسطے اور زندہ سے مردہ کے لیے اور فانی سے باقی کی خاطر اور جانے والی زندگیوں سے حیات جاودانی کے لیے نفع و بہبود حاصل کرے وہ انسان جسے ایک مدت تک عمر دی گئی ہے اور عمل کی انجام دہی

کے لیے مہلت بھی ملی ہے اسے اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔(خ 23/643)

اور قبر میں اکیلا چھوڑ دے گا۔(ر 3/652)

تمہیں موت کے بعد پیش آنے والے حالات کی طرف اپنی توجہ موڑنا چاہیئے۔(ر 22/681)

خدا کی قسم! یہ موت کا ناگہانی حادثہ ایسا نہیں ہے کہ میں اسے ناپسند جانتا ہوں اور نہ یہ ایسا سانحہ ہے کہ میں اسے برا جانتا ہوں میری مثال بس اس شخص کی سی ہے جو رات بھر پانی کی تلاش میں چلے اور صبح ہوتے چشمہ پر پہنچ جائے اور اس ڈھونڈنے والے کے مانند ہوں جو مقصد کو پالے اور جو اللہ کے یہاں ہے وہی نیکو کاروں کے لیے بہتر ہے۔(ر 23/682)

اور تمہیں فکر صرف موت کے بعد کی ہونا چاہیئے۔(ر 66/797)

ان کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین کا لشکر کہ جس میں بے پناہ ہجوم اور پھیلا ہوا گرد و غبار ہوگا وہ موت کے کفن پہنے ہوئے ہوں گے ہر ملاقات سے زیادہ انہیں لقائے پروردگار محبوب ہوگی۔(ر 28/696)

تو اللہ کے بندو! موت اور اس کی آمد سے ڈرو اور اس کے لیے سروسامان فراہم کرو وہ آئے گی اور ایک بڑے حادثے اور عظیم سانحے کے ساتھ آئے گی جس میں یا تو بھلائی ہی بھلائی ہوگی کہ برائی کا اس میں کبھی گزر نہ ہوگا یا ایسی برائی ہوگی کہ جس میں کبھی بھلائی کا شائبہ نہ آئے گا کون ہے؟ جو جنت کے کام کرنے والے سے زیادہ جنت کے قریب ہو اور کون ہے جو دوزخ کے کام کرنے والے سے زیادہ دوزخ کے نزدیک ہو؟ تم وہ شکار ہو جس کا موت پیچھا کئے ہوئے ہے اگر ٹھہرے رہو گے جب بھی تمہیں گرفت میں لے لے گی اور اگر اس سے بھاگو گے جب بھی وہ تمہیں پالے گی وہ تمہارے سایہ سے بھی زیادہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے موت تمہاری پیشانی کے بالوں سے جکڑ کر باندھ دی گئی ہے۔(ر 27/690)

جو شخص امید کی راہ میں بگ ٹٹ دوڑتا ہے وہ موت سے ٹھوکر کھاتا ہے۔(ح 18/814)

جسے موت کا انتظار ہوگا، وہ نیک کاموں میں جلدی کرے گا۔(ح 30/818)

صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑی' فرمایا:

اے وحشت فزا گھروں، اجڑے مکانوں اور اندھیری قبروں کے رہنے والو! اے خاک نشینو! اے عالم غربت کے ساکنو! اے تنہائی اور الجھن میں بسر کرنے والو! تم تیز رو ہو جو ہم سے آگے بڑھ گئے ہو اور ہم تمہارے نقش قدم پر چل کر تم سے ملا چاہتے ہیں اب صورت یہ ہے کہ گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں، بیویوں سے اوروں نے نکاح کر لیے ہیں اور تمہارا مال واسباب تقسیم ہو چکا ہے یہ تو ہمارے یہاں کی خبر ہے اب تم کہو کہ تمہارے یہاں کی کیا خبر ہے۔

اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ تمہیں بتائیں گے کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے(ح 130/849)

اللہ کا ایک فرشتہ ہر روز یہ ندا کرتا ہے کہ موت کے لیے اولاد پیدا کرو، برباد ہونے کے لیے جمع کرو اور تباہ ہونے کے لیے عمارتیں کھڑی کرو۔ (ح 132/851)

موت سے ڈرتے ہیں مگر فرصت کا موقع نکل جانے سے پہلے اعمال میں جلدی نہیں کرتے۔ (ح 150/858)

اسی طرح تو علم کے خزینہ داروں کے مرنے سے علم ختم ہو جاتا ہے۔ (ح 147/855)

اور موت آنے پر جان دیتے ہیں بڑے جوانمرد ہوتے ہیں۔ (ح 120/845)

خدا تم پر رحم کرے کچھ سفر کا ساز و سامان کر لو کوچ کی صدائیں تمہارے گوش گزار ہو چکی ہیں، دنیا کے وقفۂ قیام کو زیادہ تصور نہ کرو اور جو تمہارے دسترس میں بہترین زاد ہے اسے لے کر (اللہ کی طرف پلٹو) کیونکہ تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے اور پر ہول و خوفناک مراحل ہیں کہ جہاں اترے اور ٹھہرے بغیر تمہیں کوئی چارہ نہیں تمہیں جاننا چاہیے کہ موت کی ترچھی نظریں تم سے قریب پہنچ چکی ہیں اور گویا تم اس کے پنجوں میں ہو جو تم میں گڑو دیئے گئے ہیں اور موت کے شدائد و مشکلات تم پر چھا گئے ہیں۔ (ک 202/580)

اگر کوئی بندہ مدت حیات اور اس کے انجام کو دیکھے تو امیدوں اور ان کے فریب سے نفرت کرنے لگے۔ (ح 334/916)

حضرتؑ نے ایک جماعت کو ان کے مرنے والے کی تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس موت کی ابتدا تم سے نہیں ہوئی ہے اور نہ اس کی انتہا تم پر ہے یہ تمہارا ساتھی مصروف سفر رہتا تھا اب بھی یہی سمجھو کہ وہ اپنے کسی سفر میں ہے اگر وہ آ گیا تو بہتر، ورنہ تم خود اس کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ (ح 397/922)

لذتوں کے ختم ہونے اور پاداشوں کے باقی رہنے کو یاد رکھو۔ (ح 433/944)

اس کی ابتدا نطفہ اور انتہا مردار ہے، وہ نہ اپنے لیے روزی کا سامان کر سکتا ہے نہ موت کو اپنے سے ہٹا سکتا ہے۔ (ح 454/947)

فخر و سر بلندی کو چھوڑو، تکبر و غرور کو مٹاؤ اور قبر کو یاد رکھو۔ (ح 398/933)

صفین سے پلٹتے ہوئے جب مقام حاضرین میں منزل کی تو امام حسنؑ کے لیے وصیت نامہ تحریر فرمایا:۔

یہ وصیت ہے اس باپ کی جو فنا ہونے والا اور زمانہ (کی چیرہ دستیوں) کا اقرار کرنے والا ہے جس کی عمر پیٹھ پھرائے ہوئے ہے اور جو زمانہ کی سختیوں سے لاچار ہے اور دنیا کی برائیوں کو محسوس کر چکا ہے اور مرنے والوں کے گھروں میں مقیم اور کل کو یہاں سے رخت سفر باندھ لینے والا ہے اس بیٹے کے نام جو نہ ملنے والی بات کا آرزومند، جادۂ عدم کا راہ سپار، بیماریوں کا

ہدف، زمانہ کے ہاتھ گروی، مصیبتوں کا نشانہ، دنیا کا پابند اور اس کی فریب کاریوں کا تاجر، موت کا قرضدار، اجل کا قیدی، غموں کا حلیف، حزن و ملال کا ساتھی آفتوں میں مبتلا نفس سے عاجز اور مرنے والوں کا جانشین ہے:۔

بعدہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے دنیا کی روگردانی زمانہ کی منہ زوری اور آخرت کی پیش قدمی سے جو حقیقت پہچانی ہے وہ اس امر کے لیے کافی ہے کہ مجھے دوسرے تذکروں اور اپنی فکر کے علاوہ دوسری کوئی فکر نہ ہو مگر اسی وقت جب کہ دوسروں کے فکر و اندیشہ کو چھوڑ کر میں اپنی ہی دھن میں کھویا ہوا تھا اور میری عقل و بصیرت نے مجھے خواہشوں سے منحرف وروگردان کر دیا اور میرا معاملہ کھل کر میرے سامنے آ گیا اور مجھے واقعی حقیقت اور بے لاگ صداقت تک پہنچا دیا۔ میں نے دیکھا کہ تم میرا ہی ایک ٹکڑا ہو، بلکہ جو میں ہوں وہی تم ہو، یہاں تک کہ اگر تم پر کوئی آفت آئے تو گویا مجھ پر آئی ہے اور تمہیں موت آئے گویا مجھے آئی ہے اس سے مجھے تمہارا اتنا ہی خیال ہوا، جتنا اپنا ہو سکتا ہے۔

وعظ و پند سے دل کو زندہ رکھنا اور زہد سے اس کی خواہشوں کو مردہ یقین سے اسے سہارا دینا اور حکمت سے اسے پرنور بنانا موت کی یاد سے اسے قابو میں کرنا فنا کے اقرار پر اسے ٹھہرانا، دنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا گردش روزگار سے اسے ڈرانا گذرے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا تمہارے پہلے والے لوگوں پر جو بیتی ہے اسے یاد دلانا انکے گھروں اور کھنڈروں میں چلنا پھرنا اور دیکھنا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا، کہاں سے کوچ کیا، کہاں اترے اور کہاں ٹھہرے ہیں دیکھو گے تو تمہیں صاف نظر آئے گا کہ وہ دوستوں سے منہ موڑ کر چل دیئے ہیں اور پردیس کے گھر میں جا کر اترے ہیں اور وہ وقت دور نہیں کہ تمہارا شمار بھی ان میں ہونے لگے۔

اب اے فرزند! میری وصیت کو سمجھو اور یہ یقین رکھو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے، اسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے وہی مارنے والا بھی ہے اور جو نیست و نابود کرنے والا ہے، وہی دوبارہ پلٹانے والا بھی ہے۔

اے فرزند! موت کو اور اس منزل کو جس پر تمہیں اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں موت کے بعد پہنچنا ہے ہر وقت یاد رکھنا چاہیے تاکہ جب وہ آئے تو تم اپنا حفاظتی سرو سامان مکمل اور اس کے لیے اپنی قوت مضبوط کر چکے ہو اور وہ اچانک تم پر نہ ٹوٹ پڑے کہ تمہیں بیدست وپا کر دے۔

لہٰذا اترنے سے پہلے جگہ تلاش منتخب کر لو اور پڑاؤ ڈالنے سے پہلے اس جگہ کو ٹھیک ٹھاک کر لو، کیونکہ موت کے بعد خوشنودی حاصل کرنے کا موقع نہ ہو گا اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کی کوئی صورت ہو گی ہم موت کے لیے بنے ہو نہ حیات کے لیے۔(ر 31/702,703,704,708,715)

موت اور موت کے بعد کی منزل کو بہت زیادہ یاد کرو موت کے طلب گار نہ بنو، مگر قابل اطمینان شرائط کے ساتھ۔

اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ موت تم پر آ پڑے اس حال میں کہ تم اپنے پروردگار سے بھاگے ہوئے دنیا طلبی میں لگے ہو۔(ر 69/799)

اور صدقہ کامیاب دوا ہے اور دنیا میں بندوں کے جو اعمال ہیں وہ آخرت میں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔(ح 7/810)

حضرتؑ ایک جنازہ کے پیچھے جارہے تھے کہ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز سنی جس پر آپؑ نے فرمایا: گویا اس دنیا میں موت ہمارے علاوہ دوسروں کے لیے لکھی گئی ہے اور گویا یہ حق (موت) دوسروں ہی پر لازم ہے اور گویا جن مرنے والوں کو ہم دیکھتے ہیں، وہ مسافر ہیں جو عنقریب ہماری طرف پلٹ آئیں گے، ادھر ہم انہیں قبروں میں اتارتے ہیں ادھر ان کا ترکہ کھانے لگتے ہیں گویا ان کے بعد ہم ہمیشہ رہنے والے ہیں پھر یہ کہ ہم نے ہر پند و نصیحت کرنے والے کو وہ مرد ہو یا عورت بھلا دیا ہے اور ہر آفت کا نشانہ بن گئے ہیں۔(ح 122/845)

تعجب ہے اس پر کہ جو مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور پھر موت کو بھولے ہوئے ہے۔(ح 126/847)

اے لوگو! اس اللہ سے ڈرو کہ اگر تم کچھ کہو تو وہ سنتا ہے اور دل میں چھپا کر رکھو تو وہ جان لیتا ہے اس موت کی طرف بڑھنے کا سروسامان کرو کہ جس سے بھاگے تو وہ تمہیں پالے گی اور اگر ٹھہرے تو وہ تمہیں گرفت میں لے لے گی اور اگر تم اسے بھول بھی جاؤ تو وہ تمہیں یاد رکھے گی۔(ح 203/871)

انسان کی ہر سانس ایک قدم ہے جو اسے موت کی طرف بڑھائے لیے جارہا ہے۔(ح 74/829)

بیچارہ آدمی کتنا بے بس ہے موت اس سے نہاں، بیماریاں اس سے پوشیدہ اور اس کے اعمال محفوظ ہیں مچھر کے کاٹنے سے چیخ اٹھتا ہے، اچھو لگنے سے مرجاتا ہے اور پسینہ اس میں بدبو پیدا کردیتا ہے۔(ح 419/939)

جب تم (دنیا کو) پیٹھ دکھا رہے ہو اور موت تمہاری طرف رخ کئے ہوئے بڑھ رہی ہے تو پھر ملاقات میں دیر کیسی؟(ح 28/818)

تمہاری منزل مقصود تمہارے سامنے ہے موت کی ساعت تمہارے عقب میں ہے، جو تمہیں آگے کی طرف لے چل رہی ہے ہلکے پھلکے رہو تا کہ آگے بڑھنے والوں کو پا سکو تمہارے اگلوں کو پچھلوں کا انتظار کرایا جا رہا ہے (کہ یہ بھی ان تک پہنچ جائیں)۔(خ21/156)

اور آخرت ادھر کا رخ کیے ہوئے آ رہی ہے اور دنیا و آخرت ہر ایک والے خاص آدمی ہوتے ہیں تو تم فرزند آخرت بنو اور ابناء دنیا نہ بنو اس لیے کہ ہر بیٹا روز قیامت اپنی ماں سے منسلک ہوگا آج عمل کا دن ہے اور حساب نہیں ہے اور کل حساب کا دن ہوگا، عمل نہ ہو سکے گا۔(ک42/198)

موت کی طرف قدم بڑھائے اور عمل کا زاد ساتھ لیا۔(خ74/234)

یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ہو جائیں گے اور دنیا کی عمر تمام ہو جائے گی اور قیامت کا ہنگام آ جائے گا تو اللہ سب کو قبر کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں کے بھٹوں اور ہلاکت گاہوں سے نکالے گا گروہ در گروہ، صامت و ساکت، ایستادہ وصف بستہ، امر الٰہی کی طرف بڑھتے ہوئے اور اپنی جائے بازگشت کی جانب دوڑتے ہوئے، نگاہ قدرت ان پر حاوی اور پکارنے والے کی آواز ان سب کے کان میں آتی ہوئی ہوگی وہ ضعف و بے چارگی کا لباس پہنے ہوئے ہوں گے اور عجز و بے کسی کی وجہ سے ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی حیلے اور ترکیبیں غائب اور امیدیں منقطع ہو چکی ہوں گی دل مایوسانہ خاموشیوں کے ساتھ بیٹھتے ہوں گے، آوازیں دب کر خاموش ہو جائیں گی، پسینہ منہ میں پھندا ڈال دے گا، وحشت بڑھ جائے گی اور جب انہیں آخری فیصلہ سنانے، عملوں کا معاوضہ دینے اور عذاب و عقوبت اور اجر و ثواب کے لیے بلایا جائے گا تو پکارنے والے کی گرجدار آواز سے کان لرز اٹھیں گے۔

یہ بندے اس کے اقتدار کا ثبوت دینے کے لئے وجود میں آئے ہیں اور غلبہ و تسلط کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے نزع کے وقت ان کی روحیں قبض کر لی جاتی ہیں اور قبروں میں رکھ دیئے جاتے ہیں (جہاں) یہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور (پھر) قبروں سے اکیلے اٹھائے جائیں گے اور عملوں کے مطابق جزا پائیں گے اور سب کو الگ الگ حساب دینا ہوگا۔

یاد رکھو کہ تمہیں گزرنا ہے صراط پر اور وہاں کی ایسی جگہوں پر جہاں قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں اور پیر پھسل جاتے ہیں اور

قدم قدم پر خوف و دہشت کے خطرات ہیں ۔ (خ 83/243)

آخرت کے لیے بہت برا توشہ ہے بندگان خدا پر ظلم و تعدی کرنا ۔ (ح 221/875)

سختیاں تم پر ٹوٹ پڑی ہیں اور (موت کے) چشمہ پر کہ جہاں اترا جاتا ہے، تمہیں کھینچ کر لے جایا جا رہا ہے ور ہر نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا ہوتا ہے اور شہادت دینے والا ہنکانے والا اسے میدان حشر تک ہنکا کر لے جائے گا اور گواہ اس کے عملوں کی شہادت دے گا ۔ (خ 83/255)

وہ ایسا دن ہوگا کہ اللہ حساب کی چھان بین اور عملوں کی جزاء کے لیے سب اگلے پچھلوں کو جمع کرے گا وہ خضوع کی حالت میں اس کے سامنے کھڑے ہوں گے پسینہ منہ تک پہنچ کر ان کے منہ میں لگام ڈال دے گا زمین ان لوگوں سمیت لرزتی اور تھرتھراتی ہوگی اس وقت سب سے بڑا خوش حال وہ ہوگا جسے اپنے دونوں قدم ٹکانے کی جگہ اور سانس لینے کو کھلی فضا مل جائے۔

اللہ کے بندو! اس دن سے ڈرو کہ جس میں عملوں کی جانچ پڑتال اور زلزلوں کی بہتات ہوگی اور بچے تک اس میں بوڑھے ہو جائیں گے۔

گویا کہ صور کی آواز تم تک پہنچ چکی ہے اور قیامت تم پر چھا گئی ہے اور آخری فیصلہ سننے کے لیے تم (قبروں سے) نکل آئے ہو باطل کے پردے تمہاری آنکھوں سے ہٹا دیئے گئے ہیں اور تمہارے حیلے بہانے دب چکے ہیں اور حقیقتیں تمہارے لیے ثابت ہوگئی ہیں عبرتوں سے پند و نصیحت اور زمانہ کے الٹ پھیر سے عبرت حاصل کرو اور ڈرانے والی چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ ۔ (خ 100/308,426,427)

اللہ نے محمدؐ کو (قرب) قیامت کی نشانی قرار دیا ہے ۔ (خ 158/434)

میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کہ جس نے تمہیں پیدا کیا اور جس کی طرف تمہیں پلٹنا ہے ۔ (خ 196/567)

اور (موت کی) گھڑی تمہیں پیچھے سے آگے کی طرف ہنکائے لیے جا رہی ہے ۔ ہلکے پھلکے رہو تا کہ آگے بڑھ جانے والوں کو پا سکو تمہارے اگلوں کو پچھلوں کا انتظار کرایا جا رہا ہے ۔ (خ 165/456)

پھر ان کے ساتھ وہ طرز عمل اختیار کرنا جس سے کہ قیامت کے روز اللہ کے سامنے حجت پیش کر سکو کیونکہ رعیت میں دوسروں سے زیادہ یہ انصاف کے محتاج ہیں اور یوں تو سب ہی ایسے ہیں کہ تمہیں ان کے حقوق سے عہدہ برآ ہو کر اللہ سے سامنے سرخرو ہونا ہے۔

انہیں ایک برے گھڑے میں پھینکے گا اور ان کے ہاتھ گردن سے (کس کر) باندھ دے گا اور ان کی پیشانیوں پر لٹکنے والے بالوں کو قدموں سے جکڑ دے گا اور انہیں تارکول کی قمیصیں اور آگ سے قطع کیے ہوئے کپڑے پہنائے گا (یعنی ان پر تیل چھڑک کر آگ میں جھونک دے گا) وہ ایسے عذاب میں ہوں گے کہ جس کی تپش بڑی سخت ہو گی اور ایسی جگہ میں ہوں گے کہ جہاں ان پر دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور ایسی آگ میں ہوں گے کہ جس میں تیز شرارے، بھڑکنے کی آوازیں اٹھتی ہوئی لپیٹیں اور ہولناک چیخیں ہوں گی اس میں ٹھہرنے والا نکل نہ سکے گا اور نہ ہی اس کے قیدیوں کو جزیہ دے کر چھڑایا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کی بیڑیاں ٹوٹ سکتی ہیں اس گھر کی کوئی مدت مقرر نہیں کہ اس کے بعد مٹ مٹا جائے، نہ رہنے والوں کے لیے کوئی مقررہ میعاد ہے کہ وہ پوری ہو جائے (تو پھر چھوڑ دیئے جائیں)۔(ر 53/769,327)

اس دن کے لیے عمل کرو کہ جس کے لیے ذخیرے فراہم کئے جاتے ہیں اور جس میں نیتوں کو جانچا جائے گا جسے اپنی ہی عقل فائدہ نہ پہنچائے کہ جو اس کے پاس موجود ہے، تو (دوسروں کی) عقلیں کہ جو اس سے دور اور اوجھل ہیں فائدہ رسانی سے بہت عاجز و قاصر ہوں گے۔(ک 118/338)

مخلوقات کے لیے قیامت سے ادھر کوئی منزل نہیں، وہ اسی کے میدان میں انتہاء کی حد تک پہنچنے کے لیے دوڑ لگانے والی ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے: وہ اپنی قبروں کے ٹھکانوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی آخرت کے ٹھکانوں کی طرف پلٹ پڑے، ہر گھر کے لیے اس کے اہل ہیں کہ نہ وہ اسے تبدیل کر سکیں گے اور نہ اس سے منتقل ہو سکیں گے۔ (خ 155/420)

گویا تم قیامت کے دامن سے وابستہ ہو کہ وہ تمہیں دھکیل کر اس طرح لیے جا رہی ہے جس طرح للکارنے والا اپنی اونٹیوں کو۔(خ 155/425)

اور قیامت گھوڑوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔(خ 104/316)

جب کہ رات کو وہ سجود و قیام میں کاٹ چکے ہوتے تھے اس عالم میں کہ کبھی پیشانیاں سجدے میں رکھتے تھے اور کبھی رخسار اور حشر کی یاد سے اس طرح بے چین رہتے تھے کہ جیسے انگاروں پر ٹھہرے ہوئے ہوں۔(خ 95/301)

اور اس کے سچے وعدے کا ایفاء چاہتے ہوئے اور ہول قیامت سے ڈرتے ہوئے ان چیزوں کا استحقاق پیدا کرو، جو اس نے تمہارے لئے مہیا کر رکھی ہیں۔

یہاں تک کہ نوشتہ (تقدیر) اپنی معیاد کو اور حکم الٰہی اپنی مقررہ حد کو پہنچ جائے گا اور پچھلوں کو اگلوں کے ساتھ ملا دیا

جائے گا اور فرمان قضا پھر سرے سے پیدا کرنے کا ارادہ لے کر آئے گا، تو وہ آسمانوں کو جنبش میں لائے گا اور انہیں پھاڑ دے گا اور زمین کو ہلا ڈالے گا اور اس کی بنیادیں کھوکھلی کر دے گا اور پہاڑوں کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ دے گا اور وہ اس کے جلال کی ہیبت اور قہر و غلبہ کی دہشت سے آپس میں ٹکرانے لگیں گے وہ زمین کے اندر سے سب کو نکالے گا اور انہیں سڑ گل جانے کے بعد پھر از سر نو تر و تازہ کرے گا اور متفرق و پراگندہ ہونے کے بعد پھر یکجا کر دے گا پھر ان کے چھپے ہوئے اعمال اور پوشیدہ کارگزاریوں کے متعلق پوچھ گچھ کرنے کے لیے انہیں جدا جدا کرے گا اور انہیں دو حصوں میں بانٹ دے گا ایک کو وہ انعام و اکرام دے گا اور ایک سے انتقام لے گا جو فرمانبردار تھے انہیں جزا دے گا کہ وہ اس کے جوار رحمت میں رہیں اور اپنے گھر میں انہیں ہمیشہ کے لیے ٹھہرا دے کہ جہاں اترنے والے پھر کوچ نہیں کیا کرتے اور نہ ان کے حالات ادلتے بدلتے رہتے ہیں اور نہ انہیں گھڑی گھڑی خوف ستاتا ہے، نہ بیماریاں ان پر آتی ہیں نہ انہیں خطرات درپیش ہوتے ہیں اور نہ انہیں سفر ایک جگہ سے دوسری جگہ لیے پھرتے ہیں اور جو نافرمان ہوں گے۔(خ 81/245)

کیونکہ آخری منزل قیامت ہے اور یہ عقلمند کے لیے نصیحت دینے اور نادان کے لیے عبرت بننے کے لیے کافی ہے۔(خ 188/520)

جس دن کہ آنکھیں (خوف کیوجہ سے) پھٹی پھٹی رہ جائیں گی ہر طرف اندھیرا ہوگا دس دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں بیکار کر دی جائیں گی اور صور پھونکا جائے گا تو ہر جان بدن سے نکل جائے گی زبانیں گونگی ہو جائیں گی اور بلند پہاڑ اور مضبوط چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی اور سخت پتھر (آپس میں ٹکرا ٹکرا کر) چمکتے ہوئے سراب کی طرح ہو جائیں گے اور جہاں آبادیاں (اور فلک بوس عمارتیں) تھیں وہ جگہیں ہموار میدان کی صورت میں ہو جائیں گی (اس موقعہ پر) نہ کوئی عزیز ہوگا جو (اس عذاب کی روک تھام کرے)، نہ عذر و معذرت پیش کی جا سکے گی کہ کچھ فائدہ بخشے۔(خ 193/562)

تم رسوائی کے کھنور تنگی و ضیق کے دائرہ میں ہو۔(خ 190/530)

بے شک اللہ کا خوف ہدایت کی کلید اور آخرت کا ذخیرہ ہے۔(خ 227/634)

اے اللہ کے بندو! اللہ تمہارے چھوٹے، بڑے، کھلے ڈھکے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا اور اس کے بعد اگر وہ عذاب کرے تو وہ تمہارے خود ظلم کا نتیجہ ہے اور اگر وہ معاف کر دے تو وہ اس کے کرم کا تقاضا ہے۔(ر 27/689)

اور یقین رکھو کہ انسانوں کی حساب فہمی سے اللہ کا حساب کہیں زیادہ سخت ہوگا۔ والسلام (ر 40/730)

اور اللہ کے نزدیک سب لوگوں سے بدتر وہ ظالم حکمران ہے جو گمراہی میں پڑا رہے اور دوسرے بھی اس کی وجہ سے گمراہی میں پڑیں اور (رسولؐ سے) حاصل کی ہوئی سنتوں کو تباہ اور قابل ترک بدعتوں کو زندہ کرے میں نے رسول اللہؐ سے سنا

کہ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن ظالم کو اس طرح لایا جائیگا کہ نہ اس کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی عذر خواہ اور اسے (سیدھا) جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس میں اس طرح چکر کھائے گا جس طرح چکی گھومتی ہے اور پھر اسے جہنم کے گہراؤ میں جکڑ دیا جائے گا، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم اس امت کے وہ سربراہ نہ بنو کہ جسے قتل ہی ہونا ہے چونکہ کہا گیا ہے کہ اس امت میں ایک ایسا حاکم مارا جائے گا، جو اس کے لیے قیامت تک قتل و خون ریزی کا دروازہ کھول دے گا۔ (ک162/439)

رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جنت ناگواریوں میں گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشوں میں گھرا ہوا ہے۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت مقبول اور ایسا کلام کرنے والا ہے (جس کی ہر بات) تصدیق شدہ ہے قیامت کے دن جس کی یہ شفاعت کرے گا، وہ اس کے حق میں مانی جائے گی اور اس روز جس کے عیوب بتائے گا تو اس کے بارے میں بھی اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی قیامت کے دن ایک ندا دینے والا پکار کر کہے گا کہ دیکھو قرآن کی کھیتی بونے والوں کے علاوہ ہر بونے والا اپنی کھیتی اور اپنے اعمال کے نتیجہ میں مبتلا ہے لہٰذا تم قرآن کی کھیتی بونے والے اور اس کے پیروکار بنو۔ (خ174/472)

اور گویا کہ وہ اہل برزخ کے ان چھپے ہوئے حالات پر جو ان کے طویل عرصہ قیام میں انہیں پیش آئے آگاہ ہو چکے ہیں اور گویا کہ قیامت نے ان کے لیے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا۔ (ک219/619)

جب زمین زلزلہ میں اور قیامت اپنی ہولناکیوں کے ساتھ آجائے گی اور ہر عبادت گاہ سے اس کے پجاری ہر معبود سے اس کے پرستار اور ہر پیشوا سے اس کے مقتدی ملحق ہو جائیں گے تو اس وقت فضا میں شگاف کرنے والی نظر اور زمین میں قدموں کی ہلکی چاپ کا بدلہ بھی اس کی عدالت گستری و انصاف پروری کے پیش نظر حق و انصاف سے پورا پورا دیا جائے گا۔ اس دن کتنی ہی دلیلیں غلط و بے معنی ہو جائیں گی اور عذر و معذرت کے بندھن ٹوٹ جائیں گے۔ (ک220/623)

خدا کی قسم! مجھے سعدان کے کانٹوں پر جاگتے ہوئے رات گزارنا اور طوق و زنجیر میں مقید ہو کر گھسیٹا جانا اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ میں نے کسی بندے پر ظلم کیا ہو یا مال دنیا میں سے کوئی چیز غصب کی ہو۔ (خ221/624)

اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی کہ جب تمہارے سارے مرحلے انتہا کو پہنچ جائیں گے اور قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے وہاں ہر شخص اپنے اعمال کے (نفع و نقصان) کی جانچ کرے گا اور وہ اپنے سچے مالک خدا کی طرف پلٹائے جائیں گے اور جو کچھ افترا و پردازیاں کرتے تھے ان کے کام نہ آئیں گی۔ (خ223/628)

نہیں تو یاد رکھو کہ روز قیامت تمہارے ہی دشمن سب سے زیادہ ہوں گے، اور وائے بدبختی اس شخص کی جس کے خلاف اللہ کے حضور فریق بن کر کھڑے ہونے والے فقیر، نادار، سائل، دھتکارے ہوئے لوگ قرضدار اور (بے خرچ) مسافر ہوں یاد رکھو! کہ جو شخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہوئے اسے ٹھکرا دے اور خیانت کی چراگاہوں میں چرا پھرے اور اپنے کو اور اپنے دین کو اس کی آلودگی سے نہ بچائے۔ (ر 26/688)

اللہ اکبر! کیا تمہارا قیامت پر ایمان نہیں؟ کیا حساب کتاب کی چھان بین کا ذرا بھی ڈر نہیں؟ (ر 41/731)

توشہ کا کھو دینا اور عاقبت بگاڑ لینا بربادی و تباہ کاری ہے۔ (ر 31/717)

عقلمند آدمی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ گھر سے دور ہو، مگر تین چیزوں کے لیے، "معاش" کے بندوبست کے لیے یا امر آخرت کی طرف قدم اٹھانے کے لیے یا ایسی لذت اندوزی کے لیے کہ جو حرام نہ ہو۔ (ح 390/932)

اصل فقر و غنا (قیامت میں) اللہ کے سامنے پیش ہونے کے بعد ہوگا۔ (ح 452/947)

دیکھو تمہارے سامنے ایک دشوار گزار اور دور دراز راستہ ہے جس کے لیے بہترین زاد کی تلاش اور بقدر کفایت توشہ کی فراہمی اس کے علاوہ سبکباری ضروری ہے لہٰذا اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پیٹھ پر بوجھ نہ لادو کہ اس کا بار تمہارے لیے وبال جان بن جائے گا اور جب ایسے فاقہ کش لوگ مل جائیں کہ جو تمہارا توشہ اٹھا کر میدان حشر میں پہنچا دیں اور کل کو جب کہ تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی تمہارے حوالے کر دیں تو اسے غنیمت جانو اور جتنا ہو سکے اس کی پشت پر رکھ دو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پھر تم ایسے شخص کو ڈھونڈو اور نہ پاؤ اور جو تمہاری دولت مندی کی حالت میں تم سے قرض مانگ رہا ہے اس وعدہ پر کہ تمہاری تنگدستی کے وقت ادا کر دے گا تو اسے غنیمت جانو۔

یاد رکھو! تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں ہلکا پھلکا آدمی گراں بار آدمی سے کہیں اچھی حالت میں ہوگا اور سست رفتار تیز قدم دوڑنے والے کی بہ نسبت بری حالت میں ہوگا اور اس راہ میں لامحالہ تمہاری منزل جنت ہوگی یا دوزخ، لہٰذا اترنے سے پہلے جگہ منتخب کر لو اور پڑاؤ ڈالنے سے پہلے جگہ کو ٹھیک ٹھاک کر لو کیونکہ موت کے بعد خوشنودی حاصل کرنے کا موقع نہ ہوگا اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کی کوئی صورت ہوگی۔ (ر 31/711)

اور قیامت کے دن اللہ سبحانہ سب سے پہلے جو فیصلہ کرے گا وہ انہیں خونوں کا جو بندگان خدا نے ایک دوسرے کے بہائے ہیں۔ (ر 53/775)

یاد رکھو کہ دنیا آزمائش کا گھر ہے جو بھی اس میں اپنی کوئی گھڑی بے کاری میں گزارے گا تو قیامت کے دن وہ بے کاری اس کے لیے حسرت کا سبب بن جائے گی۔ (ر 59/784)

اور جس نے فاسقوں کو برا سمجھا اور اللہ کے لیے غضبناک ہوا اللہ بھی اس کے لیے دوسروں پر غضبناک ہوگا اور قیامت کے دن اس کی خوشی کا سامان کرے گا۔ (ح 30/819)

خوشا نصیب اس کے جس نے آخرت کو یاد رکھا، حساب و کتاب کے لیے عمل کیا ضرورت بھر پر قناعت کی اور اللہ سے راضی و خوشنود رہا۔ (ح 44/824)

اور تعجب ہے اس پر کہ جو مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور پھر موت کو بھولے ہوئے ہے اور تعجب ہے اس پر کہ جو پہلی پیدائش کو دیکھتا ہے اور پھر دوبارہ اٹھائے جانے سے انکار کرتا ہے۔ (ح 126/847)

معلوم ہونا چاہیے کہ گناہ اس سرکش گھوڑوں کے مانند ہیں جن پران کے سواروں کو سوار کر دیا گیا ہو اور باگیں بھی ان کی اتار دی گئی ہوں اور وہ لے جا کر انہیں دوزخ میں پھاند پڑیں اور تقویٰ رام کی ہوئی سواریوں کے مانند ہے جن پر ان کے سواروں کو سوار کیا گیا ہو اس طرح کہ باگیں ان کے ہاتھ میں دے دی گئی ہوں اور وہ انہیں (باطمینان) لے جا کر جنت میں اتار دیں ایک حق ہوتا ہے اور ایک باطل اور کچھ حق والے ہوتے ہیں، کچھ باطل والے اب اگر باطل زیادہ ہو گیا تو یہ پہلے بھی بہت ہوتا رہا ہے اور اگر حق کم ہو گیا ہے تو بسا اوقات ایسا ہوا ہے اور بہت ممکن ہے کہ وہ اس کے بعد باطل پر چھا جائے اگرچہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ کوئی چیز پیچھے ہٹ کر آگے بڑھے۔

جس کے پیش نظر دوزخ و جنت ہو، اس کی نظر کسی اور طرف نہیں اٹھ سکتی، جو تیز قدم دوڑنے والا ہے وہ نجات یافتہ ہے اور جو طلب گار ہو، مگر سست رفتار اسے بھی توقع ہو سکتی ہے مگر جو (ارادۃً) کوتاہی کرنے والا ہو، اسے تو دوزخ ہی میں گرنا ہے۔ (خ16/141)

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لئے کھولا ہے۔ (خ27/166)

آج کا دن تیاری کا ہے اور کل دوڑ کا ہوگا جس طرف آگے بڑھنا ہے، وہ تو جنت ہے اور جہاں کچھ اشخاص (اپنے اعمال کی بدولت بلا اختیار) پہنچ جائیں گے، وہ دوزخ ہے۔

موت تمہاری راہ میں حائل ہے اس کے آتے ہی تمہارے لئے جنت ہے یا دوزخ ہے۔ (خ62/219)

اور بھاگنے سے شرم کرو اس لئے کہ یہ پشتوں تک کے لئے ننگ و عار اور روز محشر جہنم کی آگ کا باعث ہے۔ (خ64/221)

اے لوگو! نجوم کے سیکھنے سے پرہیز کرو مگر اتنا کہ جس سے خشکی وتری میں راستے معلوم کر سکو اس لیے کہ نجوم کا سیکھنا کہانت اور غیب گوئی کی طرف لے جاتا ہے اور منجم حکم میں مثل کاہن کے ہے اور کاہن مثل ساحر کے ہے اور ساحر مثل کافر کے ہے اور کافر کا ٹھکانا جہنم ہے بس اللہ کا نام لے کر چل کھڑے ہو۔ (خ77/236)

بخشش وعطا کے لئے جنت اور عقاب کے لیے دوزخ سے بڑھ کر کیا ہوگا۔

اور پھر وہاں کی سب سے بڑی آفت کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی اور جہنم میں داخل ہونا ہے اور دوزخ کی لپیٹیں اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کی تیزیاں ہیں اس میں راحت کے لئے کوئی وقفہ ہے اور نہ سکون وراحت کے لئے کچھ دیر کے لئے بچاؤ ہے، نہ روکنے والی کوئی قوت ہے اور نہ اب سکون دینے والی موت۔

اللہ کے بندو! وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں عمریں دی گئیں تو وہ نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے رہے اور انہیں بتایا گیا تو وہ سب کچھ سمجھ گئے اور وقت دیا گیا تو انہوں نے وقت غفلت میں گزار دیا اور صحیح وسالم رکھے گئے تو اس نعمت کو بھول گئے انہیں لمبی مہلت دی گئی تھی اچھی اچھی چیزیں بھی انہیں بخشی گئی تھیں، دردناک عذاب سے انہیں ڈرایا بھی گیا تھا اور بڑی چیزوں کے ان سے وعدے بھی کئے گئے تھے۔(خ81/248,250)

آگے بڑھنے والوں کی آخری منزل جنت ہے اور عمداً کوتاہیاں کرنے والوں کی حد جہنم ہے۔ (خ155/425)

(اگر بھاگے تو) ننگ و عار تمہارے عقب میں ہے اور (اگر جمے رہے تو) جنت تمہارے سامنے ہے۔ (خ169/460)

فرائض کو پیش نظر رکھو اور انہیں اللہ کے لیے بجالاؤ تاکہ یہ تمہیں جنت تک پہنچائیں۔ (خ165/455)

کیونکہ اللہ نے ان کو (قرب) قیامت کی نشانی اور جنت کی خوشخبری سنانے والا قرار دیا ہے۔

اور اہل جنت کے قاری ہیں۔ (خ158/434,431)

اس میں ایک دوسرے سے بڑھے چڑھے ہوئے درجے ہیں اور مختلف معیار کی منزلیں ہیں، نہ اس کی نعمتوں کا سلسلہ ٹوٹے گا، نہ اس میں ٹھہرنے والوں کو وہاں سے کوچ کرنا ہے اور نہ اس میں ہمیشہ کے رہنے والوں کو بوڑھا ہونا ہے اور نہ اس میں بسنے والوں کو فقر و ناداری سے سابقہ پڑتا ہے۔(خ83/255)

اور جو نافرمان ہوں گے انہیں ایک برے گھر میں پھینکے گا اور ان کے ہاتھ گردن سے (کس کر) باندھ دے گا اور ان کی پیشانیوں پر لٹکنے والے بالوں کو قدموں سے جکڑ دے گا اور انہیں تارکول کی قمیصیں اور آگے سے قطع کیے ہوئے کپڑے پہنائے گا (یعنی ان پر تیل چھڑک کر آگ میں جھوک دے گا) وہ ایسے عذاب میں ہوں گے کہ جس کی تپش بڑی سخت ہوگی اور ایسی جگہ میں ہوں گے کہ جہاں ان پر دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور ایسی آگ میں ہوں گے کہ جس میں تیز شرارے، بھڑکنے کی آوازیں، اٹھتی ہوئی لپیٹیں اور ہولناک چیخیں ہوں گی اس میں ٹھہرنے والا نکل نہ سکے گا اور نہ ہی اس کے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑایا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کی بیڑیاں ٹوٹ سکتی ہیں اس گھر کی کوئی مدت مقرر نہیں کہ اس کے بعد مٹ مٹا جائے

نہ رہنے والوں کے لیے کوئی مقررہ میعاد ہے کہ وہ پوری ہو جائے (تو پھر چھوڑ دیئے جائیں)۔

اور خوشخبری سناتے ہوئے جنت کی طرف دعوت دی اور ڈراتے ہوئے دوزخ سے خوف دلایا۔ (خ107/327,328)

اور جنت بڑھنے کا انعام ہے۔ (خ104/316)

اور جو اس راہ میں جما رہے گا وہ جنت کی طرف اور جو پھسل جائے گا وہ دوزخ کی جانب بڑھے گا۔ (خ117/347)

دوزخ کی آگ سے ڈرو کہ جس کی تپش تیز اور گہرائی بہت زیادہ ہے اور (جہاں پہننے کو) لوہے کے زیور ہیں۔ (خ118/348)

جنت نیزوں کی انیوں کے نیچے ہے۔ (خ122/355)

اور کون جہنم کا ایندھن ہوگا اور کون جنت میں نبیوں کا رفیق ہوگا۔ (خ127/368)

اور جنت کے لیے جو عمل ہونا چاہیے اسے انجام دو۔ (خ130/378)

اور کہاں ہیں اللہ کے ہو جانے والے قلوب اور اس کی اطاعت پر جم جانے والے دل؟ وہ تو مال دنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور (مال) حرام پر جھگڑ رہے ہیں ان کے سامنے جنت اور دوزخ کے جھنڈے بلند ہیں لیکن انہوں نے جنت سے اپنے منہ موڑ لیے ہیں اور اپنے اعمال کی وجہ سے دوزخ کی طرف بڑھ نکلے ہیں اللہ نے ان لوگوں کو بلایا تو یہ بھڑک اٹھے اور پیٹھ پھرا کر چل دیئے اور شیطان نے ان کو دعوت دی تو لبیک کہتے ہوئے اس کی طرف لپک پڑے۔ (خ142/394)

بلاشبہ آئمہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حاکم ہیں اور اس کو بندوں سے پہچنوانے والے ہیں جنت میں وہی جائے گا جسے ان کی معرفت ہو اور وہ بھی اسے پہچانیں اور دوزخ میں وہی ڈالا جائے گا جو نہ انہیں پہچانے اور نہ وہ اسے پہچانیں۔ (خ150/410)

اگر تم میری اطاعت کرو گے تو میں ان شاء اللہ تمہیں جنت کی راہ پر لگا دوں گا۔

اللہ نے اسے اپنی رحمت کا ذریعہ اور جنت تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیا ہے۔

(جو چاہیں کہیں) میں تو اس جماعت میں سے ہوں کہ جن پر اللہ کے بارے میں کوئی ملامت اثر انداز نہیں ہوتی وہ جماعت ایسی ہے جن کے دل جنت میں اٹکے ہوئے اور جسم اعمال میں لگے ہوئے ہیں۔ (خ190/536,547,548)

رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جنت ناگواریوں میں گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشوں میں گھرا ہوا ہے۔

دیکھو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور جو فیصلہ خداوندی تھا وہ سامنے آ گیا میں الٰہی وعدہ و برہان کی رو سے کلام کرتا ہوں اللہ

تعالٰی کا ارشاد ہے کہ بے شک وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر وہ اس (عقیدہ) پر جمے رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں اور (یہ کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کھاؤ اور غمگین نہ ہو تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔(خ174/472.474)

اگر تم دیدۂ دل سے جنت کی ان کیفیتوں پر نظر کرو جو تم سے بیان کی جاتی ہیں تو تمہارا نفس دنیا میں پیش کی ہوئی عمدہ سے عمدہ خواہشوں اور لذتوں اور اس کے مناظر کی زیبائشوں سے نفرت کرنے لگے گا اور وہ ان درختوں کے پتوں کے کھڑکھڑانے کی آوازوں میں کہ جن کی جڑیں جنت کی نہروں کے کناروں پر مشک کے ٹیلوں میں ڈوبی ہوئی ہیں کھو جائے گا اور ان کی بڑی اور چھوٹی ٹہنیوں میں تروتازہ موتیوں کے گچھوں کے لٹکنے اور سبز پتیوں کے غلافوں میں مختلف قسم کے پھلوں کے نکلنے کے (نظاروں) میں محو ہو جائے گا ایسے پھل کہ جو بغیر کسی زحمت کے چنے جا سکتے ہیں اور چننے والے کی خواہش کے مطابق آگے بڑھ آتے ہیں وہاں کے بلند ایوانوں کے صحنوں میں اترنے والے مہمانوں کے گرد پاک صاف شہد اور صاف ستھری شراب (کے جام) گردش میں لائے جائیں گے وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ کی بخشش وعنایت ہمیشہ ان کے شامل حال رہی یہاں تک کہ وہ اپنی جائے قیام میں اتر پڑے اور سفروں کی نقل وحرکت سے آسودہ ہو گئے اے سننے والے اگر تو ان دلکش مناظر تک پہنچنے کے لیے اپنے نفس کو متوجہ کرے جو تیری طرف آنے والے ہیں تو اس کے اشتیاق میں تیری جان ہی نکل جائے گی اور اسے جلد سے جلد پا لینے کے لیے میری اس مجلس سے اٹھ کر قبروں میں رہنے والوں کی ہمسائیگی اختیار کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے گا اللہ سبحانہ اپنی رحمت سے ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے قرار دے کہ جو نیک بندوں کی منزل تک پہنچنے کی (سرتوڑ کوشش کرتے ہیں)۔(خ163/451)

کیا تم نے اپنے میں سے کسی ایک کو دیکھا ہے کہ وہ (جسم میں) کانٹا لگنے سے یا ایسی ٹھوکر کھانے سے کہ جو اسے لہولہان کر دے یا ایسی گرم ریت (کی تپش) سے کہ جو اسے جلا دے کس طرح بے چین ہو کر چیختا ہے (ذرا سوچو تو کہ اس وقت کیا حالت ہوگی کہ جب وہ جہنم کے دو آتشین تودوں کے درمیان (دہکتے ہوئے) پتھروں کا پہلونشین اور شیطان کا ساتھی ہوگا کیا تمہیں خبر ہے کہ جب مالک (پاسبان جہنم) آگ پر غضب ناک ہوگا تو وہ اسے کے غصہ سے (بھڑک کر آپس میں ٹکرانے لگے گی) اور اس کے اجزا ایک دوسرے کو توڑنے پھوڑنے لگیں گے اور جب اسے جھڑکے گا تو اس کی جھڑکیوں سے (تلملا کر) دوزخ کے دروازوں میں اچھلنے لگی گی۔

اور اپنی گردنوں کو قبل اس کے کہ وہ اس طرح گروی ہو جائیں کہ انہیں چھڑایا نہ جا سکے چھڑانے کی کوشش کرو۔(خ181/497,498)

ایک ایسی جگہ میں (پہنچ کر) جو تنگ (و تار) ہے اور ایسی چیزوں میں (پھنس کر) جو پیچیدہ و عظیم ہیں اور ایسی آگ میں (پڑ کر) جس کی ایذائیں شدید، چیخیں بلند، شعلے اٹھتے ہوئے، بھڑکنے کی آوازیں غضبناک، گہراؤ نگاہ سے دور، اطراف تیرہ و تار (آتشیں) دیگیں کھولتی ہوئی اور تمام کیفیتیں سخت و ناگوار ہیں اور جو لوگ اللہ کا خوف کھاتے تھے انہیں جوق در جوق جنت کی طرف بڑھایا جائے گا وہ عذاب سے محفوظ، عتاب و سرزنش سے علیحدہ اور آگ سے بری ہوں گے گھر ان کا پرسکون اور وہ اپنی منزل و جائے قرار سے خوش ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دنیا میں اعمال پاک و پاکیزہ تھے اور آنکھیں اشکبار رہتی تھیں دنیا میں ان کی راتیں خضوع و خشوع اور توبہ و استغفار میں (بیداری کی وجہ سے) دن اور دن لوگوں سے متوحش و علیحدہ رہنے کے باعث ان کے لیے رات تھے تو اللہ نے جنت کو ان کی جائے بازگشت اور وہاں کی نعمتوں کو ان کی جزا قرار دیا ہے اور وہ اس کے اوار اور اہل و حقدار تھے اس ہمیشہ رہنے والی سلطنت اور برقرار رہنے والی نعمتوں میں۔ (خ 188/521)

یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ نے جس چیز کی وجہ سے ایک ملک کو جنت سے نکال باہر کیا ہو، اس پر کسی بشر کو جنت میں جگہ دے اس کا حکم تو اہل آسمان اور اہل زمین میں یکساں ہے اللہ اور مخلوقات میں سے کسی فرد خاص کے درمیان دوستی نہیں کہ اس کو ایسے امر ممنوع کی اجازت ہو کہ جسے تمام جہان والوں کے لیے اس نے حرام کیا ہو۔ (خ 190/528)

اس لیے کہ تقویٰ آج (دنیا میں) پناہ و سپر ہے اور کل جنت کی راہ ہے۔ (خ 189/523)

اگر (زندگی کی مقررہ) مدت نہ ہوتی جو اللہ نے ان کے لیے لکھ دی ہے تو ثواب کے شوق اور عتاب کے خوف سے ان کی روحیں ان کے جسموں میں چشم زدن کے لیے بھی نہ ٹھہرتیں خالق کی عظمت ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے اس لیے کہ اس کے ماسوا ہر چیز ان کی نظروں میں ذلیل و خوار ہے ان کو جنت کا ایسا ہی یقین ہے جیسے کسی کو آنکھوں دیکھی چیز کا ہوتا ہے تو گویا وہ اس وقت جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہیں اور دوزخ کا بھی ایسا ہی یقین ہے جیسے کہ وہ دیکھ رہے ہیں تو انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہاں کا عذاب ان کے گرد و پیش موجود ہے۔

جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی ترغیب دلائی گئی ہو تو اس کی طمع میں ادھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پر کیف) منظر ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے کہ جس میں (دوزخ) سے ڈرایا گیا ہو، تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ و پکار ان کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے وہ (رکوع میں) اپنی کمریں جھکائے اور (سجدہ میں اپنی پیشانیاں، ہتھیلیاں، گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے ہیں اور اللہ سے گلوخلاصی کے لیے التجائیں کرتے ہیں۔ (خ 191/553,554)

کیا قرآن میں دوزخیوں کے جواب کو تم نے نہیں سنا کہ جب ان سے پوچھا جائے گا کہ "کون سی چیز تمہیں دوزخ کی طرف کھینچ لائی ہے تو وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے"۔ (ک 197/572)

تو تمہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ جسے حق نے کھایا ہے وہ جنت کو سدھارا ہے اور جسے باطل نے لقمہ بنایا ہے وہ دوزخ میں جا پڑا ہے۔ (ر 17/674)

کون ہے؟ جو جنت کے کام کرنے والے سے زیادہ جنت کے قریب ہو اور کون ہے جو دوزخ کے کام کرنے والے سے زیادہ دوزخ کے نزدیک ہو؟

لہٰذا جہنم کی اس آگ سے ڈرو جس کا گہراؤ دور تک چلا گیا ہے جس کی تپش بے پناہ ہے اور جس کا عذاب ہمیشہ نیا اور تازہ رہتا ہے۔ (ر 27/690)

یاد رکھو! تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں ہلکا پھلکا آدمی گراں بار آدمی سے کہیں اچھی حالت میں ہوگا اور سست رفتار تیز قدم دوڑنے والے کی بہ نسبت بری حالت میں ہوگا اور اس راہ میں لامحالہ تمہاری منزلت جنت ہوگی یا دوزخ لہٰذا اترنے سے پہلے جگہ کو ٹھیک ٹھاک کر لو کیونکہ موت کے بعد خوشنودی حاصل کرنے کا موقع نہ ہوگا اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کی کوئی صورت ہوگی۔ (ر 31/712)

حضرتؑ کی وصیت اس امر کے متعلق کہ آپؑ کے اموال میں کیا عمل درآمد ہوگا اسے صفین سے پلٹنے کے بعد تحریر فرمایا۔

یہ وہ ہے جو خدا کے بندے امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے اپنے اموال (اوقاف) کے بارے میں حکم دیا ہے محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے تاکہ وہ اس کی وجہ سے مجھے جنت میں داخل کرے اور امن و آسائش عطا فرمائے۔ (وص 24/682)

ہم میں دو سردار جوانان اہل جنت اور تم میں جہنمی لڑکے ہم میں سردار زنان عالمیان اور تم میں حمالۃ الحطب اور ایسی ہی بہت باتیں جو ہماری بلندی اور تمہاری پستی کی آئینہ دار ہیں۔ (ر 28/694)

اور اپنی اس تلوار سے تمہیں ضرب لگاؤں گا جس کا وار میں نے جس کسی پر بھی لگایا وہ سیدھا دوزخ میں گیا۔ (ر 41/732)

لوگوں سے کشادہ روئی سے پیش آؤ اپنی مجلس میں لوگوں کو راہ دو حکم میں تنگی روا نہ رکھو غصہ سے پرہیز کرو کیونکہ یہ شیطان کے لیے شگون نیک ہے اور اس بات کو جانے رہو کہ جو چیز تمہیں اللہ کے قریب کرتی ہے وہ دوزخ سے دور کرتی ہے اور جو چیز اللہ سے دور کرتی ہے وہ دوزخ سے قریب کرتی ہے۔ (ر 76/806)

اس لیے کہ جو جنت کا مشتاق ہوگا، وہ خواہشوں کو بھلا دے گا اور جو دوزخ سے خوف کھائے گا وہ محرمات سے کنارہ کشی کرے گا۔ (ح30/818)

اللہ سبحانہ نے اپنی اطاعت پر ثواب اور اپنی معصیت پر سزا اس لیے رکھی ہے کہ اپنے بندوں کو عذاب سے دور کرے اور جنت کی طرف گھیر کر لے جائے۔ (ح368/925)

جو شخص قرآن کی تلاوت کرے پھر مر کر دوزخ میں داخل ہو تو وہ ایسے ہی لوگوں میں سے ہوگا جو اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے اور جس کا دل دنیا کی محبت میں وارفتہ ہو جائے تو اس کے دل میں دنیا کی یہ تین چیزیں پیوست ہو جاتی ہیں۔ (ح228/877)

جو زیادہ بولے گا وہ زیادہ لغزشیں کرے گا اور جس میں حیا کم ہو اس میں تقویٰ کم ہوگا اور جس میں تقویٰ کم ہوگا اس کا دل مردہ ہو جائے گا اور جس کا دل مردہ ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا۔ (ح349/920)

وہ بھلائی بھلائی نہیں جس کے بعد دوزخ کی آگ ہو اور وہ برائی برائی نہیں جس کے بعد جنت ہو جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر اور دوزخ کے مقابلہ میں ہر مصیبت راحت ہے۔ (ح387/931)

لین دین میں سب سے زیادہ گھاٹا اٹھانے والا اور دوڑ دھوپ میں سب سے زیادہ ناکام ہونے والا وہ شخص ہے جس نے مال کی طلب میں اپنے دین کو بوسیدہ کر ڈالا ہو مگر تقدیر نے اس کے ارادوں میں اس کا ساتھ نہ دیا ہو لہٰذا وہ دنیا سے بھی حسرت لیے ہوئے گیا اور آخرت میں بھی اس کی پاداش کا سامنا کیا۔ (ح430/942)

کیا کوئی جوانمرد ہے جو اس چبائے ہوئے لقمہ (دنیا) کو اس کے اہل کے لیے چھوڑ دے تمہارے نفسوں کی قیمت صرف جنت ہے لہٰذا جنت کے علاوہ اور کسی قیمت پر انہیں نہ بیچو۔ (ح456/949)

انہوں نے اس میں فضل و رحمت کا سودا کیا اور اس میں رہتے ہوئے جنت کو فائدہ میں حاصل کیا۔ (ح131/850)

اور خداوند عالم اپنے بندوں میں سے نیک نیتی اور پاکدامنی کی وجہ سے جسے چاہتا ہے جنت میں داخل کرتا ہے۔ (ح42/823)